لشکرِ دجّال

کی راہ میں رکاوٹ

Afghanistan

Kabul

اسیر گوانتانامو

شہید ملا امین اللہ امین اخند رحمتہ اللہ علیہ

سَیفٌ مِن سُیُوفِ اللہِ سَلّہ اللہُ عَلَی الکُفّارِ وَالمُنافِقِینَ

اسیر گوانتانامو

ملا محمد امین اللہ امین شہید رحمۃ اللہ علیہ

فہرست

پیش لفظ

گورنر طالبان اسیر گوانتاناموبے شہید مولوی امین اللہ امین چمن میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اکوڑہ خٹک میں ڈاکٹر شیر علی شاہ کے مدرسہ میں حاصل کی اور تخصص قاضی حمید اللہ جان کے مدرسہ میں کیا۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد چمن میں ہی درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا یہ تحریک طالبان افغانستان کا ابتدائی زمانہ تھا کہ امیر المومنین کی آواز پر جہادی سرگرمیاں شروع کیں۔ جہاد اور شہادت کا شوق اس قدر بلند تھا کہ جب تشکیل کی جاتی تو اس میں جانے کو تیار ہو جاتے بالآخر درس و تدریس کا سلسلہ چھوڑ دیا اور امیر المومنین کی قیادت میں فتوحات کرتے ہوئے جہاد میں شریک رہے۔ اور جہاد کا عظیم فریضہ ادا کرتے ہوئے قید و بند کی صعوبتیں اور زخمی ہونے کی بھی سعادت حاصل ہوئی بالآخر اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کی قیادت میں امارت اسلامیہ افغانستان جیسی نعمت سے نوازا تو طالبان کے گورنر بنائے گئے۔ (صوبہ بادغیس، صوبہ سرپل، صوبہ سمنگان) میں طالبان کے دور حکومت میں خدمات سرانجام دیتے ہوئے۔ بڑے بڑے معرکے سر کیے

جس میں بامیان کے بت توڑنا بھی شامل ہے۔ جب امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے دنیا کی واحد اسلامی امارت کو ختم کرنے کے لئے حملہ کیا تو شہید رحمۃ اللہ علیہ امیرالمومنین کے حکم پر اور اس عہد کے ساتھ پیچھے ہٹ گئے کہ ہم نے حکومت چھوڑی ہے۔ مگر جہاد نہیں چھوڑا۔ امارت اسلامیہ کے سکوت کے بعد جہادی سرگرمیوں میں شریک رہے۔ بالآخر منافقوں کی منافقت اور کافروں کی مکارانہ کوششوں کے نتیجے میں گرفتار ہو گئے جس کے بعد ان کو پہلے پاکستانی خفیہ سیلوں میں منتقل کر دیا گیا وہاں سے پھر باگرام جیسے خونی کیمپ سے ہوتے ہوئے کیمپ ایکسرے ڈیلٹا کیمپ اور گوانتا نا موبے اور امریکیوں کی مختلف جیلوں سے گزر گئے مگر جہاد اور شہادت کا ایسا شوق تھا کہ یہ جیلیں اس میں رکاوٹ نہ ڈال سکیں رہائی کے بعد پھر جہاد شروع کر دیا اور اس میں اتنی محنت اور کوشش اور لگن سے حصہ لیا کہ ان کی شہادت پر امیرالمومنین نے فرمایا: ''امین اللہ امین کو امارت نے متعارف نہیں بلکہ شہید رحمۃ اللہ نے امارت کو دنیا بھر میں متعارف کرایا۔''

وہ تو شہید ہو گئے مگر ان کے کام کی وجہ سے پوری دنیا کے طاغوت اور لشکر دجال کی کمر ٹوٹ چکی ہے۔ تاریخ نے ثابت کر دیا کہ لشکر دجال کی راہ میں رکاوٹ طالبان ہیں۔ آپ نے جان دے کر ثابت کر دیا (کہ تیرا جذبہ تھا سچا اور وہ بدقسمت ہیں جو تیری راہ پر چل نہ چکے)

ابرار مسکین

طالبان سے پہلے کا افغانستان

11 ستمبر 2001ء کے بعد دنیا کا رخ یکدم تبدیل ہوگیا، اور تمام غیر مسلم قوموں کو ایک بہانہ مل گیا اور یہ بہانہ کئی سال پہلے بنے ہوئے پلان کا حصہ تھا امریکہ اور اس کے حواری کئی سالوں سے افغانستان کے معاملات میں دلچسپی لیتے رہے اور روس کے بعد افغانستان میں اپنے ایجنٹ پیدا کرتے رہے، اور یہ ایجنٹ اس وقت دنیا کے سامنے ظاہر ہوئے جب امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے افغانستان پر چاروں طرف سے حملہ کیا ان لوگوں سے امریکہ کو دو بڑے فوائد حاصل ہوئے ایک روس کو شکست اور دوسرا ایسے لوگوں کی پیداوار جو مستقبل میں امریکہ کو فائدہ پہنچائیں، جب کیمونسٹ کا تختہ الٹ گیا تو مجاہدین افغانستان نے پورے ملک کا کنٹرول سنبھالا ۲۰ بیس سال کی قربانی کے بعد مسلمانان عالم کو اور مسلمانان افغانستان کو آزادی کی نعمت نصیب ہوئی، تو غیر مسلم اقوام نے یہ کوشش شروع کردی کہ افغانستان میں ان کی من پسند حکومت قائم ہو، اسلام اور مسلمانوں کی آزادی یہود و نصاریٰ کو ایک آنکھ بھی نہ بھائی اور انہوں نے اپنے ایجنٹوں کو استعمال کرنا شروع کیا اور ڈالروں کی بارش کردی منافقین اور ضمیر فروش لوگوں کے ذریعے اسلامی حکومت بننے میں رکاوٹیں ڈالی گئیں اور اصل مجاہدین و اسلام پسند لوگوں کو ماننے سے انکار کیا گیا اور ملک چھوٹے چھوٹے دھڑوں میں تقسیم ہوگیا اور خانہ جنگی شروع ہوگئی اور کئی سالوں تک یہ جنگ جاری رہی پورے ملک کے حالات ایسے خراب تھے کہ مسلح گروپوں نے اپنے اپنے علاقے میں بدمعاشی پھیلائی ہوئی تھی تمام راستوں پر پھاٹک اور مسلح لوگ ہوتے جو وحشی جانوروں سے بدتر تھے، عام لوگوں کی زندگی مشکل ہوتی جارہی تھی تین چار بجے کے بعد کوئی شریف آدمی اپنے گھر سے نکل نہیں سکتا تھا ہر پانچ کلومیٹر پر ایک پھاٹک ہوتا ہر آنے جانے والے سے زبردستی روپے لئے جاتے اور اگر کسی کے پاس روپے نہ ہوتے تو اسے مار پیٹ کا نشانہ بنایا جاتا، اور اسے قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کیا جاتا' بعض اوقات کسی شخص کو زمین پر الٹا لٹا کر اس کی کمر پر جیک لگایا جاتا اور گاڑی کو اوپر اٹھا دیا جاتا ان مظالم سے بچنے کے لئے مظلوم کسی نہ کسی سے

قرض لے کر دیتے، ان دنوں کا واقعہ بہت مشہور ہے، گاڑی میں سوار ایک آدمی سے پھاٹک والوں نے جب روپوں کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کیا، جب اس کو زیادہ تنگ کیا گیا تو اس آدمی نے کہا کہ میرے منہ پر تھپڑ مارو تو اس فوجی نے اس بے چارے کو خوب مارا بعد میں لوگوں نے اس آدمی کو ملامت کیا کہ تم نے فوجی کو یہ کیوں کہا کہ میرے منہ پر مارو تو اس نے جواب دیا کہ میں نے اسی منہ سے ان لوگوں کے لئے دعائیں کی تھیں کہ اللہ تعالیٰ روس کے مقابلے میں ان مسلمانوں کو فتح دے۔

پورے ملک میں حالات ایسے خراب تھے کہ کوئی عورت گھر سے باہر نہیں نکل سکتی تھی، راستوں سے عورتوں کو اٹھا کر کمانڈر اپنے کیمپوں میں لے جاتے کئی کئی دنوں تک اپنے پاس رکھتے اور اس کی عزت تار تار کی جاتی۔

طالبان کے دورِ حکومت میں مزار شریف کی فتح کے بعد امر بالمعروف والوں نے ایک عورت کو فحاشی کے الزام میں پکڑا، جب اس سے پوچھا گیا کہ آپ پر فحاشی کا الزام ہے، تو اس نے جواب دیا کہ اگر آپ حضرات نے مجھے گزشتہ چار سالوں کے جرم میں پکڑا ہے تو اس وقت میں اپنی پاک دامنی کے بارے میں کچھ نہیں کہوں گی، کیونکہ گزشتہ چار سالوں میں ان تمام علاقوں میں اگر کوئی عورت بھی گھر سے نکلی ہے تو وہ اس الزام سے بری نہیں، اس علاقے میں جب کوئی عورت گھر سے باہر قدم رکھتی تھی تو علاقے کے کمانڈر کا فوجی اسے اپنی ہوس کا نشانہ بنانے کے انتظار میں ہوتا تھا۔ اس عورت کے ساتھ تین سالہ بیٹا تھا۔ اس عورت نے قاضی کے سامنے اس بات کا اقرار کیا کہ یہ لڑکا میرے خاوند کا نہیں ہے۔ جب اس سے تفصیل پوچھی گئی تو بتایا کہ، میں ایک دفعہ بہت بیمار تھی اور خاوند کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس جارہی تھی تو راستے میں پھاٹک والوں نے میرے خاوند کو مارا پیٹا اور مجھے گاڑی میں ڈال کر اپنے کیمپ میں لے گئے اور ایک سال تک اپنے پاس رکھا اور میرے ساتھ دن رات زیادتی کی گئی جس سے میرا یہ بیٹا پیدا ہوا، آپ اس شہر کے قاضی ہیں کیا فتویٰ لگاتے ہو، قاضی جو بہت بڑے عالم بھی تھے، اس عورت کی باتیں سن کر ان کی آنکھوں سے زاروقطار آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر اس عورت نے کہنا شروع کیا، ہماری یہ نسل تو خراب ہوگئی ہے۔ لیکن آئندہ نسل کو طعنوں سے بچانے کے لئے آپ کوشش کریں۔

قاضی عطاء اللہ خنجان سالنگ کے ایک عالم کا واقعہ بیان کرتے تھے کہ وہ وزارت تعلیم میں بہت سی عورتیں بھی کام کرتی تھیں اور امارتِ اسلامی سے پہلے سرکاری افسران سے بہت تنگ تھیں، جنسی تجاوزات سے تنگ آ کر وزارت کو درخواست دی کہ افسر ہمیں تنگ کرتے ہیں، اس عالم نے وزارت کی تمام عورتوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کہ تم لوگ موجودہ حکومت (ربانی حکومت) اور کیمونسٹ حکومت میں کیا فرق محسوس کرتی ہو، تو انہوں نے جواب دیا کہ موجودہ حکومت میں کوئی ظلم وفسق نہیں ہے اور سابقہ حکومت میں پھر بھی کچھ نہ کچھ ظلم تھا، موجودہ حکومت میں ہم اکیلی افسر کے کمرے میں نہیں جاسکتیں افسروں کو کسی قانون اور حکومت کا ڈر اور خوف نہیں ہے، نجیب کی حکومت میں ہر محکمہ کسی حد تک قانون کا پابند تھا اس کے بعد اس عالم نے استعفیٰ دے دیا تھا۔ مزار شریف میں ایک عورت دو کمانڈروں کی جنگ کا سبب بنی صلح کرانے کے لئے صدر افغانستان برہان الدین ربانی خود گئے اور عورت سے پوچھا کہ تم کس کمانڈر کے ساتھ جانا پسند کرو گی، عورت نے ایک کو منتخب کیا تو وہ عورت اس کمانڈر کے حوالے کردی گئی اس جنگ میں دونوں طرف سے چار فوجی ہلاک ہوئے۔ عورت تو عورت لڑکے بھی اپنے گھروں سے باہر نہیں نکل سکتے تھے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ لڑکوں کے ساتھ شادیاں شروع ہوگئیں اور دونوں اطراف کی رضامندی سے باقاعدہ نکاح ہوتے اور موسیقی کی محفلوں میں لڑکوں سے جنسی زیادتی کی جاتی، غرض تمام لوگوں کا جان و مال، عزت و آبرو ظالموں کے رحم وکرم پر تھا، کمزور اور غریب لوگوں کی عزت جب چاہے لوٹ لی جاتی' لوگ ان مظالم سے تنگ آ کر زندگی سے نجات حاصل کرنے کی کوششیں کرنے لگے۔

کابل میں جب ایک عورت سے زیادتی کی گئی تو اس نے چار منزلہ عمارت سے چھلانگ لگا کر خودکشی کرلی۔ جو چیز ظالموں کو اچھی لگتی زبردستی چھین لیتے لیکن ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ مزار میں ایک گروپ گلم جم (کمبل لپیٹنا) کے نام سے منظر عام پر آیا اس گروپ کی کاروائیاں یہ تھیں کہ جس گھر پر حملہ کرتا مال ومتاع لوٹ لیتا اور تمام گھر کے افراد کو قتل کردیتا اس گروپ کا سربراہ میں نے خود مزار شریف میں دیکھا ہے ہر ضلع میں اپنی ہی طرز کی وحشت تھی جلال آباد اور کابل کے درمیان حکمت یار کے دو بڑے کمانڈر قبضہ کئے ہوئے تھے جن میں سے ایک زرداد اور دوسرا چمن تھا سڑک پر ایک جگہ پھاٹک بنایا گیا تھا اور اس پر

ایک آدمی کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی جو آدمی پھاٹک والوں کو کچھ نہیں دیتا تو یہ بندہ کتے کی طرح اس کو کاٹتا اور منہ سے کتے کی آواز نکالتا اور اپنے دانتوں سے اس کا گوشت کاٹتا، اس طرح کے واقعات بہت سے ہیں۔ جن کا شمار ناممکن ہے۔ جب مسلح گروپوں کا تصادم ہوتا تو کئی کئی دنوں تک قتل و غارت کا سلسلہ شروع رہتا اس خانہ جنگی میں عام اور بے قصور لوگوں کا بھی جانی و مالی نقصان ہوتا۔ ان تمام حالات کو دنیا خاموش تماشائی بنی دیکھ رہی تھی، اور اقوام متحدہ اور دوسرے انسانی حقوق کے علمبردار اس ظلم اور وحشت پرٹس سے مس نہ ہوئے، عورتوں کے حقوق کے ادارے اور ان کی آزادی کے غمخوار دور سے بیٹھے مزے لے رہے تھے، انگریزوں کی یہ دلی خواہش تھی کہ یہ آگ اور زیادہ ہو جائے اور یہ لوگ ہمیں دعوت دیں کہ ہمارے ملک میں آکر ان حالات پر قابو پائے، اور ہمیں اس ملک کے وسائل لوٹنے کا موقعہ ملے، اور اس پورے علاقے پر پورا کنٹرول حاصل کیا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ نے ان مظلوم مسلمانوں کی حالت پر رحم کیا جنہوں نے بیس سال تک روس کی لگائی ہوئی آگ کو اپنے خون سے بجھایا، اور قربانیاں دے کر اس وقت کے نام نہاد سپر پاور کو شکست دی اور روس کے نکل جانے کے بعد آپس کی خانہ جنگی نے انہیں بے بس و لاچار کر دیا تھا، اب ظلم کا اندھیرا ختم ہونے لگا، فلک سے نئی سحر طلوع ہوئی اور اپنے ساتھ شریعت اور خلافت کا پیغام لائی، مسلمانان افغانستان کی دعائیں قبول ہوئیں اور انہیں اپنے مصائب و تکالیف کا ثمرہ ملا، اللہ کی رحمت کے دروازے کھلنے لگے اور شہداء کے خون سے جلنے والے چراغ چاروں طرف الجہاد، الجہاد کا نور بکھیرنے لگے۔

﴿ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم﴾ (پارہ:۲)

کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تم پر وہ مصیبتیں نہیں آئیں جو تم سے پہلے لوگوں پر آئیں تھیں۔

ان حالات میں اللہ نے ایک ایسی شخصیت کو کھڑا کیا جو اس سے پہلے نہ تو کوئی کمانڈر تھا اور نہ ہی کوئی بڑا عالم، نہ اس کے پاس مال و دولت تھی اور نہ ہی مشہور شخصیت تھی بلکہ ایک انتہائی سادہ مزاج اور عام سا مجاہد اور مدرسے کا طالب علم تھا، نہ کسی کے مشورے پر اٹھا نہ کسی نے اٹھایا نہ کسی نے تعاون کا وعدہ کیا، بلکہ حالات کو دیکھ کر اس کے ایمان اور ضمیر

نے یہ فیصلہ کیا کہ اب خاموش بیٹھنے کا وقت نہیں اور ظلم کو دیکھ کر آنکھیں بند کرنے کا وقت گزر گیا یہ شخص توکل علی اللہ پر کھڑا ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانان عالم میں امیر المؤمنین کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ عظیم شخص امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ تھا۔

جب ان کو امیر المؤمنین کا لقب دیا جارہا تھا تو انہوں نے بارہ سو علماء سے خطاب کرتے ہوئے اس آیت کا مصداق پوچھا

﴿لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا﴾ (پارہ:۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نہیں بناتے مکلّف کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے خطاب میں تحریک طالبان کی ابتداء کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کی۔

طالبان کی ابتدائی کہانی ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی زبانی

میں نے ایک چھوٹا سا مدرسہ بنایا جس میں میرے ساتھ پندرہ ،بیس طلباء تھے میں بھی اس مدرسہ میں پڑھ رہا تھا ایک دن میں پڑھائی میں مصروف تھا کہ میرے ذہن میں ایک خیال آیا میں نے اپنی کتاب بند کر دی اس سے پہلے ایسا خیال میرے ذہن میں اس سے پہلے نہیں آیا تھا میں اٹھا اور ایک ساتھی کو ساتھ لیا کیا یہ آیت لا یکلف اللہ اس وقت میرے لئے کافی نہیں تھی جیسے ہی مجھے یہ خیال آیا میرے پاس کچھ نہ تھا نہ کوئی اسلحہ، نہ کوئی فوج اور نہ مال و دولت تھا تو کیا اس وقت میں اپنے نفس کو غیر مکلّف سمجھتا لیکن میں نے محض توکل کیا اور اللہ سے سچا وعدہ کیا کہ میں ضرور یہ کام کروں گا، میں نے کتاب بند کی ساتھی کو ساتھ لیا سنگ سار ایک علاقہ کا نام ہے وہاں میں نے ایک آدمی جس کا نام سرور تھا اور جس کا تعلق قندھار کے علاقے تالقان سے تھا، موٹر سائیکل ادھار لیا اور اپنے ساتھی کو ساتھ بٹھا کر زنگاوات گئے زنگاوات سے آگے تالقان تک ہم پیدل چلتے رہے راستہ میں خار دار جھاڑیاں اور کانٹے دار شاخوں کی وجہ سے چلنے میں بہت تکلیف محسوس ہو رہی تھی، میں نے راستہ میں ساتھی کو کہا کہ یہ رات یاد رکھنا اس کا اجر ضرور ملے گا۔ صبح ہم نے اپنا کام شروع کیا، ایک مسجد میں گئے وہاں پر سات طلباء سبق پڑھ رہے تھے ہم نے ان کو دائرے کی شکل میں بٹھایا اور ان سے بات

شروع کی کہ اللہ کا دین خفیہ طریقہ سے چل رہا ہے اور فسق و غارت، سڑکوں پر شروع ہے آدمی کو پیسے کے لئے گاڑی سے اتار کر گولی مار دی جاتی ہے، اور ڈر وخوف کی وجہ سے کوئی اسے دفنا تا تک نہیں ہمارے یہاں سبق پڑھنے سے یہ مسائل حل ہونے والے نہیں اور زندہ باد اور مردہ باد کے نعرے لگانے سے کچھ نہیں ہوتا، اگر آپ اخلاص کے ساتھ اللہ کے دین کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو آپ کی یہ پڑھائی رہ جائے گی، مجھ سے کسی نے ایک روپیہ دینے تک کا وعدہ نہیں کیا ہے، چاہے گاؤں والوں نے ہمیں روٹی دی یا نہ دی یہ ان کی مرضی، میرے پاس محض توکل کے سوا کچھ نہیں، اس کام کو ہفتہ، مہینے یا سال نہیں، زندگی کے آخری لمحے تک کرنا ہے، اور تسلی بھی دی دیکھو فاسق فاجر لوگ اللہ کی دشمنی میں دن رات محاذوں پر بیٹھے ہیں، اور انہیں کسی چیز کی پرواہ نہیں کیا ہم اتنے کمزور اور بزدل ہیں کہ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے دین کے پیروکار ہیں، اور ان کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے۔

ولا تهنوا فی ابتغاء القوم ان تکون تألمون فانهم یألمون کما تألمون

ان لوگوں کا پیچھا کرنے سے ہارے دل ہو کر بیٹھے نہ رہو اگر تمہیں بے آرامی ہوتی ہے تو انہیں بھی تمہاری طرح بے آرامی ہوتی ہے۔

سات طالبان میں سے کسی نے مجھے حوصلہ افزاء جواب نہیں دیا اور وہ نہ ہی فوراً کام کے لئے تیار ہوئے۔ اللہ شاہد ہے سب نے کہا اگر جمعرات والے دن ہم فارغ ہوئے تو کوشش کریں گے، تو کیا میں ان سات طلباء کو مقیس علیہ بنا کر باقی سب کو ان پر قیاس کرتا اور مایوس ہو کر واپس لوٹ جاتا اور اپنی پڑھائی شروع کر دیتا کیا اس وقت یہ آیت (لا یکلف اللّٰہ) میرے لئے کافی نہیں تھی لیکن میں نے اپنے آپ کو اس کا مکلّف بنایا اور میں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کرنے کے لئے دوسری مسجد میں گیا اس مسجد میں بھی پانچ چھ طالب تھے میں نے ان کو بھی وہی دعوت دی جو پہلے والے طلباء کو دی تھی تو وہ سب تیار ہو گئے اور انہوں نے مکمل تعاون کا وعدہ کیا اور اسی وقت کام کے لئے تیار ہو گئے یہ بھی اسی امت کے لوگ تھے جس امت کے باقی سب تھے کیا یہ مرد تھے اور باقی سب عورتیں تھیں یا یہ بڑے تھے اور باقی چھوٹے یا یہ کسی اور نسل کے لوگ تھے اور باقی کسی اور نسل کے نہیں ان میں اور

دوسرے لوگوں میں کوئی فرق نہیں تھا میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل محض کا نتیجہ یہ نکالا کہ صبح سے لے کر شام تک 55 پچپن طالبان تیار ہوگئے تو میں نے ان کو کہا کہ تم صبح آجانا لیکن یہ سب اللہ پر توکل کرنے والے اسی رات ایک بجے سنگسار پہنچ گئے صبح کی نماز میں جب امام نے سلام پھیرا تو ایک آدمی نے امام صاحب سے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے میں نے دیکھا کہ ہمارے اس علاقہ سنگسار میں بہت سے فرشتے آئے اوران کے ہاتھ بہت ہی نرم و نازک تھے میں نے ان کو کہا کہ اپنا ہاتھ تبرکاً میرے سر پر پھیردو (جب امیر المؤمنین یہ واقعہ سن رہے تھے تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے) تو حضرت مولانا احسان شہیدؒ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اس کے بعد امیر المؤمنین نے اپنی گفتگو دوبارہ شروع کی یہی شب و روز تحریک کی ابتداء تھی جب دن کے دس بج گئے تو ہم نے حاجی بشر سے دو گاڑیاں لیں اور ہم سب ان میں بیٹھ کر کشکی (قندھار کا ایک علاقہ) کو چلے گئے آہستہ آہستہ لوگ وہاں جمع ہوتے گئے اور اسلحہ بھی کافی مقدار میں جمع ہوگیا اور کام شروع کردیا گیا، اللہ شاہد ہے کہ یہ تحریک کی ابتداء تھی اور یہاں تک پہنچنا' محض توکل کا ثمرہ تھا میں تمام علماء کرام سے یہی چاہتا ہوں اور مجھے اس آیت (لا یکلف اللہ) کا مصداق بتائیں میں علماء کرام سے وہ عذر قبول کروں گا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول ہو اس کے علاوہ میں کوئی عذر قبول نہیں کرتا میں نے یہاں تک بات پہنچادی اور یاد رکھو علماء کرام کے بغیر یہ کام مکمل نہیں ہوسکتا اور اگر علماء کرام نے غفلت سے کام لیا تو یہ کام ضرور خراب ہو جائے گا کیونکہ طالب علم کا کام محاذِ جنگ پر رہنا اور دشمن کا مقابلہ کرنا ہے، قانون نافذ کرنا صرف علماء کرام کا کام ہے اگر یہ کام خراب ہوگیا تو قیامت کے دن میں تمہارا گریبان پکڑوں گا اور ذمہ دار علماء کرام ہوں گے۔ یہ خطاب امیر المؤمنین نے علماء کرام کے ایک مجمع میں کیا اور تحریک اسلامی طالبان کی اصل بنیاد اپنی زبان سے بیان کی۔ جس تحریک کی روشنی تمام عالم اسلام اور عالم کفر نے دیکھ لی اور یہ تحریک تمام کفر کے لئے ایک چیلنج بن گئی، قتل و غارت، ڈاکہ زنی، راہ زنی، لواطت، زنا کاری، سب بند ہوگئے حق دار کو حق ملنے لگا چمن بارڈر سے لے کر دریائے آمو تک پورے ملک میں اسلامی قانون نافذ ہوگیا

اور امارت اسلامی وجود میں آ گئی افغانستان کے ہر صوبے اور ہر ضلع میں قصاص وحدود کا نفاذ پھیلتا گیا اور تمام مسلمانوں کو اللہ کی طرف سے ایک مرد مجاہد امیر کا تحفہ مل گیا جس کا نام ملا محمد عمر مجاہد ہے اب مرد ہو کہ عورت بچہ ہو یا جوان سب کے چہروں پر اطمینان اور خوشی ظاہر ہونے لگی جب طالبان کسی علاقے کو فتح کرتے تو لوگ ان کے استقبال کے لئے سڑکوں پر نکل آتے اور خوشی سے سفید جھنڈے لہراتے اور گاڑیوں پر پانی پھینکتے یہ تحریک سمندر کی موجوں کی طرح افغانستان کے کونے کونے تک پھیل گئی اس میں رہنے والے ایمان والوں کے جذبوں کی حرارت وائٹ ہاؤس تک پہنچ گئی اور امریکہ کے ایوانوں کو جلانے لگی اور افغانستان ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک مضبوط قلعہ بن گیا، تقریباً ۴۷ ممالک کے مسلمان ہجرت کر کے امارت سلامی میں آ بسے، اور اپنے گھر کو خیر آباد کہہ کر امارت اسلامی پر اپنی جان و مال اور اپنی ہر چیز قربان کر دی کیوبا جیل میں ایک ساتھی مجھے ملا جس کا تعلق کویت سے تھا جو افغانستان سے گرفتار ہوا تھا، ایک دن امریکی جنرل ایک بڑی خوب صورت گاڑی میں جیل کے دورے پر آیا ہم سب اس کی گاڑی دیکھ کر حیران ہوئے اس کویتی ساتھی نے مجھے کہا کہ ہمارے گھر کے نوکر جس گاڑی پر گھر کا سودا لاتے ہیں وہ گاڑی بھی بالکل ایسی ہے جیسی اس جنرل کی ہے، اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جن کے نوکروں کی اتنی مہنگی گاڑیاں ہوں ان کے اپنے استعمال میں کیسی گاڑیاں ہوں گی۔ یہ لوگ ایسی پر آسائش زندگی کو قربان کر کے اللہ کے دین کے لئے وقف ہو گئے اور اپنے اجداد کی تاریخ پھر زندہ کر دی، افغانستان کے پہاڑوں اور صحراؤں میں ان کے اعضاء بکھر گئے اور ان کے خون کی خوشبو سے افغانستان کے خشک صحرا و دشت معطر ہوئے۔ افغانستان میں طالبان کی مقبولیت اتنی زیادہ ہوگئی کہ ہر گھر کی یہ خواہش ہوتی کہ ان کے گھر سے ایک دو طالب علم ہوں جو دین کی تعلیم حاصل کریں۔ جب چار سال بعد مدرسوں کا سروے کیا گیا تو ایک لاکھ سے زائد طلباء مدرسوں میں پڑھ رہے تھے، ہزاروں کی تعداد میں مدرسے بنائے گئے، ہر ضلع میں ایک مدرسہ بنایا گیا جس میں چار سو سے زیادہ طلباء پڑھتے اور ہر گاؤں میں بھی ایک چھوٹا مدرسہ بنایا گیا۔

فتوحات طالبان

سپین بولدک کی فتح

سب سے پہلے طالبان قندھار (ڈنڈ ضلع) سے سپین بولدک کی طرف چلے راستہ میں کہیں بھی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا، راستے میں جگہ جگہ طالبان کو چھوڑا گیا، باقی طالبان سپین بولدک پہنچے جن کے ساتھ ملا نورالدین ترابی تھے اور امیر المؤمنین راستے میں طالبان کے ساتھ تھے، پاکستانی بارڈر کے قریب ایک بڑی مسجد میں طالبان جمع ہوئے، چمن اور کوئٹہ کے طلباء کو جب معلوم ہوا کہ طالبان بارڈر تک پہنچ گئے ہیں تو وہ بھی جمع ہونے لگے، میں خود اس وقت چمن میں تھا اور ایک مدرسہ (جمعیت المعارف) میں بطور استاد پڑھا رہا تھا، صدر المدرس مولوی عبدالحمید جو بعد میں شبرغان میں شہید ہوئے اور حافظ عبدالظاہر صاحب جو سرپرست مدرسہ تھے ان حضرات کی نگرانی میں ایک اجلاس طلب کیا گیا اور اس میں فیصلہ کیا گیا کہ تمام اساتذہ کرام اور طلباء جمع ہوکر طالبان کے ساتھ تعاون کے لئے جائیں گے حافظ عبدالظاہر صاحب نے دو گاڑیاں کرائے پر لیں اور ہم تمام طلباء واساتذہ اسی جامع مسجد چلے گئے جس میں طالبان جمع ہو رہے تھے وہاں پہنچ کر ترابی سے ملاقات ہوئی چمن کے دو بڑے علماء کرام پہلے سے وہاں موجود تھے، اسلحہ اور دوسرا ضروری سامان آہستہ آہستہ جمع ہو رہے تھے، اور ساتھی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تعاون کر رہے تھے سب سے زیادہ اسلحہ بارڈر کنٹرول شہید ملا دوست محمد اخند اور شہید ملا خالق داد اخند نے دیا ملا عباس اخند اور طلباء بھی اپنا اسلحہ لائے، اب الحمد اللہ تمام طالبان مسلح ہوگئے ابھی تک سپین بولدک میں پھاٹک والوں کا کنٹرول تھا سب سے پہلے طالبان نے ان کے پاس علماء کرام کا ایک بڑا وفد بھیجا اور انہیں آگاہ کیا کہ یہ پھاٹک ختم کر دیا جائے اور علاقہ چھوڑ دیا جائے پھاٹک والوں کے ساتھ چند علماء سوء بھی تھے، جو انہیں پھاٹک کے جواز کا فتویٰ دیتے تھے، ان بدبختوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ یہ ہمارا حق ہے اس کے بعد طالبان نے قومی سربراہوں اور عمائدین کا وفد بھیجا تاکہ انہیں سمجھایا جائے انہوں نے اس وفد کو بھی صاف جواب دیا تین دن تک ان کو سمجھانے

کی کوشش کی جاتی رہی مگر وہ بالکل انکاری ہوتے رہے، اور انہوں نے بھی طالبان کے خلاف اتحاد بنانا شروع کردیا۔ تیسرے دن تک ان لوگوں نے جب طالبان کی بات نہ مانی تو طالبان ایک بڑی گاڑی میں سوار ہوئے جن کی تعداد تقریباً چالیس تھی اور وہ سب مسلح تھے، گاڑی پر ایک بڑی ترپال ڈال دی گئی تا کہ مسلح لوگ باہر سے نظر نہ آئیں۔ مغرب کی طرف سے گاڑی پھاٹک کی طرف بڑھی دوسری طرف سے بھی طالبان اسی طرف بڑھنے لگے، جب گاڑی پھاٹک پر پہنچی تو پھاٹک پر تعینات لوگ سمجھے کہ یہ بھی کوئی عام گاڑی ہے، پھاٹک کا یہ قانون تھا کہ ڈرائیور خود نیچے اتر کر اس کو پیسے دیتا، اس دن بھی پھاٹک والے آرام سے بیٹھے رہے اور انتظار کرنے لگے کہ گاڑی والا نیچے اتر کر انہیں پیسے دے گا، اچانک گاڑی سے طالبان اترے اور انہوں نے پھاٹک والوں پر گنیں تان لیں، بعض نے مزاحمت کی اور آپس میں فائرنگ کا تبادلہ ہونے لگا۔ میں خود اس وقت سپن بولدک سے ایک کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا، بیس، پچیس منٹ بعد آوازیں بلند ہوئیں کہ فائر نہیں کرو، فائر نہیں کرو، کام ختم ہوگیا، بیس پچیس منٹ میں مکمل ضلع فتح ہوگیا اور طالبان کے ہاتھ بہت سا اسلحہ اور غنیمت لگی، کچھ مزاحمت کار مارے گئے اور کچھ کو زندہ گرفتار کرلیا گیا، گرفتار ہونے والوں میں ایک قاضی بھی تھا، طالبان اس کو بازار لے آئے اور سرعام اس کے منہ، ناک اور کان میں پیسوں کے نوٹ دیئے، اور بازار میں گھمایا۔ ایک کمانڈر اپنی گاڑی تک چھوڑ کر قندھار بھاگ گیا، طالبان نے اس کی گاڑی بھی قبضہ میں لی اور صبح قندھار کا رخ کیا، قندھار کی طرف سے منصور نامی کمانڈر اور کمانڈر امیر لالئی اور ائرپوٹ کی طرف سے کمانڈر فضل ٹینک، بکتر بند، اور بڑا اسلحہ لے کر سپن بولدک کی طرف بڑھے سپن بولدک والوں نے بھی طالبان کے خلاف جنگ کی تیاری شروع کردی جب تمام اطراف سے طالبان کو مٹانے کے لئے لشکر بھڑنے لگے تو لوگ طالبان کو کہہ رہے تھے آپ لوگوں کے دماغ خراب ہیں ان لوگوں کے پاس بھاری اسلحہ اور افراد بھی زیادہ ہیں اور آپ لوگوں کے پاس کچھ نہیں ہے، طالبان ان لوگوں کو جواب دیتے تھے۔

كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله

ترجمہ: کتنے ہی تھوڑے گروہ ہیں جو زیادہ پر غالب آجاتے ہیں اللہ کے حکم پر۔ (پارہ:۲)

اس طرح طالبان اس آیت کا مصداق بن گئے۔ راستے میں تین بڑے کمانڈر جنگ کے لئے نکلے ان کے ساتھ بڑی تعداد میں افرادی قوت ہونے کے ساتھ ساتھ ٹینک اور بھاری اسلحہ بھی تھا، ظہر کے بعد طالبان نے چڑھائی شروع کی قندھار ائیر پورٹ تک طالبان کے سامنے دس منٹ سے زیادہ کوئی کمانڈر نہ ٹھہر سکا، بلکہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر ریگستان کی طرف راہ فرار اختیار کر گئے، طالبان نے ان کا پیچھا کیا اور ان کو گرفتار کرلیا، مغرب کے وقت طالبان ائیر پورٹ میں داخل ہوئے اور ائیر پورٹ پر قبضہ کر لیا، صبح کے وقت گرفتار ہونے والوں میں سے کمانڈر منصور اور کمانڈر بارو کو ٹینک کے بیرل کے ساتھ لٹکا کر پھانسی دے دی، اسی دن طالبان قندھار شہر میں بھی داخل ہوگئے، سب سے پہلے قلعہ جدید، کمندو، اور ''قول اردو'' (چھاؤنی) پر قبضہ کیا گیا شہر کے آخر میں باغ پل نامی علاقہ تھا جہاں پر حزب اسلامی کے کمانڈر سرکاتب، نے تھوڑی سی مزاحمت کی اسی دن یہ علاقہ بھی فتح ہوگیا دو تین دن میں یہ سارا علاقہ قبضے میں آگیا اور کئی بڑے بڑے کمانڈر طالبان سے مل گئے اور اسلحے کی گاڑیاں بھر بھر کر طالبان کے حوالے کردیں گئیں قندھار کی فتح کے بعد طالبان کی تعداد ہزاروں میں ہوگئی، قندھار کی فتح جب تکمیل کو پہنچی تو طالبان نے ایک طرف کابل کی سڑک پر اور دوسری طرف ہرات کی سڑک پر تشکیلات شروع کردیں۔

ہلمند کی فتح

ہلمند تک طالبان کو کسی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا، طالبان ہلمند پہنچے اور گریش میں ایک فوجی چھاؤنی میں قیام کیا، ہلمند صوبے کا مشہور کمانڈر غفار اخند زادہ جو مشہور کمانڈر نسیم اخند زادہ کا بھائی تھا، ان کو طالبان نے اسلحہ جمع کروانے کا کہا تو انہوں نے انکار کردیا بلکہ کجکی ضلع میں افراد جمع کرنا شروع کئے اور طالبان کے خلاف جنگ شروع کردی، تقریباً دو دن تک جنگ ہوتی رہی، اس جنگ میں مخالفین نے بھی طالبان کی طرح اپنے سروں پر کالی پگڑیاں باندھی ہوئیں تھیں، جس سے طالبان کو اپنے ساتھیوں کے پہچاننے میں مشکل پیش آرہی تھی، طالبان نے اس کا یہ حل نکالا کہ تمام طالبان نے اپنے بازوں پر سفید پٹیاں باندھ لیں، دو دن بعد یہ جگہ بھی فتح ہوگئی، یہاں پر کچھ ساتھی شہید اور زخمی بھی ہوئے، یہ تحریک

طالبان کے پہلے، شہداء و زخمی تھے، اس جنگ کے سر پرست شہید حاجی ملا محمد اخند اور شہید حاجی ملا بور جان اخند تھے، دوسری جنگ بھی صوبہ ہلمند کے ضلع نادالی میں ہوئی جو ایک دن میں ہی ختم ہوگئی، طالبان نے دلارام کا رخ کیا جو فراہ صوبے کا مربوط علاقہ ہے، دلارام پہنچ کر طالبان نے مورچے بنا لیے۔

نمروز اور فراہ کی فتح

اس وقت صوبہ نمروز، صوبہ فراہ، صوبہ شنڈنڈ، صوبہ ہرات، صوبہ بادغیس، ان پانچ صوبوں کو حوضہ جنوب، غرب کہتے تھے اور تورن اسماعیل کو ان علاقوں کا سربراہ مانا جاتا تھا، جس نے جو روس دور میں روس کے خلاف جہاد میں حصہ لیا تھا اور ان تمام علاقوں کے لوگ اس کے ساتھ تھے اور روس دور میں جہادی رہبر کی حیثیت سے اس کی بہت قدر کرتے تھے، تورن اسماعیل خان کا تمام فوجی نظام افغانستان میں سب سے زیادہ منظم اور اچھا تھا، اس کے پاس طیارے، توپ خانے، ٹینک اور ہر قسم کے اسلحے کے علاوہ بہت بھاری تعداد میں افرادی قوت بھی تھی گویا کہ اس کے پاس ایک منظم فوج تھی جب تورن اسماعیل نے دیکھا کہ طالبان آگے ہی بڑھتے آرہے ہیں، اور بڑے بڑے کمانڈر ان سے شکست کھا رہے ہیں تو وہ اپنی تمام قوت کے ساتھ میدان میں آگیا، دونوں فوجوں کا آمنا سامنا دلارام میں ہوا، تورن اسماعیل کے طیاروں نے طالبان پر بمباری شروع کردی، طالبان اس وقت طیاروں کی بمباری سے بچنے کے لئے مکمل طور پر تیار نہ تھے، اس وجہ سے طالبان کو کافی نقصان اٹھانا پڑا طالبان نے جوابی کاروائی شروع کی تو اس کی فوج شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئی، طالبان ضلع فراہ رود تک پہنچ گئے اور وہاں اپنے مورچے بنا لیے، بہت عرصہ تک آمنے سامنے جنگ ہوتی رہی، مخالفین کے طیارے طالبان کے مورچوں پر ہر روز بمباری کرتے، فراہ رود میں ایک بہت بڑا سرکاری ہوٹل تھا کچھ طالبان نے اس کو قرار گاہ (چھاؤنی) بنا لیا دشمن کے جاسوسوں کی اطلاع پر دشمن نے اس ہوٹل پر بمباری کی جس سے ہوٹل کی عمارت گر گئی اور اس میں موجود بڑی تعداد میں طالبان شہید و زخمی ہوگئے اسی دن طالبان نے پیش قدمی کی اور صوبہ فراہ پر قبضہ کرلیا، اب طالبان کے قبضے میں صوبہ نمروز، صوبہ فراہ کے ساتھ ساتھ دلارام اور

فراہ رود کے علاقے بھی تھے، طالبان نے یہاں پہنچ کر مورچے بنائے اور چھ ماہ تک جنگ ہوتی رہی، طالبان نے کچھ اور پیش قدمی کی اور خور ما کے پہاڑوں میں مورچہ بندی کر لی ان پہاڑوں میں بہت سخت جنگ ہوتی رہی، کبھی طالبان آگے بڑھتے اور کبھی دشمن آگے آجاتا یہ جنگ پورے سال جاری رہی اسی جنگ میں چھ سو طالبان شہید ہوئے ایک دن دشمن نے بڑا حملہ کیا اور طالبان کو پسپا ہو کر دلارام میں آنا پڑا اس کے چند دن بعد طالبان نے جوابی کاروائی کی اور دشمن کو فراہ رود تک دھکیل دیا، دو مہینوں بعد دشمن نے پھر بڑا حملہ کیا اور نمروز و فراہ پر قبضہ کر لیا، کچھ دن بعد دلارام بھی طالبان کے ہاتھ سے نکل گیا، تو رن اسماعیل کی فوج غرور میں آگے بڑھنے لگی اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ اب قندھار پر بھی قبضہ کر لیں گے، طالبان پیچھے ہٹتے ہٹتے صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک تک پہنچ گئے، یہاں کے کمانڈر محلی نے جو پہلے طالبان سے مل گیا تھا بغاوت کردی اور یہاں بھی جنگ شروع ہوگئی اس جنگ میں طالبان کے بہت سے ساتھی شہید ہوئے جن میں کمانڈر محمد اخند بھی تھے، یہ جنگ طالبان کے لئے بہت بڑا امتحان تھی، ہر طرف سے حملے شروع تھے اور گلی گلی میں جنگ ہو رہی تھی، یہ دن تحریک طالبان کے سب سے پریشان کن دنوں میں سے تھے۔

امیر المؤمنین کی جنگ میں شرکت

﴿ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة﴾

ترجمہ: پھر اس نے غم کے بعد تم پر امن نازل فرمایا (پارہ:۴)

یہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت تھی کہ اس نے امیر المؤمنین اور ان کے ساتھیوں کو ثابت قدم رکھا، امیر المؤمنین خود میدان جنگ میں آگئے اور خود طالبان کی قیادت سنبھال لی، اس سے طالبان کے حوصلے بلند ہوگئے، اب دشمن پر بڑے حملے کی تیاری شروع ہوئی اگلے ہی دن طالبان نے دشمن پر حملہ کر کے اسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا، شہید ملا محمد اخند کا خون رنگ لایا دشمن نے تاریخ ساز شکست کھائی، طالبان آگے بڑھتے رہے اور دشمن پیچھے بھاگتا رہا، طالبان نے صرف چھ دنوں میں بہت سے اضلاع فتح کر لئے، دشمن کی جتنی بھی فوج لڑنے آئی تھی اس میں سے آدھی بھی زندہ نہ بچی جب دشمن شکست کھا کر بھاگا تو طالبان نے اس کا

پیچھا کئے رکھا دشمن سڑک چھوڑ کر دشت کی طرف نکلا، ہلمند سے ہرات کا راستہ تقریباً پانچ سو
کلومیٹر تھا، اس لئے یہ سفر پیدل طے کرنا ممکن نہ تھا دشمن کے سپاہی جان بچانے کے لئے
دشتوں میں بھاگتے رہے طالبان نے گاڑیوں پر ان کا پیچھا کیا اور ان کو قتل کرتے رہے
ہرات کی سڑک پر اتنی لاشیں پڑیں تھیں کہ بدبو کی وجہ سے گاڑی کے شیشے بھی نہیں کھولے
جا سکتے تھے، قتل کے ساتھ ساتھ دشمن کی بہت بڑی تعداد گرفتار بھی ہوئی۔

شنڈنڈ اور ہرات کی فتح

جب طالبان نے ہلمند فتح کرلیا اور دشمن کو انتہائی سخت شکست کا سامنا کرنا پڑا اور
اس میں مزید مقابلہ کرنے کی سکت باقی نہ رہی تو دشمن نے فراہ اور نمروز کو بغیر کسی جنگ و جدل
کے طالبان کے حوالے کر دیا اب طالبان نے ہرات جانے میں حکمت عملی سے کام لیا اور خورما
کے پہاڑوں سے جانے کے بجائے، ایک اور راستہ اختیار کیا جوز ریکو(صوبہ ہرات کا ایک
گاؤں) کے پہاڑوں کی طرف سے جاتا تھا، طالبان شنڈنڈ ائیر پورٹ کے پیچھے سے داخل
ہوئے اور حملہ کر کے پورے علاقے پر قبضہ کرلیا۔ یہ ائیر پورٹ افغانستان کا دوسرا بڑا
ائیر پورٹ تھا، طالبان نے شنڈنڈ کی فوجی چھاؤنی اللہ کے فضل و کرم سے ایک ہی دن میں فتح
کر لی، اب دشمن دو حصوں میں تقسیم ہو گیا، ایک حصہ خورما کے پہاڑوں میں پھنس گیا، اور
دوسرا حصہ ہرات کی طرف تھا، طالبان درمیان میں پہنچ چکے تھے، اب طالبان نے اپنا رخ
ہرات کی طرف کیا، شنڈنڈ اور ہرات کی طرف ایک علاقہ جس کا نام شابیگ تھا، یہاں پر
ایک بلند پہاڑوں کے درمیان سے گزرتی تھی دشمن نے راستہ بند کرنے کے لئے اپنے ٹینک
اور چھوٹی بڑی گاڑیاں ایک دوسرے میں گھسیڑ کر ان کو ناکارہ بنا کر راستہ بند کر دیا طالبان
وہاں پہنچے تو راستہ بالکل بند تھا، راستے کو کھولنے میں پورا ایک دن لگ گیا، اسی دوران تو رن
اسماعیل نے ہرات کے بینکوں سے بہت بڑی رقم لوٹی اور اسلام قلعہ کے راستے سے ایران
بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔

﴿انا فتحنا لك فتحا مبينا﴾

ترجمہ: ہم نے آپ کو کھلم کھلی فتح دے دی۔

یہ شہر (ہرات) خاک اولیاء کے نام سے مسمیٰ ہے، امام جامیؒ، خواجہ عبداللہ النصاریؒ امام رازیؒ اور بہت سارے بڑے بڑے اولیاء کی قبریں اسی علاقے میں ہیں، یہ شہر طالبان کی اقتصادی ترقی میں بہت اہمیت کا حامل تھا، اس صوبہ سے پورے افغانستان سے بیرون مالک تجارت ہوتی تھی اور یہ علاقہ بڑا تجارتی مرکز تھا، جس دن ہرات کی فتح تکمیل کو پہنچی اس کے دو دن بعد امیر المؤمنین خود ہرات آئے اور ملا یار محمد اخند کو ہرات کا گورنر مقرر کیا، (جو بعد میں شہید ہوئے) بہت ہی مخلص اور اخلاقی شخصیت کے مالک تھے، ان کی زیر نگرانی کام کرنے والے طالبان ان سے بہت محبت کرتے تھے، اور سب ان سے خوش تھے، اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے (آمین) اور امیر المؤمنین نے ملا معاذ اللہ کو پولیس کا سربراہ مقرر کیا، ملا معاذ اللہ نے پورے ادارے کو اس طرح چلایا کہ لوگ سمجھتے تھے کہ انہوں نے اس سے پہلے بھی کسی اور حکومت میں بہت عرصہ کام کیا ہے، اور کسی دوسری جگہ سے تجربہ حاصل کر چکے ہیں، ایران کی طرف سے اس علاقے میں بہت کوشش کی گئی مگر اللہ کی مدد و نصرت سے ملا معاذ اللہ اخند نے ان کا ہر حربہ ناکام بنا دیا اسی وجہ سے ہرات میں آخر دن تک امن رہا اور کوئی پریشان کن واقعہ پیش نہیں آیا۔

بادغیس اور غور کی فتح

ہرات کی فتح کے بعد طالبان غور اور بادغیس کی تشکیل پر روانہ ہوئے غور کی طرف تشکیل میں مُلّا برادر مولوی عبدالمنان حنفیؒ اور بہت سے طالبان شامل تھے جب طالبان غور کے قریب پہنچے تو وہاں پر دشمن کا خط (ساغر سارک) تھا جب طالبان کی طرف سے جنگ شروع ہوگئی تو انہوں نے اس جگہ کو چھوڑ کر پہاڑوں کا رخ کیا اور وہاں سے ایک وفد بھیجا اور کہا کہ ہم تسلیم ہونے کے لئے تیار ہیں آپ چند ساتھی بھیجو تا کہ وہ ہمارے بڑوں سے بات کریں تو طالبان نے میرے بھائی شمس اللہ اور ملا احمد کو بات کرنے کے لئے بھیجا جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو دشمن نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور میرے بھائی شمس اللہ کو شہید کر دیا اور دوسرے ساتھی کو بعد میں طالبان نے ان پر حملہ کر کے آزاد کروایا۔ تیرہ دن کے اندر اندر غور صوبہ فتح ہو گیا اور ہمارے بھائی شمس اللہ کو وہاں سے نکال کر چمن میں دفنایا۔ طالبان کا دوسرا

بادغیس تھا اب طالبان بادغیس کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں ان کو کسی قسم کی
ت کا سامنا نہیں کرنا پڑا طالبان ضلع مرغاب، اور ضلع غور ماچ تک پہنچے یہاں سے
ں کا علاقہ شروع ہوگیا، جن کے بڑے کمانڈروں میں جنرل مالک اور کمانڈر لالئی تھا،
ں نے یہاں پہنچ کر مورچہ بندی کرلی، یہاں پر طالبان کے مسؤل ملا برادر اخند اور محمد
اخند تھے، جب کہ جنرل مالک کی فوج میں سب ازبک لوگ تھے، جو پختونوں کو اپنا
ن سمجھتے تھے، جب طالبان بادغیس پہنچے تو ازبکوں نے پختونوں پر ظلم کرنا شروع کردیا،
ں ستانے لگے، ازبکوں کا خیال تھا کہ جب طالبان ان کے علاقے پر قبضہ کرلیں گے تو
ن ان کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف کام کریں گے، اسی وجہ سے یہاں پر ڈیڑھ سال
رچوں میں آمنے سامنے جنگ ہوتی رہی اس جنگ میں بہت سے طالبان شہید و زخمی
پھر بھی طالبان نے کئی بار پیش قدمی کی مگر کامیاب نہ ہوسکے ان علاقوں میں بہت
ردی ہوتی تھی اور برف کی وجہ سے سب راستے بند ہوجاتے تھے اسی وجہ سے گاڑیوں کی
ت بھی ختم ہو جاتی تھی، اور ہیلی کاپٹر بھی خراب موسم کی وجہ سے پرواز نہیں کرسکتا تھا،
ں پر موجود طالبان کے لئے ضروری سامان اور خوراک پہنچانا مشکل ہو جاتا، ان تمام
کے باوجود طالبان نے ہر قسم کے مصائب و تکالیف کو استقامت سے برداشت کیا اور
ٹ کر مقابلہ کرتے رہے اور طالبان نے اس خط کو مضبوط کرتے ہوئے بہت سارے
دفاع کے لئے ساتھیوں کے آگے پیچھے رہے اور طالبان کی طرف سے بہت سخت
وع ہوگئی دشمن بھی بہت کوشش کرتا رہا کہ طالبان آگے نہ بڑھیں بہت عرصہ تک یہ خط
ہا اس کے بعد طالبان نے کابل کی طرف پیش قدمی شروع کی تا کہ دشمن کا مرکز فتح
دوسرے علاقوں کو آسانی سے فتح کرسکیں۔

ارزگان غزنی اور وردگ کی فتوحات

طالبان کی دوسری بڑی تشکیل قندھار سے کابل کی سڑک پر کی گئی، سب سے پہلے
ابل پہنچے یہاں پر کسی قسم کی مزاحمت نہیں ہوئی اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ یہاں
پختونوں کی تھی اور اکثر لوگ خانہ بدوش تھے جو موسم کے مطابق نقل مکانی کرتے

تھے، لوگوں نے اپنا اسلحہ طالبان کے حوالے کر دیا، اور لوگوں کی بہت بڑی تعداد طالبان کے ساتھ مل گئی، اس علاقے میں روس دور کے مجاہدین بھی بہت تھے، اور بہت سے جہادی کمانڈروں کا تعلق بھی اسی جگہ سے تھا، ملا موسیٰ کلیم شہید، جو روس دور میں شہید ہوئے، بڑے غیرت مند کمانڈر تھے، ان کی شہادت کے بعد ان کا بھائی ان کا قائم مقام بنا، اسی طرح اس کی شہادت کے بعد ان کے بھائی امیر خان حقانی نے اپنے بھائیوں کی ذمہ داری سنبھالی، طالبان کے زابل پہنچتے ہی امیر خان طالبان کے ساتھ مل گیا، یہاں سے طالبان نے غزنی اور ارزگان کا رخ کیا، ارزگان بغیر کسی جنگ کے طالبان کے قبضہ میں آ گیا، کیونکہ طالبان کے اکثر بڑے کمانڈر اسی علاقے سے تعلق رکھتے تھے، جیسے ملا داد اللہ، ملا سنگر یار، عبدالرزاق شہید، ملا فاضل (جو اب امریکی جیل گوانتا ناموبے میں قید ہیں) اس کے علاوہ طالبان کی بڑی تعداد اسی علاقہ سے تعلق رکھتی تھی، جب طالبان غزنی پہنچے تو ربانی کا بڑا کمانڈر قاری بابا جنگ کے لئے میدان میں اتر آیا، طالبان کی جوابی کاروائی پر وہ میدان چھوڑ کر بھاگا اور میدان شہر کے علاقے سرہ پل پہنچ کر محاذ بنا لیا یہاں بھی طالبان نے بہت جلد اللہ کے فضل و کرم سے فتح حاصل کر لی اور ضلع میدان تک پہنچ گئے۔

کابل کی فتح

یہاں سے طالبان نے پیش قدمی شروع کی چار اسیاب پہنچ کر مورچے بنا لئے جنگ سے پہلے طالبان نے کوشش کی کہ مذاکرات سے معاملہ طے ہو جائے، اس لئے احمد شاہ مسعود کو مذاکرات کی دعوت دی، طالبان کے وفد اور احمد شاہ کے درمیان مزاکرات میں احمد شاہ مسعود نے بات کو طول دیتے ہوئے کوئی فیصلہ نہیں کیا، اور آئندہ بھی مذاکرات جاری رکھنے کا اعلان کیا، اس کے بعد طالبان کی طرف سے علماء کرام کا ایک وفد جس میں افغانی اور پاکستانی علماء تھے جن میں مولانا الحاج عبدالغنی صاحب بھی شامل تھے مذاکرات کے لئے کابل روانہ ہوئے، وہاں ایک دو دن تک ربانی اور احمد شاہ مسعود ٹال مٹول کرتے رہے اور جان بوجھ کر تاخیر کرتے رہے اور علماء کرام کو ملاقات کے لئے وقت تک نہ دیا، ادھر طالبان مذاکرات کے نتائج کی طرف دیکھ رہے تھے، ادھر احمد شاہ مسعود اور ربانی نے بھرپور عسکری

ں جاری رکھی ہوئی تھی، علماء کا وفد ملاقات کا انتظار کر رہا تھا، اسی دوران احمد شاہ مسعود اور
ں نے بغیر اعلان کئے طالبان پر حملہ کردیا میدان شہر اور ان دوصوبوں پر گرفت مضبوط
نے اور امن قائم کرنے کے بعد طالبان کے لشکر طوفان کی طرح افغانستان دارالحکومت
ل کی طرف براستہ ریشمین تنگی رواں دواں ہوا، یہ راستہ بہت بلند خطرناک پہاڑوں سے
رتا ہے جو مائیپر کے نام سے مشہور ہے اور یہ علاقہ حکمت یار کا مضبوط گڑھ بھی ہے، ان کے
ھ تین دن سخت جنگ ہوئی اور اس ریشمی تنگی میں اسلام کے عظیم جنرل ملا بورجان رحمۃ اللہ
ھی شہید ہوئے تین دن کی سخت جنگ کے بعد اللہ تعالیٰ نے دشمن کے دل میں رعب ڈالا
وہ کابل کی طرف بھاگنے لگا، طالبان نے بھی ان کا پیچھا جاری رکھا اور پلچرخی واقو چارتک
گئے جب کہ دشمن کابل کی حدود میں داخل ہوگیا تھا، یہاں پہنچتے ہی کمانڈر ملا عبدالرزاق
رنے، کابل پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے عصر کے وقت کابل کے چاروں اطراف میں
یل روانہ کی ایک تشکیل ملا عبدالقہار شہیدؒ کی کمان میں تپہ نادر خان کی طرف اور دوسری
یل ملا عبدالسلام راکٹی کی قیادت میں پل محمد خان کی طرف اسی طرح تیسری تشکیل ائیر
ٹ کی طرف ثانی ملا مشر کی قیادت میں ہوئی جب کہ وہ وہاں پہنچنے سے پہلے ہی شہید
گئے، اور خود ملا عبدالرزاق اخند سیدا سٹرک پر شہر کی طرف روانہ ہوئے اور عشاء کے وقت
بان کابل شہر میں داخل ہوئے اور اہم مقامات پر قبضہ کرلیا طالبان کی یلغار نے مخالفین کو
تار کردیا اور کابل کو فتح کرلیا، انا فتحنا لک فتحا مبینا، تو احمد شاہ مسعود اور ان کے حواریوں نے
گنے میں ہی اپنی خیر سمجھی اور پنجشیر کی طرف بھاگ گئے۔

ایک بڑی تشکیل چارا سیاب سے شہید ملا بورجان اور کمانڈر ملا عبدالرزاق کی کمان
ں طالبان کے لشکر صوبہ لوگر کی طرف روانہ ہوئے جب کہ صوبہ لوگر ڈیڑھ سال قبل حکمت یار
ے چودہ دن کی شدید جنگ کے بعد فتح ہو چکا تھا جس کا گورنر مولوی عبدالکبیر صاحب کو مقرر
یا گیا تھا، طالبان لوگر سے گزرتے ہوئے کوتل کے راستے سے ازارہ کی طرف روانہ ہوئے
ستے میں حکمت یار اور احمد شاہ مسعود وغیرہ سے دو تین گھنٹے جنگ ہوئی تو انہوں نے بھاگنا
وع کردیا تو طالبان آگے بڑھتے رہے اور دو دن کے عصر کے وقت حصارک کے قریب پہنچ
ئے، تو طالبان نے حصارک پر بھی حملہ کردیا اور دو گھنٹے کی بہت سخت جنگ کے بعد اس کو بھی

فتح کر لیا فتح کے بعد طالبان نے رات یہاں گزاری مگر احمد شاہ مسعود کے طیارے طالبان پر بمباری کرتے رہے۔

جلال آباد کی فتح

اگلی صبح نماز سے پہلے طالبان کے لشکر حصارک سے صوبہ نگر ہار کے مرکز جلال آباد کی طرف روانہ ہوئے راستے میں جتنے پھاٹک تھے طالبان کا نام سن کر ہی بھاگ جاتے کیونکہ طالبان کا مقابلہ کرنے کی ان میں ہمت نہ تھی تقریباً دن کے دس بجے تھے کہ طالبان کے لشکر جرار فاتحانہ طور پر جلال آباد شہر میں داخل ہوئے، شہر سے لوگ طالبان کے استقبال کے لئے نکل آئے اور خوش آمدید کہنے لگے، اور طالبان کی خدمت میں لگ گئے، طالبان شہر میں داخل ہوئے اور پورے شہر میں پھیل گئے تا کہ ہر کام منظّم طریقے سے ہو سکے۔

صوبہ کنڑ اور لغمان کی فتح

ننگر ہار کی فتح کے بعد طالبان کے دو لشکروں کی تشکیل ہوئی ایک کی صوبہ ننگر ہار کی طرف اور دوسری لغمان کی طرف ان علاقوں میں دشمن نے مزاحمت کی کوشش کی مگر ان کی ہمت جواب دے چکی تھی، وہ طالبان کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے یہ دونوں صوبے فتح ہو گئے، جب یہ علاقے فتح ہو گئے تو طالبان ضلع دولت شنگ کی طرف روانہ ہوئے راستے میں ایک مجاہد جو امریکہ کا رہنے والا تھا شہید ہوا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے آمین، صوبہ لغمان میں کچھ مخالفین کی طرف سے پہاڑوں سے کچھ نہ کچھ حملے ہوتے رہے پھر تھوڑے دن بعد امن قائم ہو گیا۔

طالبان کی احمد شاہ مسعود سے جنگ

چار اسیاب میں ہر طرف سخت جنگ چھڑ گئی دونوں طرف سے ایک دوسرے کو پسپا کرنے کے لئے زور لگایا جا رہا تھا، کبھی طالبان زور آور حملہ کرتے اور کبھی دشمن پیش قدمی کرتا، احمد شاہ مسعود اپنے تمام تر وسائل کے ساتھ میدان جنگ میں اتر آیا اور اس نے تمام شمال کے علاقوں سے افواج طلب کر لیں بلکہ بیرونی ممالک سے بھی امداد (جسے ایران اور

تاجکستان سے کلاب کے راستے) مانگی، طالبان کی طرف سے ملا رحمت اللہ اور ملامشر اخند، ملا محمد ربانی اخند قیادت کر رہے تھے، اس کے علاوہ بڑے بڑے کمانڈر محاذ پر موجود تھے۔

طالبان نے احمد شاہ مسعود کا پنجشیر تک اس کا پیچھا کیا مگر وہ جنگ میں بہت ہی ماہر و چالاک تھا سڑک چھوڑ کر پہاڑوں کے دروں میں اپنی فوج کو چھپا دیا، طالبان نے درہ سالنگ اور درہ پنج شیر پہنچ کر مورچا بندی کر لی، ہمارا مرکز اس وقت جبل السراج کے ضلع میں تھا، ایک دن صبح کی نماز کے بعد ملا عبدالمنان حنفی شہید نے مجھ سے کہا' کہ چلو درہ سالنگ چلتے ہیں، اور ساتھیوں کے حالات معلوم کرتے ہیں، ہم چند ساتھی ایک گاڑی میں درہ سالنگ کی طرف روانہ ہوئے، شہر کے قریب پہنچ گئے تو ہماری گاڑی پر فائرنگ شروع ہوگئی، ہم بچتے بچاتے آگے بڑھتے رہے، فائرنگ بدستور ہو رہی تھی، ہم نے اپنی گاڑی کو ایک پہاڑی کے ساتھ کھڑا کیا اور پیدل آگے بڑھنے لگے تب دشمن کی طرف سے گولہ باری اور تیز ہوگئی تو، حاجی ملا عبداللہ اخند وزیر دفاع طالبان، شہید ملا دوست محمد اخند حاجی ملا عبدالرزاق اخند اور وزیر داخلہ ملا عبدالرزاق اخند بھی درہ سالنگ پہنچ گئے، وہاں قریب ہی ایک بڑی مسجد تھی جس میں طالبان کی رہائش گاہ تھی رات کے وقت احمد شاہ مسعود کی طرف سے اس مسجد پر حملہ کیا گیا اور بیس پچیس سوئے ہوئے طالبان پر گولہ باری کی، اور پھر مسجد کو آگ لگا دی گئی، تمام طالبان کی لاشیں جل کر راکھ ہوگئیں جب دوسرے طالبان کو اطلاع ملی تو طالبان کے پہنچنے سے پہلے دشمن وہاں سے نکل گیا، چند طالبان نے ایک پل کے نیچے پناہ لی ہوئی تھی جب ہم وہاں پہنچے تو طالبان وہاں سے باہر نکل آئے، ٹھنڈا پانی ان کے کپڑوں سے ٹپک رہا تھا اور وہ سردی سے تھر تھرا رہے تھے، اس کے بعد طالبان نے گھر گھر تلاشی شروع کی اور لوگوں کو گرفتار کر لیا اور وہاں پر طالبان کی تعداد میں بھی اضافہ کر دیا گیا تا کہ دوبارہ کسی کو ایسا کام کرنے کی جرأت نہ ہو، جب ہم جبل السراج شہر میں پہنچے تو وہاں حالت بہت خراب تھی اور طالبان پر گوریلا حملے کئے جارہے تھے، دشمن چھوٹے چھوٹے گروپوں میں طالبان پر حملہ کرتا اور حملے کے بعد غائب ہو جاتا، اس وقت طالبان کو بہت ہی پریشانی کا سامنا تھا، اور طالبان ان دنوں میں بہت مشکل حالات سے گزر رہے تھے، ایک دو دن طالبان دشمن کو ڈھونڈتے رہے، جبکہ دشمن موقع ملتے ہی طالبان پر حملہ کر دیتا، آخر یہ فیصلہ ہوا کہ گھر گھر تلاشی شروع کی جائے،

جب تلاش شروع کی تو معلوم ہوا کہ دشمن نے مکمل تیاری کی ہوئی تھی اور گھروں سے گھروں تک زیر زمین سرنگیں بنائی ہوئی تھیں اسی دوران مولوی عبدالمنان حنفیؒ نے ہماری تشکیل جبل السراج سے پل ماٹک کی طرف کردی، پل ماٹک پہنچ کر صبح کے وقت میں سڑک پر کھڑا تھا کہ میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر دوسرے علاقوں کی طرف جارہے ہیں۔

عورتیں بچے اور بوڑھے گھروں سے نکل کر بھاگ رہے ہیں ہمیں خطرہ محسوس ہوا اور ایسا لگا جیسے دشمن کسی بڑے حملے کی تیاری کررہا ہو اتنے میں مولوی عبدالمنان حنفی شہیدؒ میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ یہاں پر موجود ساتھیوں کو اپنے ساتھ لے کر کابل کی طرف نکل جاؤ، اور احتیاط سے جانا کیونکہ ہر جگہ طالبان پر حملے شروع ہوگئے ہیں، اور میں جبل السراج جارہا ہوں وہاں ساتھی بہت مشکل حالات میں ہیں دشمن نے جگہ جگہ راستے کاٹ لئے ہیں لیکن پھر بھی کوشش کروں گا کہ تمام ساتھیوں کو خیریت سے نکال لوں کیونکہ اب وہاں رہنا ناممکن ہے۔

جب میں روانہ ہوا تو راستے میں ملا حاجی خالق داد بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے اور جب ہم قرہ باغ تک پہنچے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے مسلح لوگ سڑکوں پر گھوم رہے ہیں، اور وہ طالبان بھی بالکل نہیں لگ رہے، کیونکہ ان کے چہروں پر نہ تو داڑھی تھی اور نہ سروں پر کالی پگڑی، یہ دیکھ کر ہم سب ساتھی پریشان ہوگئے کہ یہاں پر دشمن کا قبضہ ہوگیا ہے، اسی دوران ملا خالق داد اخند نے کہا کہ دشمن کو گرفتاری بالکل نہیں دینی بلکہ آخری دم تک مقابلہ کرنا ہے، جب ہم شہر میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ طالبان موجود ہیں اور بالکل خیریت سے ہیں، ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں جو سڑکوں پر اسلحہ کے ساتھ گھوم رہے ہیں، تو انہوں نے بتایا کہ یہ مقامی لوگ ہیں، اور اب یہ طالبان کے ساتھ مل گئے ہیں، ہم نے جب وہاں سے جانے کا ارادہ کیا تو ہمیں قرہ باغ کے دلسوال نے بتایا جس راستے سے آپ واپس جانا چاہتے ہیں دشمن نے بند کردیا ہے اور یہ علاقہ دشمن کے قبضے میں چلا گیا ہے۔

وہیں پر ایک مقامی آدمی کھڑا تھا اس نے کہا کہ میں آپ کو کابل جانے کا ایک اور راستہ بتاتا ہوں پھر ہماری گاڑی خیر خانے کی بڑی سڑک کو چھوڑ کر تنگ راستوں اور گلیوں میں چلنے لگی، تمام ساتھی خوف زدہ تھے کہ نہ جانے آنے والے لمحے میں کیا ہوجائے اور پھر یہ تنگ

گلیاں اور راستے ختم ہونے کو نہیں آخر بہت سی گلیوں سے گزر کر بڑی سڑک پر پہنچ ہی گئے، جو کاپیسا سے کابل کی طرف جا رہی تھی سڑک پر پہنچتے ہی ہماری ملاقات، کاپیسا کے گورنر سے ہوئی جو اسی سڑک پر کھڑے ساتھیوں کا انتظار کر رہے تھے، جبل السراج میں رہ جانے والے ساتھی دشمن سے لڑتے رہے اور ساتھ ساتھ پیچھے ہٹتے رہے، خیر خانے تک پہنچتے پہنچتے بہت سے ساتھی شہید و زخمی ہوگئے اور بہت سے دشمن نے گرفتار کر لیے باقی بچ جانے والے ساتھی کابل پہنچنے میں کامیاب ہوگئے، اس وقت کابل پولیس کے سربراہ ملا معاذ اللہ تھے، انہوں نے طالبان کا تازہ دم دستہ خیر خانے کی طرف روانہ کیا اور قرہ باغ کے قریب پہنچ کر محاذ بنالیا اور دشمن کو کابل آنے سے روک دیا اس کے کچھ عرصہ بعد طالبان نے دوبارہ دشمن پر چڑھائی شروع کی اور آگے بڑھتے بڑھتے کچھ اور علاقے بھی قبضے میں لے لیے اور بگرام پہنچ کر مستقل مورچہ بندی کر لی اور یہاں پر بڑا محاذ بنالیا جو تحریک کے آخر تک رہا۔

مزار شریف کی فتح اور جنرل عبدالمالک کی بدعہدی

جب طالبان نے کابل کو فتح کیا اور اقوام متحدہ کے دفتر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ لاکھوں افغانیوں کا قاتل اور کمیونسٹوں کا دست راست ڈاکٹر نجیب اللہ اور اس کا بھائی بیٹھا ہوا تھا، طالبان نے دونوں کو گرفتار کرلیا اور کابل میں ٹریفک پولیس کے چبوترے کے ساتھ لٹکا کر پھانسی دے دی پورا دن ان کی لاشیں لٹکیں رہیں پھر طالبان نے ان کے لواحقین کے حوالے کردیں جو انہیں پکتیا لے گئے، طالبان نے کابل فتح کرنے کے بعد خط کو مضبوط کیا ا ورشہر کا نظام معمول پر لے آئے تو واپس بادغیس کی طرف روانہ ہوگئے بادغیس کی فتح کے بعد طالبان کا اگلا محاذ غور ماچ تھا یہ علاقہ صوبہ فاریاب کے بالکل قریب ہے، فاریاب میں اکثریت ازبکوں کی ہے اور پختونوں کی بھی تھوڑی بہت آبادی ہے، اس محاذ پر طالبان کے مخالفین میں سرفہرست ازبکوں کا کمانڈر جنرل عبدالمالک اور گل محمد پہلوان تھے یہاں بھی بہت عرصہ آمنے سامنے جنگ ہوتی رہی مگر یہ علاقہ فتح نہ ہوا، اسی دوران عبدلمالک نے طالبان کے وزیر خارجہ ملا محمد غوث اخند کو مذاکرات کی دعوت دی اس وقت ہرات کے گورنر ملا عبدالرزاق اخند بھی تھے جنرل مالک نے طالبان کو پیشکش کی کہ ہم جنگ بند کردیں اور دونوں

فریق متحد ہو کر عبدالرشید دوستم سے جنگ کریں جب شمال کی تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں گی تو پھر امیر المؤمنین کی قیادت میں حکومت بنائیں گے، اس کے علاوہ اس نے کچھ اور معاہدے بھی کئے طالبان نے اس کی بات تسلیم کی اور جنگ ختم کردی، اور عبدالمالک نے اپنے سر پر سفید پگڑی باندھ لی اور طالبان کے بڑے بڑے کمانڈروں کے ساتھ مل کر تصویریں بھی بنائیں اب طالبان اور ازبکوں نے مل کر فاریاب کا رخ کیا، جنرل مالک نے طالبان کے لئے ایک چھاؤنی مخصوص کی جو شہر کے ایک کونے میں تھی جنرل مالک نے ایک ایسا کھیل کھیلا کہ طالبان کی سمجھ میں نہ آیا، اور اس نے ایک تیر سے دو شکار کرنے کی کوشش کی جس میں اس کو کسی حد تک کامیابی بھی حاصل ہوئی، فاریاب کی چھاؤنی ایسی جگہ تھی، جہاں سے کوئی بھی بچ کر نہیں نکل سکتا تھا اور ایسا ہی ہوا جب اس نے اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنایا تو اس چھاؤنی سے کوئی بھی زندہ نہ بچ سکا، کسی کو قتل کیا اور کسی کو گرفتار، طالبان آنے والی مصیبت سے بے خبر جنرل مالک کے معاہدے پر یقین کئے ہوئے تھے، اور طالبان کی تشکیلات بھی زیادہ تر انہیں علاقوں میں ہو رہی تھیں، شبرغان سے پہلے ایک مرتبہ سرپل کے قریب طالبان اور دوستم کی فوج کے درمیان بہت سخت جنگ ہوئی طالبان کو اللہ تعالیٰ نے فتح دی تو دوستم وہاں سے ہیلی کاپٹر کے ذریعہ فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا اور ازبکستان چلا گیا۔

اور تورن اسماعیل جو ہرات کا گورنر اور طالبان کا سخت دشمن تھا ان دنوں میں ایران نے اس کو بھی جنرل مالک کی مدد کے لئے بھیجا تو جنرل مالک نے اپنا اعتماد بڑھانے کے لئے تورن اسماعیل اور اس کے تمام ساتھیوں کو طالبان کے حوالے کردیا طالبان نے ان سب کو جیل میں ڈال دیا بعد میں تورن اسماعیل جیل سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا اور ایران چلا گیا۔ طالبان اور جنرل مالک کی فوج شبرغان میں داخل ہوئی اور اگلے دن مزار شریف میں دونوں فاتح بن کر داخل ہوئے جب طالبان مزار شریف میں پہنچ گئے تو تمام علاقوں سے طالبان کی تشکیلات شبرغان میں ہونا شروع ہوئیں طیاروں اور گاڑیوں کے ذریعے طالبان کے قافلے شبرغان شہر کی طرف رواں دواں ہوئے اور دو تین دن میں تقریباً دس ہزار طالبان شبرغان میں جمع ہوگئے، میں اس وقت پاکستانی بارڈر کے قریب ضلع سپین بولدک میں تھا میری تشکیل بھی شبرغان کی طرف کردی گئی میں نے اسی دن سفر شروع کیا اور ہرات پہنچا ایک

رات ہرات میں قیام کیا اور اگلے دن بادغیس کی طرف چل دیا اور ظہر کے وقت بادغیس پہنچ گیا، بادغیس میں ملا برادر سے ملاقات ہوئی وہ بھی شبرغان جارہے تھے، امیر المؤمنین نے ان کی تشکیل شبرغان میں کی تا کہ وہاں کے انتظامات کی دیکھ بھال کریں، اب ہم دونوں نے سفر شروع کیا اور شام کے قریب ہم فاریاب پہنچے، فاریاب میں جنرل عبدالمالک کا بھائی ہمارے استقبال کے لئے کھڑا تھا، اور ایک مولوی صاحب ہماری ترجمانی کررہے تھے، جنرل عبدالمالک کے بھائی نے ہمیں خوش آمدید کہا او کہا کہ ہم آپ کا ظہر سے انتظار کررہے ہیں، ہم کو اطلاع مل گئی تھی کہ آپ لوگ آرہے ہیں، وہ ہمیں اپنے ساتھ ایسی جگہ لے گیا جہاں پر اور طالبان بھی موجود تھے، ملا برادر اخند نے طالبان سے پوچھا کہ یہاں طالبان کا مرکز کس جگہ ہے، انہوں نے جواب دیا یہاں طالبان کا کوئی مرکز نہیں ہے، اور ہمیں بھی یہ بازار کی طرف نہیں جانے دیتے، ملا برادر اخند بہت تجربہ کار آدمی تھے، انہوں نے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ مجھے یہ سب کچھ مشکوک لگ رہا ہے جب رات ہوئی تو جنرل عبدالمالک کا بھائی آیا اور کہنے لگا آپ لوگ بے فکر ہوکر سو جائیں رات کو ہمارے پہرے دار آپ لوگوں کا پہرہ دیں گے، ملا برادر نے جواب دیا ہرگز نہیں ہم اپنا پہرہ خود دیں گے، رات طالبان نے پہرہ دیا، صبح سویرے ہم فاریاب سے شبرغان کی طرف روانہ ہوئے، اور دوپہر کے وقت شبرغان پہنچ گئے وہاں پر ملا عبدالمنان حنفیؒ موجود تھے، انہوں نے ایک بڑی چھاؤنی کو اپنا مرکز بنایا ہوا تھا ہمیں بھی چھاؤنی میں اپنے ساتھ لے گئے، نماز پڑھ کر ملا برادر اخند نے شوریٰ کا اجلاس طلب کیا تمام کمانڈر حضرات جمع ہوئے (مزار شریف میں اس وقت ملا عبدالرزاق اور ملا غوث اخند اور منصور صاحب بھی تھے) اجلاس میں مشورہ کیا گیا کہ ایک وفد مزار شریف جائے اور ملا عبدالرزاق و ملا غوث اخند سے موجود حالات پر بات کرکے رات تک شبرغان واپس آجائے تقریباً شام پانچ بجے یہ وفد مزار شریف کی طرف روانہ ہوا جس میں میرے علاوہ پانچ چھ ساتھی تھے جن میں ملا برادر، مولوی عبدالمنان حنفیؒ اور مولوی سید محمد بادغیس والے شامل تھے۔ ہم مزار شریف کی طرف روانہ ہوئے، اور سب کا ارادہ تھا کہ رات کو شبرغان واپس آنا ہے جس وقت ہم شبرغان سے نکلے تو ہماری گاڑیوں کے ساتھ ازبکوں کا ایک قافلہ بھی جارہا تھا، ہم نے خیال کیا کہ یہ بھی مزار جارہا ہے، جب ہم شبرغان کے پہلے پھاٹک سے گزر گئے

تو ملا برادر اخند کی گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا، اور ہم سب گاڑی سے نیچے اتر کر کھڑے ہو گئے حنفیؒ صاحب نے ہمیں کہا کہ آپ آہستہ آہستہ آگے جائیں ہم آپ کے پیچھے پہنچ جائیں گے، جب ہم کچھ آگے گئے تو سڑک کے کنارے ازبکوں کا ایک مسلح گروپ نظر آیا ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے یہ لوگ کسی کا انتظار کر رہے ہیں ہم ان کے پاس سے گزر گئے مگر انہوں نے ہم سے کوئی بات نہیں کی اور نہ ہم نے ان سے کچھ پوچھا، چملتال پہنچ کر ہم نے گاڑی کھڑی کی اور دوسرے ساتھیوں کا انتظار کرنے لگے بہت انتظار کے بعد بھی ساتھی نہیں آئے تو بعض ساتھیوں نے کہا کہ ہم مزار چلتے ہیں اور وہاں پہنچ کران کا انتظار کریں گے لیکن اکثر ساتھیوں نے اسی جگہ انتظار کرنے پر اصرار کیا ہم اسی انتظار میں تھے کہ شبرغان کی طرف سے گاڑی آتی ہوئی نظر آئی جب یہ گاڑی ہمارے قریب آئی تو معلوم ہوا کہ یہ ہمارے ساتھی نہیں بلکہ کوئی اور بائی فور ہے اور یہ گاڑی ہمارے پاس سے تیزی سے گزر گئی جب یہ گاڑی بلخ کے چوک میں پہنچی تو اس پر فائرنگ شروع ہوگئی ہم سب اپنی اپنی جگہ پر محتاط ہو کر بیٹھ گئے، تقریباً پانچ منٹ تک گولیاں چلتی رہیں اتنے میں ملا برادر اخند اور دوسرے ساتھی بھی پہنچ گئے ہم نے ان سے دیر ہونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا واللہ یعلم وانتم لاتعلمون۔ ہم نے انہیں سفید گاڑی کے بارے میں بتایا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں اللہ خیر کرے گا۔ ہم نے دوبارہ اپنا سفر شروع کیا تقریباً دو کلومیٹر فاصلہ طے کیا تھا کہ سڑک پر مسلح لوگ کھڑے نظر آئے ہم جلدی سے اپنی گاڑیوں سے اترے اور اسلحہ سنبھال کر مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے ہم سب یہ سمجھے کہ یہ دشمن ہیں اور ہمارے لئے ہی کھڑے ہیں حنفی صاحب گاڑی سے اترے اور بات کرنے کے لئے آگے بڑھنے لگے وہ تمام لوگ پختون تھے اور یہ دولت آباد کا علاقہ تھا اور لوگ سڑک پر کھڑے تھے وہ کمانڈر پہلوان کے آدمی تھے، حنفیؒ صاحب کی بات چیت پہلوان سے ہوئی تو اس نے کہا کہ اگر آپ مزار شریف جا رہے ہیں تو ہرگز نہ جائیں کیونکہ جنرل عبدالمالک نے طالبان کو دھوکا دیا ہے اور سارے مزار پر قبضہ کرلیا ہے اور اس وقت تمام طالبان جنرل عبدالمالک کی فوج کا مقابلہ کر رہے ہیں مزار شریف جانے والے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر رکھی ہے آپ لوگ آگے بالکل نہ جائیں۔

ساتھیوں نے سمجھا کہ شاید یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں ہم نے کہا کہ ہم ضرور

آگے جائیں گے انہوں نے ہماری بہت منتیں کیں کہ ہم آگے نہ جائیں اور کہا کہ ہم آپ سے مخلص ہیں آپ ہماری بات کا یقین کرلیں پہلوان سڑک کے درمیان کھڑا ہوگیا اور قسمیں کھانے لگا کہ میں ابھی ادھر سے آیا ہوں اور سچ کہہ رہا ہوں وہاں ملا عبدالرزاق اور ملا غوث اخند کو گرفتار کرلیا گیا ہے اور ہر طرف سے لوگ طالبان کو قتل کررہے ہیں ہماری بات کا یقین کرلیں جب انہوں نے قسمیں کھائیں اور منتیں کیں تو ساتھیوں نے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے پھر اس مقامی کمانڈر نے کہا آپ لوگ میرے ساتھ چلیں یہاں قریب ایک گاؤں ہے وہاں پختونوں کے کمانڈر اختر اور غوث الدین آپ کی رہنمائی کرسکتے ہیں میں سڑک کے کونے پر گیا اور اپنا وائرلس سیٹ آن کیا تو کسی ساتھی سے رابطہ نہیں ہورہا تھا رات بارہ بجے تک اسی سڑک پر کھڑے رہے نہ کوئی گاڑی گزری اور نہ کوئی اطلاع موصول ہوئی ہم سب ساتھی اختر کمانڈر کے گھر کی طرف روانہ ہوئے تو تقریباً دس منٹ کے سفر کے بعد ہم اس کے گھر پہنچ گئے اس نے بہت گرم جوشی سے ہمارا استقبال کیا اور ہمیں تسلی بھی دی کہ انشاء اللہ ہم آپ لوگوں کی ہرممکن حفاظت کریں گے رات اسی فکر میں گزر گئی صبح کے وقت ہم نے اپنا وائرلس سیٹ آن کیا کچھ ساتھیوں سے رابطہ ہوگیا تو حالات معلوم ہوئے کہ ہمارے شبرغان سے آنے کے بعد ازبکوں نے طالبان پر حملہ کردیا تھا طالبان اس علاقہ سے واقف بھی نہیں تھے اور نئی تشکیلات میں آنے والے طالبان کے پاس اسلحہ بھی نہیں تھا دو تین دفعہ طالبان نے ہم سے رابطہ کرنے کی کوشش کی ان کی آوازیں بھی ہمارے وائرلس سیٹ پر آئیں مگر پھر کوئی رابطہ نہ ہوسکا ہم سمجھ گئے کہ معاملہ خراب ہوچکا ہے طالبان ازبکوں کا مقابلہ کرتے رہے مگر عبدالمالک کی فوج نے غیر مسلح طالبان کو گرفتار کرلیا اور بہت سے مقابلے میں شہید ہوگئے اور اسی چھاؤنی میں موجود طالبان پر ٹینکوں سے حملہ کیا گیا جو طالبان زندہ گرفتار ہوئے ان سب کو بعد میں دشتِ لیلیٰ کی طرف بھیج دیا گیا اور وہاں پر دو دو سو کو کھڑا کر کے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کردی گئی ہزاروں طالبان کو اسی طرح شہید کردیا گیا، اور جو باقی بچ گئے ان کو جیل میں بند کردیا اسی طرح فاریاب میں موجود طالبان کے ساتھ ظلم کی انتہاء کردی گئی کنوؤں میں طالبان کو ڈال کر اوپر سے گولیوں کی بوچھاڑ کردی گئی اور جن طالبان کو جیلوں میں ڈالا گیا وہ بھوک اور پیاس سے شہید ہوگئے۔

جنرل عبدالمالک کے محاصرے سے نکلنے کا عجیب واقعہ

جب شبرغان پر شمالی اتحاد والوں نے قبضہ کرلیا تو ہم شبرغان سے مزار شریف آ رہے تھے کہ راستہ میں اطلاع ملی کہ عبدالمالک نے غداری کر کے مزار شریف پر قبضہ کرلیا ہے ہزاروں طالبان شہید و گرفتار ہو چکے ہیں، شبرغان اور مزار کے درمیان ایک سو پچیس میل کا فاصلہ ہے جس کے درمیان میں بلخ اور چمتال کے علاقوں میں ہم چھ ساتھی ایسے پھنسے کہ نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا چمتال جو پختونوں کی بستی تھی جب ہم نے دیکھا کہ یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تو ہم قریب ہی بستی میں چلے گئے وہاں پر ہماری ملاقات سابق جہادی کمانڈر اختر لوچک سے ہوئی۔ جو ہمیں اپنے گھر لے گیا رات اُس کے گھر میں گزاری صبح معلوم ہوا کہ سب راستے مخالفین کے قبضے میں ہیں اختر لوچک نے کہا آپ لوگوں کے لئے خطرہ ہے کیونکہ میرا گھر سڑک کے بالکل قریب ہے آپ لوگ کمانڈر غوث الدین کے پاس چلے جائیں جب ہم جانے لگے تو اس نے کہا کہ نہر تک تو گاڑی جاسکتی ہے اس لئے آپ وہاں تک لے جائیں جب ہم نہر پر پہنچے تو ہم نے گاڑی میں سے بڑا مخابرہ بیٹری اور چند دوسری چیزیں نکال لیں اور گاڑی اس کے حوالے کردی وہاں سے ہم کشتی پر سوار ہوکر نہر کے اس پار پہنچے تو وہاں کمانڈر غوث الدین اور اس کے ساتھ چند دوسرے کمانڈر موجود تھے جو ہمیں اپنے ساتھ لے گئے دوسرے طالبان بھی اس جگہ پہنچ گئے جن کی تعداد تقریباً آٹھ سو تک تھی اس کے بعد جہادی کمانڈر مولانا قاسمؒ جو بعد میں طالبان تحریک میں شہید ہو گئے تھے ان کے قریبی ساتھی عبدالہادی ہمارے پاس آئے اور کہا کہ یہاں بہت ساتھی جمع ہو چکے ہیں اس لئے یہاں بمباری کا خطرہ ہے آپ لوگ یہاں نہ رکیں اور اس نے کمانڈر غوث الدین سے بھی بات کی کہ ان لوگوں کی میں نے دعوت کی ہے اس لئے ان کو میرے ساتھ جانے کی اجازت دے دیں۔

ہم چھ ساتھی تھے مولانا عبدالمنان حنفیؒ شہید، عبدالغفار شہیدؒ، ملا برادر اخند، ملا گل محمد اخند اور راقم الحروف وہ ہمیں ساتھ لے گیا جب ہم وہاں پہنچے تو وہاں قاضی قاسم صاحب بھی

موجود تھے اب وہ ہمیں ایک ایسے گھر میں لے گئے جو بہت پرانا کسی جیل سے کم نہیں تھا ہم نے اس کی صفائی وغیرہ کی اور اس کے بعد مخابرہ آن کر کے مرکز سے رابطہ کیا اور اپنی خیریت بتائی ہم اس گھر میں چالیس دن رہے ہر روز رابطہ کر کے اپنے بارے میں مرکز کو بتاتے رہے، اسی دوران یہ خبر آئی کہ استاد عطاء مزار شریف کا گورنر بن گیا ہے تو مولوی قاسم نے کہا اگر یہ خبر سچی ہے تو اب آپ کا مسئلہ بہت جلدی حل ہو جائے گا کیونکہ استاد عطاء میرے بہت پرانے دوستوں میں سے ہے، پھر قاضی قاسمؒ صاحب مزار شریف روانہ ہو گئے، اور جا کر استاد عطا سے بات کر کے واپس آ گئے جب وہ آئے تو میں ان کے چہرے کی طرف دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ کام ہو گیا ہے، پھر ہم نے مشورہ دیا کہ میں قاضی قاسم کے ساتھ استاد عطاء کے پاس جاتا ہوں اگر میں مطمئن ہو گیا تو بعد میں آپ لوگوں کے پاس قاضی قاسم کو بھیج دوں گا آپ حضرات ان کے ساتھ آ جانا، اور اگر اس نے غداری کی تو میں اکیلا ہی پکڑا جاؤں گا چنانچہ قاضی قاسمؒ اور راقم مزار کی طرف روانہ ہو گئے جب ہم استاد عطا کے ایک بڑے دفتر میں پہنچے تو وہاں اس کے بڑے بڑے کمانڈر جمع تھے ہم بھی وہاں بیٹھ گئے تھوڑی دیر کے بعد اس نے سب کمانڈروں کو رخصت کر دیا اور ہمارے پاس بیٹھ گیا، اس کے بھائی کو ہمارے رہبروں نے بتایا کہ یہ استاد عطاء کے خاص ساتھی ہیں کسی خاص کام کے لئے پاکستان جا رہے ہیں۔ اس نے ہماری بہت خدمت کی مگر وہ اور وہاں کے دوسرے کمانڈر بار بار ہماری طرف دیکھتے ہوئے آپس میں کہتے یہ طالبان لگتے ہیں۔ جب رات ہوئی تو انہوں نے طالبان کے خلاف من گھڑت قصے شروع کر دیئے، ہم ان کی باتیں سنتے سنتے سو گئے، جب صبح ہوئی تو دوبارہ سفر شروع کیا درہ سالنگ سے آگے دشمن نے طالبان کے خوف سے پل اور سڑک جگہ جگہ سے توڑی ہوئی تھی اب انہوں نے ہمیں دو رہبر دیئے اور اس رہبر کو بھی ہمارے ساتھ بھیج دیا جس کو بشیر سالنگی کے بھائی نے بھیجا تھا کیونکہ وہ پہاڑی راستوں سے بہت اچھی طرح واقف تھا، اور خود واپس چلے گئے۔ اب ہم نے بہت لمبا سفر کرنا تھا پورا دن سفر کرنے کے بعد ہم ایک گھر کے پاس سے گزرے تو ایک ساتھی نے کہا ان سے چائے کا پوچھو، وہ شمالی لوگ تھے مگر ان کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ ہم کون ہیں تو انہوں نے دس لاکھ افغانی کے عوض ایک چینک چائے اور چند روٹیاں دیں۔

چائے وغیرہ پی کر ہم نے دوبارہ سفر شروع کیا کچھ دیر ہی سفر کیا تھا کہ دشمن کا ایک گروپ آ گیا اور اس نے ہم سے پوچھا کہ آپ لوگ جہاں سے آ رہے ہو وہاں دشمن کی کیا خبر ہے؟ یعنی طالبان کی کیا خبر ہے؟ تو ہم نے کہا وہ سب کے سب ختم ہو گئے تو وہ چلے گئے، پھر ہم سفر کرتے ہوئے طالبان اور شمالیوں کے خط اول کے درمیان پہنچ گئے وہاں پر موجود شمالی کمانڈر نے ہمیں روک لیا اور ہم سے تحقیق کرنے لگا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو وغیرہ وغیرہ ہمارے رہبروں نے اس کو بتایا کہ یہ استاد عطا کے خاص ساتھی ہیں اور کسی کام کے لئے اس نے ان کو پاکستان بھیجا ہے اور وہ خط اس کو دیئے تو اس نے کہا جاؤ جب ہم جانے لگے تو اس نے پھر ہمیں واپس بلا لیا اور کہنے لگے پہلے میں اپنے بڑے کمانڈروں سے پوچھ لوں پھر جانا تھوڑی دیر بعد کہنے لگا جاؤ۔

جب ہم جانے لگے پھر بلا لیا اسی طرح اس نے ہمیں کئی بار جانے کو کہا او جب ہم جانے لگتے تو پھر واپس بلا لیتا، آخر اس نے کہا کہ آپ جا سکتے ہیں مگر جلدی جلدی یہاں سے نکل جاؤ۔ ہم نے وہاں سے نکلتے ہی طالبان کے خط کی طرف ایک ساتھی کو روانہ کر دیا تا کہ وہ طالبان کو بتائے کہ ہم کون ہیں، اور خود آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ایک جگہ پر جا کر بیٹھ گئے وہ ساتھی گیا اور اونچی آواز میں کہا کہ گولی نہیں چلانا، جب طالبان کو پتہ چلا کہ کون آیا ہے تو انہوں نے مخابروں میں ایک دوسرے کو بتانا شروع کر دیا تب دشمن کو بھی پتہ چلا کہ ہمارے ہاتھوں سے کون نکل کر گیا ہے، تو اس نے ہمارا پیچھا کیا مگر ہم اپنے مقام تک پہنچ چکے تھے، اس خط کے مسؤل نے ہمیں گاڑی میں بٹھایا اور کابل میں وزیر دفاع کے دفتر لے آئے اتنا لمبا سفر پیدل کرنے سے ہمارا برا حال ہو چکا تھا انہوں نے فوراً ڈاکٹر کو بلا کر ہمارا طبی معائنہ وغیرہ کروایا، اسی دوران کابل ریڈیو کے سربراہ کو بھی معلوم ہو گیا کہ ہم کابل پہنچ گئے ہیں تو وہ بھی ہمارے پاس آئے ہمارا انٹرویو لے کر ریڈیو پر نشر کر دیا اس کے بعد ہم قندھار روانہ ہو گئے قندھار پہنچ کر امیر المؤمنین سے ملاقات کی تو انہوں نے کھانے اور چائے کے بعد ہمیں گھر روانہ کر دیا۔

شیعہ مخالفین کی کارستانیاں

مزار شریف میں ہزارہ لوگ بھی آباد ہیں جو شیعہ مذہب کے پیروکار ہیں اس کے علاوہ ازبک اور تاجک قوم کے لوگ بھی آباد ہیں یہ سب طالبان پر وحشیوں کی طرح جھپٹ پڑے ہر ہر گلی ہر راستے اور ہر گھر سے طالبان پر گولیوں کی بارش ہونے لگی مزار شریف میں رہنے والی ہر قوم اور ہر قبیلے نے ایک دوسرے سے بڑھ کر طالبان پر ظلم کیا مگر جو ظلم ہزارہ شیعہ نے طالبان پر کیا اس کو لکھتے ہوئے ہاتھ کانپتے ہیں' اس ظلم کو کبھی بھلایا نہیں جاسکتا عبدالعلی مزاری مزار شریف میں شیعوں کا بڑا پیشوا تھا طالبان کے ساتھ جنگ کے دوران میدان شہر سے گرفتار ہوا جب اسے ہیلی کاپٹر کے ذریعے قندھار لے جایا جارہا تھا تو اس نے طالبان پر حملہ کردیا جس کی وجہ سے اس کو ہیلی کاپٹر میں ہی قتل کردیا گیا اسکی لاش اس کے آبائی علاقے مزار شریف بھیج دی گئی وہاں اس کے عقیدت مندوں نے اس کی قبر پر ایک خوبصورت مزار بنایا۔

ایرانی حکومت نے اس کی قبر کو قیمتی پتھروں سے مزین کرنا چاہا اور بہت عرصہ تک اس کی تعمیر کا کام ایران کی نگرانی میں ہوتا رہا۔ جب طالبان کے ساتھ دھوکہ ہوا اور عبدالمالک کی فوج نے طالبان کا قتل عام شروع کیا تو شیعوں نے بھی طالبان کے خون سے اپنے دل کی آگ بجھانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی دس دس طالبان کو ہاتھ پاؤں سے جکڑ کر خچر گاڑی کے پیچھے باندھ دیا جاتا اور پورے شہر میں اس وقت تک گھسیٹا جاتا جب تک شہید نہ ہو جاتے اور بہت سے طالبان کو مزاری کی قبر پر لے جاکر مرغیوں کی طرح ذبح کردیا گیا صرف یہی نہیں بلکہ شہداء کے جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے گئے کوئی بھی کسی طالب کو اپنے گھر میں پناہ دینے کو تیار نہیں تھا جو لوگ طالبان سے ہمدردی رکھتے تھے وہ بھی ان درندوں کے خوف سے ان مظلوموں کی کوئی مدد نہیں کرسکتے تھے سوائے چند پختون گھرانوں کے جو سب کچھ ہونے کے باوجود طالبان کی ہر ممکن مدد کررہے تھے جب مزار شریف کی زمین طالبان پر تنگ ہوگئی تو بچ جانے والے قندوز کی طرف ہٹتے گئے اور ساتھ ساتھ دشمن کا مقابلہ بھی کرتے گئے طالبان تاشقرغان کے دروں سے ہوتے ہوئے برگنک کے راستے بغلان اور قندوز تک

پہنچے اس وقت طالبان کے سرپرستوں میں ملا دوست محمد اخند شہید اور ملا داد اللہ اخند بھی طالبان کے ساتھ تھے جب یہ بچا کچا قافلہ بغلان پہنچا تو وہاں پر حزب اسلامی کا کمانڈر طالبان کے سامنے آگیا اور آگے جانے سے روک دیا جب حکمت یار سے رابطہ کیا تو اس نے حکم دیا کہ طالبان سے اسلحہ لے لو اور سب کو احمد شاہ مسعود کے حوالے کردو جب اس نے طالبان کے سامنے یہ بات رکھی تو طالبان نے ماننے سے صاف انکار کردیا اور کہا کہ ہمارے بہت سے ساتھی مزار اور شبرغان میں شہید ہو چکے ہیں ہم بھی یہاں شہید ہو جائیں گے مگر اسلحہ تمہارے حوالے نہیں کریں گے اور امیر المؤمنین کی طرف سے بھی یہی حکم تھا جب اس کمانڈر نے طالبان کا جذبہ دیکھا تو اطاعت طالبان کے لئے اپنے دروازے کھول دیئے اور اپنی جان و مال تک طالبان کے کے سامنے پیش کر دیا اور ہر طرح کا تعاون کیا اسی وجہ سے قندوز طالبان کا بڑا مورچہ بن گیا اور ہر طرف سے دشمن قندوز پر حملے کرنے لگے دو طرف سے احمد شاہ مسعود اور دو طرف سے ازبک اور ہزارہ شیعہ قندوز میں داخل ہونے کی کوشش کرتے رہے لیکن وہ اس شہر میں داخل نہ ہو سکے، طالبان کے لئے قندوز شہر سے نکلنے کا کوئی زمینی راستہ نہیں تھا صرف طیاروں کے ذریعے رات کے وقت دوسرے علاقوں سے رابطہ ہوتا۔

دشت لیلیٰ کا اولین سانحہ

جو لوگ مزار سے پہاڑوں کی طرف گئے دشمن نے ان کا پیچھا کیا اور ان کو شہید کر دیا مولوی احسان اللہ شہیدؒ کے ساتھ بہت سے طالبان کو زندہ پکڑ لیا اور سب کو شہید کر دیا اور وہ جگہ جس میں ان کو شہید کیا شادان تنگی کے نام سے مشہور ہے اسی طرح مزار ائیر پورٹ کے قریب چالیس طالبان پیاس کی وجہ سے شہید ہو گئے۔

ان طالبان کی چالیس لاشیں برآمد ہوئیں، میمنہ کی جیل سے طالبان کو نکال کر کنوؤں میں پھینک دیا گیا بعد میں جب طالبان نے یہ علاقہ فتح کیا تو بہت سے کنوؤں سے طالبان شہداء کی ہڈیاں برآمد ہوئیں اور جن طالبان کو شبرغان جیل میں قید کیا گیا تھا ان سب کو دشت لیلیٰ کے صحرا میں لے جا کر گھسیٹتے مارتے اور شہید کر دیتے، یہ علاقہ ریت کا بہت بڑا ریگستانی دشت ہے اس جگہ چار بڑے بڑے کنویں بھی موجود تھے طالبان کو شہید کرتے اور ان

میں ڈالتے جاتے یہاں تک کہ دو دو سو طالبان کو ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا جو طالبان شبرغان میں جنگ کے دوران شہید ہوئے ان کی لاشوں کو بھی اس صحرا میں لاکر پھینک دیا گیا اور جو طالبان مزار میں شہید ہوئے یا جیلوں میں شہید کئے گئے ان سب کی لاشوں کو بھی صحراؤں میں پھینک دیا گیا، الختصر یہ کہ شمال کی ہر گلی ہر گاؤں اور ہر پہاڑ طالبان کے خون سے سرخ ہوگیا اور دشمن نے اتنا قتل عام کیا کہ وہ یہ سمجھنے لگا کہ طالبان ختم ہوگئے ہیں اور تمام دنیا میں یہ تبصرے ہونے شروع ہوگئے کہ تحریک طالبان دم توڑ گئی احمد شاہ مسعود بھی خوش فہمی کا شکار ہوکر اپنی پوری طاقت کے ساتھ کابل پر قبضے کا خواب آنکھوں میں سجائے بگرام پر حملہ آور ہوا لیکن وہ ہزاروں کوششیں کرنے کے باوجود اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ امیرالمؤمنین قندھار سے خود بگرام پہنچے اور طالبان کی رہنمائی کرنے لگے طالبان نے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر دشمن کا مقابلہ کیا اور دشمن اپنے زخم چاٹتے چاٹتے گھر لوٹ گیا اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے کہ طالبان کمزور ہیں ایران نے گڑ بڑ کرنے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے ایرانیوں کے دلوں میں طالبان کا ایسا رعب ڈالا کہ ان کو آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی دشمن اپنی مجالس میں تبصرے ہی کرتے رہ گئے کہ طالبان آج گئے کل گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے دشمن کے ارادوں کے برعکس طالبان کے ہر محاذ کا دفاع بچے کھچے طالبان سے کروایا طالبان نے حالات پر کنٹرول حاصل کرلیا۔

شمال پر طالبان کا دوسرا حملہ

ہرات کی طرف طالبان نے بادغیس صوبے اور ضلع غور ماچ میں اپنے مورچے بنائے ایک سال تک دشمن اس محاذ پر تابڑ توڑ حملے کرتا رہا مگر طالبان نے دشمن کو آگے آنے سے روکے رکھا آخر طالبان نے دشمن کو سبق سکھانے کا ارادہ کیا اور بڑے حملے کی تیاری شروع کردی جس راستے پر پانی ایک دفعہ چلا جائے دوبارہ وہ راستہ پانی کے لئے آسان ہو جاتا ہے طالبان کے تمام کمانڈر یہاں جمع ہوئے جن میں ملا برادر اخند، ملا فاضل اخند، ملا داداللہ اخند، مولوی عبدالمنان شہیدؒ، اور ملا دوست محمد سنگرمل شہیدؒ اور دوسرے حضرات شامل تھے طالبان نے غور ماچ کے محاذ سے دشمن پر چڑھائی کرنے کا فیصلہ کیا، اور اگلے دن طالبان

نے دشمن کے مورچوں پر حملے شروع کر دیئے بہت سخت جنگ ہوئی اور دشمن کو اتنی مار پڑی کہ اس کو پیچھے بھاگنے کے علاوہ کوئی راستہ نظر نہ آیا اور دشمن اپنا سب کچھ چھوڑ کر بھاگ گیا اور ضلع المار کے پہاڑوں میں جا کر مورچے بنا لئے طالبان نے بھی چڑھائی جاری رکھی اور پیچھا کیا یہاں تک کہ المار کے پہاڑوں میں دشمن کو پا لیا یہاں بھی سخت جنگ کے بعد دشمن فرار ہو گیا اور بہت سی لاشیں اور سامان چھوڑ کر بھاگ نکلا طالبان نے پیش قدمی جاری رکھی اور دوسری رات فاریاب میں داخل ہو گئے تو طالبان واپس چلے گئے اب جمعہ بازار دشمن کے قبضہ میں چلا گیا ہم تقریباً تین سو ساتھی دونوں طرف سے دشمن کے درمیان میں پھنس گئے اب ہمارے آگے بھی دشمن تھا اور پیچھے بھی دشمن واپسی کا راستہ بھی بند ہو گیا تھا تو مغرب کے بعد ہم پر بھی حملے شروع ہو گئے اور انہوں نے حملے سے پہلے ہی ہر گھر اور ہر گاؤں میں اپنے لوگ چھپا دیئے تھے کہ جب طالبان پر حملے شروع ہوں تو ہر طرف سے حملے کر کے ان کو بالکل بے بس کر دیا جائے۔

یہ بغاوت اتنی سخت تھی کہ جس کو بھی دیکھا وہ طالبان پر گولیاں برسا رہا تھا اور کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ دشمن کون ہے اور دوست کون ہے اب مولوی عبدالمنان حنفیؒ جو ہمارے مسؤل تھے انہوں نے کہا کہ یہاں رہ کر دشمن کا مقابلہ کرنا بہت مشکل ہے اگر ہم مزید یہاں رک گئے تو ہم میں کوئی بھی نہیں بچے گا ہم سب جمعہ بازار کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہ طے ہوا کہ راستے میں جو بھی آئے اس کا مقابلہ کریں گے جب جمعہ بازار کی طرف لوٹے تو ہمارے اوپر ہر طرف سے گولیاں چل رہی تھیں آگے والے ساتھی پیدل جا رہے تھے اور ان کے پیچھے گاڑیاں تھیں آگے والے ساتھی ہم پر ہونے والی فائرنگ کا جواب دے رہے تھے اس طرح یہ قافلہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا گیا جب ہم جمعہ بازار پہنچے تو وہاں دشمن نے ہم سے پہلے ہی مورچے بنائے ہوئے تھے انہوں نے چاروں طرف سے ہم پر گولیوں کی بارش کر دی تو طالبان بھی ان کا مقابلہ کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے طالبان کے حملے میں جب دشمن نے تیزی دیکھی تو وہ ڈر گیا اور اس نے پیچھے ہٹنا شروع کر دیا اور طالبان ان کے درمیان سے گزر گئے اور اپنی پرانی جگہ پر جا کر محاذ بنا لیا اور دو تین دن بعد طالبان نے دوبارہ چڑھائی کا فیصلہ

کیا اور سورج نکلتے ہی دشمن پر حملے شروع کر دیئے اب طالبان کی قیادت ملا داد اللہ اخند کر رہے تھے اس دن بہت سخت جنگ ہوئی اور طالبان جمعہ بازار تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اب دشمن نے بھی پورا زور لگایا کہ طالبان آگے نہ بڑھیں مگر طالبان نے ایسے زوردار حملے کئے کہ دشمن ان کے سامنے ٹھہر نہ سکا صبح سے شام تک کی اس جنگ میں طالبان تھک کر نڈھال ہو گئے اور اب مزید پیش قدمی نہ کر سکے اور واپس آ کر اپنے پرانے مورچوں میں رک گئے، دوسری طرف رشید دوستم کے طیاروں نے طالبان کے مورچوں پر بمباری شروع کر دی تو طالبان نے اس کا ایک طیارہ مار گرایا، اسی دن یہ خبر ملی کہ ملا داد اللہ اور ملا فاضل اخند زخمی ہو گئے ہیں ابتدائی طبی امداد کے بعد انہیں طیارے کے ذریعے فاریاب سے ہرات بھیجنے کے لئے طیارے میں بٹھایا گیا جب طیارہ فضا میں بلند ہوا تو دوستم کے لڑاکا طیاروں نے اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا اور پائلٹ سے رابطہ کر کے اس کو کہا کہ طیارہ شبرغان ائیر پورٹ پر اتار دو ورنہ اس کو تباہ کر دیا جائے گا پائلٹ نے کہا ٹھیک ہے اب طالبان کا طیارہ آگے تھا اور جیٹ اس کے پیچھے جا رہے تھے موقع ملتے ہی طالبان کے پائلٹ نے طیارہ ترکمانستان کی حدود میں داخل کر دیا اس وقت ترکمانستان طالبان کا حامی تھا پائلٹ نے وہاں کے ائیر پورٹ سے رابطہ کیا اور صورت حال بتائی ائیر پورٹ والوں نے دوستم کے طیارے کو خبردار کیا کہ وہ ترکمانستان کی حدود کی خلاف ورزی سے باز رہے ورنہ اسے مار گرایا جائے گا یوں طالبان کا طیارہ اللہ کی مدد سے زخمی طالبان کو لے کر خیر خیریت سے ہرات پہنچ گیا، فاریاب کے محاذ پر اس وقت ملا برادر، ملا عبدالسلام اور مولوی عبدالمنان حنفیؒ اور ملا دوست محمدؒ اخند طالبان کی قیادت کر رہے تھے اور تین دن بعد ملا فاضل اخند بھی محاذ پر واپس پہنچ گئے اب طالبان نے دوبارہ حملے کی تیاری شروع کی اس دفعہ طالبان نے اپنی حکمت عملی تبدیل کرتے ہوئے دشمن پر وار کرنے کا فیصلہ کیا، دشمن کی فوج جمعہ بازار فیض آباد ضلع میں جمع تھی جس کے مغرب کی طرف پختونوں کا ایک علاقہ موسیٰ تھا طالبان نے ایسے طریقے سے کام کیا کہ دشمن کو معلوم نہ ہو سکا کہ طالبان کا رخ کس طرف ہے اور آدھی تشکیل جمعہ بازار کی طرف بھیج دی۔

جب طالبان اپنی اپنی جگہ پر پہنچ گئے تو طالبان نے جمعہ بازار کی طرف سے چڑھائی شروع کی جنگ تیز ہوگئی تو علاقہ موسیٰ والے طالبان نے فیض آباد پر حملے شروع کر دیئے کیونکہ فیض آباد جمعہ بازار کے پیچھے تھا اس لئے دشمن کا دفاع نہ کرسکا اور طالبان نے فیض آباد پر قبضہ کرلیا اور اس کے بعد طالبان نے اپنا رخ جمعہ بازار کی طرف کیا اب جمعہ بازار میں موجود دشمن طالبان کے محاصرے میں آگیا اب طالبان نے دونوں طرف سے دشمن پر حملہ کیا دشمن میدان چھوڑ کر بھاگنے لگا دشمن کے لئے اس وقت صرف بلچر غ (آستانہ بابا) کی طرف سے بھاگنے کا ایک راستہ تھا وہ بھی پیدل چلنے والوں کے کام آسکتا تھا گاڑیوں سے اس راستے پر سفر کرنا ممکن نہیں تھا، جمعہ بازار میں دشمن نے عبرت ناک شکست کھائی اور اپنا تمام بڑا اسلحہ اور گاڑیاں چھوڑ کر بھاگ نکلا طالبان نے دشمن کے بہت سے فوجی گرفتار کر لئے اور بہت بڑی تعداد میں قتل کئے طالبان ایک بائی فور گاڑی میں ایک ٹینک کا پیچھا کر رہے تھے کہ ٹینک نے ایک گولہ گاڑی پر دے مارا جس سے گاڑی میں موجود آٹھ طالبان شہید ہوئے اور کچھ زخمی ہوگئے۔ فیض آباد کی طرف سے ملا فاضل اخند اور جمعہ بازار کی طرف سے ملا برادر اخند اور مولوی عبدالمنان حنفیؒ دونوں محاذوں کے درمیان ایک جگہ پر آکر ملے اور ایک دوسرے کو فتح کی مبارک دی۔

شبرغان کی فتح

اسی جگہ سب نے فیصلہ کیا کہ ہر ضلع کے لئے ایک امیر مقرر کیا جائے اس کے بعد ہر امیر کو دو دو سو طالبان دے کر چار ضلعوں میں بھیجا گیا تا کہ وہ وہاں اسلحہ جمع کریں اور وہاں کے دوسرے معاملات کو سنبھالیں۔ باقی طالبان دولت آباد، اندخوی کی طرف روانہ ہوئے یہ علاقہ شبرغان کے قریب واقع ہے جہاں پر ترکمن قوم آباد ہے یہاں سے ترکمانستان سے سرحد بھی ملتی ہے اور یہ علاقہ ترکمانستان سے تجارت کا ایک بڑا ذریعہ بھی ہے یہاں قالین بنائے جاتے ہیں اور عورتیں قالین سازی کا کام کرتیں ہیں اور اس علاقے کا یہ رواج ہے کہ کوئی اس عورت سے شادی نہیں کرتا جس کو قالین سازی نہ آتی ہو۔ اندخوئی میں طالبان کو کسی قسم کی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا، یہاں ساتھیوں نے شیعوں کا ایک کمانڈر گرفتار کیا جو

بامیان سے طالبان کے مقابلے کے لئے فوج لایا تھا ساتھیوں نے اسے ہماری چھاؤنی کے سامنے ایک بڑے درخت کے ساتھ باندھ دیا اور امیر المؤمنین سے رابطہ کیا اور اسے قتل کرنے کی اجازت مانگی تو امیر المؤمنین کی اجازت سے اسے قتل کر دیا، اگلے دن ملا برادر اخند نے امیر المؤمنین سے ابطہ کیا تو انہوں نے کہا اپنی طرف سے احتیاط کرو اور کچھ ساتھی پل چراغ کی طرف بھیج دو کیونکہ وہاں دشمن کی کچھ فوج جمع ہے، صبح کے وقت طالبان شبرغان کی طرف روانہ ہوئے تو دوستم ازبکستان فرار ہوگیا اور اس کے بڑے بڑے کمانڈر بھاگ کر مزار چلے گئے اور وہاں جا کر دوبارہ منظم ہونے لگے، طالبان نے شبرغان میں داخل ہو کر باقی رہ جانے والے مخالفین کو گرفتار کرلیا۔

سرپل کی فتح

اگلے دن طالبان نے ضلع سرپل کا رخ کیا اس جگہ پر کمانڈر جریک رحیم دیوانہ کا قبضہ تھا طالبان کا خیال تھا کہ وہ مقابلے کے لئے آئے گا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ایسا رعب ڈالا کہ وہ اپنے اسلحہ ڈپو کو آگ لگا کر فرار ہوگیا طالبان نے احتیاطاً پانچ میزائل فائر کئے مگر اس کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ طالبان جب سرپل میں داخل ہوئے تو تمام عورتیں مرد بچے اور بوڑھے خوشی سے گھروں سے باہر نکل آئے اور ان کے ہاتھوں میں سفید جھنڈے تھے سارے لوگ قطاروں میں کھڑے ہو کر طالبان کا استقبال کرنے لگے، یہ طالبان سے محبت کرنے والوں کا حال تھا اور دشمنوں کی یہ حالت تھی کہ جب ان کو پتہ چلا کہ طالبان نے اس سارے علاقے پر قبضہ کرلیا ہے تو انہوں نے غصے میں آکر بہت ہی عجیب کام کیا ایک نے تو اپنے ہی اسلحہ ڈپو کو آگ لگا دی اور ایک نے اپنی بیوی کو اس لئے قتل کر دیا کہ وہ پختون تھی۔

ہم اس کمانڈر کے علاقے سے گزر کر ولایت کے مقام پر پہنچے تو وہاں بھی لوگوں نے ہمارا بہت گرم جوشی سے استقبال کیا ہم نے وہاں جاتے ہی لوگوں سے اسلحہ جمع کرنا شروع کر دیا لوگ خود ہی اپنا اسلحہ لاتے اور ہمیں جمع کرواتے رہے جب حالات معمول پر آگئے تو کچھ ساتھی وہاں چھوڑ کر اور حاجی عبدالمنان شنڈنڈ والے کو گورنر مقرر کر کے ہم واپس شبرغان آگئے۔

مزار شریف پر حملہ

ایک رات شبرغان میں گزارنے کے بعد طالبان نے ایک اجلاس بلایا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ اب طالبان مزار شریف کی طرف اپنا رخ کریں حملے سے پہلے ملا فاضل کی قیادت میں کچھ لوگ بلخ بھیجے گئے کہ وہ وہاں کے مقامی لوگوں سے بات چیت کریں، وہاں پر موجود بڑے کمانڈر امیر خان اور حزب اسلامی کے کئی کمانڈروں سے طالبان کی ملاقات ہوئی طالبان کے وہاں پہنچنے سے پہلے گلبدین بھی وہاں موجود تھا مگر جب اسے طالبان کی آمد کی خبر پہنچی تو وہ بھاگ گیا، وہاں کے تمام کمانڈروں نے طالبان کو تعاون کا یقین دلایا، طالبان بلخ سے واپس شبرغان پہنچے اور مزار شریف پر حملے کی تیاری شروع کردی، ہزاروں کی تعداد میں گاڑیاں مزار کی طرف رواں دواں ہوئیں اور شبرغان ائیر پورٹ پر موجود جیٹ طیارے بھی پرواز بھرنے لگے تقریباً پندرہ کلومیٹر لمبی گاڑیوں کی قطار تھی اور جیٹ طیارے ان کے اوپر پرواز کررہے تھے، یوں یہ عظیم قافلہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا، بلخ شہر میں طالبان داخل ہوئے اور پورے شہر میں رات گزارنے کے لئے پھیل گئے ہمارے ساتھی ایک مہمان خانے میں چلے گئے اس مہمان خانے میں ایک دن پہلے گلبدین نے رات گزاری تھی اس کے لئے کمرے میں ایک خوبصورت پلنگ تھا مولوی عبدالمنان حنفیؒ اس پلنگ پر سونے لگے تو دیکھا کہ پاس ایک میز پڑی ہے جس پر کچھ کتابیں تھیں اور چند دوسرے کاغذات جن پر گلبدین، احمد شاہ مسعود، جنرل دوستم اور ربانی کے دستخط تھے انہوں نے جو طالبان کے خلاف اتحاد بنایا ہوا تھا اس کی مکمل تصدیق موجود تھی، طالبان نے رات بھی نہیں گزاری تھی کہ خبر آئی کہ مقامی لوگوں نے بلخ اور مزار کے درمیان محاذ بنالیا ہے، صبح نماز کے بعد شوریٰ کا اجلاس طلب کیا گیا تمام قائدین جمع ہوئے اور فیصلہ ہوا کہ ابھی مزار پر حملہ شروع کیا جائے، شبرغان سے مزار شریف کو تین اطراف سے راستہ جاتا ہے، ایک راستہ قلعہ زینی کے شمال کی طرف سے ہوکر اور دوسرا راستہ قلعہ جنگی سے جاتا تھا جب کہ تیسرا راستہ قلعہ زینی کے جنوب کی طرف سے مزار کو راستہ جاتا تھا، قلعہ جنگی کی طرف سے ملا فاضل اخند اور شمال کی طرف سے ملا برادر اخند اور تیسرے راستے سے ہمارے ساتھی مولوی عبدالمنان حنفیؒ کی قیادت میں طالبان نے حملہ شروع

کیا بلخ کا کمانڈر امیر جان بھی ہمارے ساتھ تھا، تقریباً نو دس بجے حملہ شروع ہوا دشمن سب سے مضبوط دفاع قلعہ زینی کے محاذ پر تھا اور اس کے علاوہ یہاں سے گزرنے کا کوئی آسان راستہ نہیں تھا قلعے کی مضبوط دیواروں میں بڑے بڑے مورچے بنے ہوئے تھے اور ان مورچوں پر دشمن نے بھاری اسلحہ اور دور تک مار کرنے والی گنیں نصب کیں ہوئیں تھیں، ہر طرف سے راکٹوں اور بموں کی بارش ہو رہی تھی دشمن نے جب یہ صورت حال دیکھی تو گیس کی پائپ لائن کو دھماکے سے اڑا دیا اور گولہ بارود کی بارش کرنے لگا، مگر طالبان کی یہ حالت تھی کہ کسی قسم کا ڈر یا خوف نہیں تھا طالبان کے حوصلے اتنے بلند تھے کہ کسی کو زخم اور چوٹ کی کوئی پرواہ نہیں تھی، طالبان پیش قدمی کرتے ہوئے قلعہ کے قریب پہنچ گئے مگر قلعے کے اندر جانا مشکل ہو رہا تھا طالبان نے کوشش جاری رکھی اور بھاری اسلحے سے قلعے پر حملہ کیا اور قلعے پر موجود مورچوں پر گولہ باری شروع کردی تھوڑی دیر میں طالبان کی ایک بائی فور قلعے میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئی گاڑی کے داخل ہوتے ہی ایک گولہ اس کو لگا جس سے گاڑی کو آگ لگ گئی اور تین ساتھی شہید ہوگئے ان کی قربانی سے تمام طالبان کو اندر جانے کا راستہ مل گیا اور یہ مزار کی فتح کا سبب بنی اب دشمن نے قلعے سے بھاگنا شروع کردیا۔

مزار شریف میں آگ اور خون کی لہر

کوئی پہاڑوں کی طرف سے بھاگ رہا تھا تو کوئی مزار ائیر پورٹ کی طرف اس وقت ملا دوست محمد اخند دشمن پر تاک تاک کر نشانے لگا رہے تھے اور طالبان ہیلی کاپٹر سے دشمن کی گاڑیوں کو نشانہ بنا رہے تھے آخر دشمن گاڑیاں اور سواریاں چھوڑنے پر مجبور ہوگیا اور سب کچھ چھوڑ کر بھاگنے لگا، جب ہم مزار کے بازار میں داخل ہوئے تو سارا شہر سنسان تھا اور عام لوگ بھی گھروں میں چھپے ہوئے تھے اب طالبان نے چھپے ہوئے دشمن کو قتل کرنا شروع کیا ایک گودام میں دشمن کے بہت سے فوجی چھپے ہوئے تھے طالبان نے ان کو وہاں سے نکال کر قتل کردیا کچھ فوجی ایک ٹرک میں بھاگ رہے تھے وہ ٹرک بھی طالبان کی بمباری کا نشانہ بنا اور تمام فوجی جل کر کباب بن گئے تمام طالبان پورے شہر میں پھیل گئے اور گھر گھر تلاشی شروع کردی اور گرفتاریاں شروع کیں، جب ہم مزار میں داخل ہوئے تو پہلے جیل میں گئے

وہاں ہمیں چار پانچ طالبان اور کچھ دوسرے قیدی ملے جو چلنے پھرنے سے قاصر تھے اور ان کی حالت بہت ہی نازک تھی اور جو صحت مند تھے ان کو کچھ دن پہلے ہی اس جیل میں منتقل کیا گیا تھا، ہمارے تمام ساتھی مزار ہوٹل میں جمع ہوئے مزار ہوٹل ربانی حکومت کے وزیر خارجہ محقق کا دفتر تھا (جو ایک شیعہ تھا) جو بہت خوبصورت بنایا گیا تھا یہ بہت بڑی جگہ تھی اس میں ہم نے چھاؤنی بنائی اس وقت مجھے اس کا بالکل احساس نہیں ہو رہا تھا اور میں سمجھ رہا تھا کہ ابھی ظہر کا وقت ہے جب ساتھیوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ تھوڑی دیر بعد عصر کا وقت ہو جائے گا ہم نے جلدی جلدی ظہر کی نماز ادا کی اس کے بعد ملا فاضل اخند نے اعلان کیا کہ رات کے وقت کسی مکان اور اطاق اور چھاؤنی میں رہنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ تمام طالبان راستوں سڑکوں اور گلیوں میں پہرہ دیں گے، ہمیں مولوی عبدالمنان حنفیؒ کی قیادت میں مزار شہر کے مشرق کی طرف دروازہ جمہوری پر پہرہ دینے کے لئے بھیج دیا گیا ہمارے کچھ ساتھی سو گئے ہمارے قریب کچھ لاشیں پڑی تھیں ان کی وجہ سے ہمیں بالکل نیند نہیں آئی، صبح سویرے تمام قائدین جمع ہوئے اور ہر گھر کی تلاشی لینے کا فیصلہ کیا تلاشی کا کام شروع ہوا اور ہر گھر سے مشکوک افراد کو نکال کر جمع کرنا شروع کیا اتنے زیادہ لوگ گرفتار ہوئے جب ان کو جمع کیا گیا تو ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے کسی جلسے میں لوگ جمع ہیں، یہاں سے سب کو جیل منتقل کر دیا گیا اور پھر ان میں سے جن پر جرم ثابت ہو گیا ان کو قتل کر دیا اور باقی قیدیوں کی تفتیش ہوتی رہی تین دن کے اندر اندر مزار کی ایسی حالت ہو گئی جو بیان سے باہر ہے ہر جگہ لاشوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے خاص کر عبدالعلی مزاری کی قبر شیعوں کی قتل گاہ بن گئی تھی اور حیرتان کے مقام پر جہاں دشمن نے طالبان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر قتل عام کیا تھا، وہاں پر دشمن کے بہت سے سپاہیوں کو قتل کیا گیا، امیر المؤمنین کی طرف سے ایک بار پھر عام معافی کا اعلان کیا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ لوگوں پر رحم کرو اور انتقامی کاروائی کرنے سے گریز کرو اور کسی کو اجازت نہیں کہ کسی کو بغیر جرم قتل کرے تین دن بعد انتظامی امور کے لئے ادارہ بنا دیا گیا، عبدالمنان حنفی کو والی مزار کی ذمہ داری سونپی گئی اور ملا معاذ اللہ شہید کے ساتھیوں میں سے ایک کو پولیس کا سربراہ بنایا گیا اور شہید عبدالرزاق کو کور کمانڈر کا منصب دیا گیا۔ مزار شریف سے طالبان نے تاشقرغان، سمنگان اور پلخمری کی طرف تشکیلات روانہ کیں، جب طالبان تاشقرغان کے

قریب پہنچے تو دشمن کے فوجیوں کی وردیاں تک روڈ پر پڑی تھیں دشمن بھاگتے ہوئے اپنی وردیاں تک چھوڑ گیا تھا یہاں پہاڑوں کے درمیان ایک بہت تنگ درہ تھا دشمن نے ٹینک اور گاڑیوں سے اس درے کو بند کردیا اور پہاڑوں پر بڑے بڑے مورچے بنالئے طالبان نے ایک دفعہ حملہ کیا مگر اندر داخل نہ ہوسکے کیونکہ دشمن کی طرف سے گولہ بارود کی بارش ہو رہی تھی اور بڑی توپوں سے آگے آنے والے طالبان کو نشانہ بنایا جارہا تھا اس جگہ مولوی عبدالمنان حنفیؒ زخمی ہوگئے اور طالبان کو آگے جانے کا موقع نہیں مل رہا تھا آخر طالبان ہر کوشش کے بعد درے سے پیچھے ہٹ گئے تاشقرغان کے درے میں شدید مزاحمت کے بعد طالبان نے اپنی حکمت عملی تبدیل کی اور درے کے سامنے اپنے مورچے برقرار رکھ کر ایک بڑی تعداد اور پہاڑوں کے بائیں طرف ریگستان سے ہوتے ہوئے یرگنک کے راستے قندوز پہنچے، یہاں پہلے سے طالبان موجود تھے وہاں سے طالبان بغلان پہنچے پھر پلنخمری پہنچ کر سمنگان کے لئے تشکیل کی گئی تاشقرغان میں دشمن مطمئن تھا کہ طالبان شکست کھا کر اپنے مورچوں میں اپنے زخم چاٹ رہے ہیں، اوران کو یہ خبر نہ ہوئی کہ طالبان ان کے پیچھے پہنچ آئے ہیں، جب پلنخمری سے طالبان سمنگان میں داخل ہوئے تو دشمن کو مقابلے کا موقع ہی نہ ملا اور دشمن کے بہت سے فوجیوں کو گرفتار کرلیا گیا پھر تاشقرغان کا رخ کیا وہاں بھی دشمن کو کسی قسم کا موقع نہ دیا گیا اور بہت بڑی تعداد گرفتار کر لی گئی اور ایک گھنٹے کے اندر اندر درہ کھول دیا گیا اور گاڑیوں کی آمد ورفت شروع ہوگئی تاشقرغان، مزار قندوز، بغلان، سمنگان کے بازار کھل گئے اور زندگی معمول پر آگئی تو طالبان نے اسلحہ جمع کرنا شروع کیا سارے علاقوں سے اسلحہ جمع کر کے ضرورت سے زیادہ اسلحہ قندھار منتقل کردیا گیا ادھر قندوز کے طالبان نے تخار پر حملے کی تیاری شروع کردی اور ایسا زوردار حملہ کیا کہ دشمن مقابلہ نہ کرسکا اور تخار فتح ہوگیا۔ جب تاشقرغان اور سمنگان فتح ہوگئے تو ملا برادر اخند نے کہا اب تخار چلتے ہیں وہاں کچھ علاقے باقی ہیں تخار پہنچ کر رات گزارنے کے بعد تخار ائیر پورٹ کی طرف پہاڑوں میں دشمن کو موجود پایا شام تک ان کے ساتھ جنگ ہوتی رہی دشمن نے شکست کھا کر بھاگنا شروع کردیا ہم نے تاجکستان کے باڈر تک اس کا پیچھا کیا مگر آگے راستہ بند تھا اس لئے ہم واپس لوٹ آئے۔

درہ کیان میں طالبان کا داخلہ

اب ملا برادر اخند نے فیصلہ کیا کہ بامیان جانے کی تیاری کرو امیر خان متقی کو تخار کا مسؤل بنایا اور تشکیلات ترتیب دے کر پلخمری کی طرف کوچ کیا یہاں پہنچ کر طالبان نے شہر کے ہر حصہ میں چھاؤنی بنائی اور بامیان پر حملے کی تیاری شروع کردی بامیان کی فتح میں ایک بہت بڑی رکاوٹ درہ کیان تھا۔

یہ درہ اسماعیلی شیعہ کے پیشوا جعفر نادری کے کنٹرول میں تھا جس کو اس نے ایک ریاست کا درجہ دے رکھا تھا تمام شیعہ لوگ اس کا بہت احترام کرتے تھے اور اس کو اپنا خدا و رسول تک سمجھتے تھے اس نے یہاں اپنے قانون بنائے ہوئے تھے اور یہاں کا ہر باسی اس کے قانون کا پابند تھا یہ قوم بہت عرصے سے یہاں آباد تھی ظاہر شاہ کے دور میں یہ قوم بہت مشہور تھی، پلخمری اور دوشی سے بھی شیعہ لوگ بھاگ کر یہاں آگئے تھے اور جعفر نادری نے سب کو پناہ دی ہوئی تھی یہ درہ دفاعی لحاظ سے بھی بہت مضبوط سمجھا جاتا تھا خود جعفر نادری کہتا تھا کہ طالبان اگر بارش کی طرح بھی آسمان سے اتریں تو بھی وہ اس درے میں داخل نہیں ہو سکتے، یہ درہ بہت ہی تنگ تھا اور اندر جانے کے راستے پر ٹینک اور توپیں نصب تھیں تمام راستے پر اتنی بارودی سرنگیں بچھائی ہوئی تھیں جیسے زمین پر دانے بکھیر دیئے گئے ہوں۔

درہ کیان کا اندرونی منظر

درہ کیان کی اہمیت بہت تھی کیونکہ یہ شیعہ مذہب کا ایک مرکز تھا اور تمام شیعہ کمانڈر بھی اس جگہ چھپے ہوئے تھے اس کے علاوہ اس درے میں بہت خوبصورت تعمیرات بھی تھیں ایک اونچے پہاڑ پر ایک باز کا مجسمہ بنایا گیا تھا اس مجسمہ کے اندر ایک بہت بڑا ہال تھا جسے شوریٰ کی مجالس وغیرہ کے لئے استعمال کیا جاتا تھا پہاڑ کے نیچے سیڑیاں بازار کے دروازے تک جاتیں تھیں اور ساتھ ریل کی پٹڑی بچھائی گئی تھی جس پر دو ڈبے آٹھ آٹھ آدمی کو لے جاسکتے تھے سیڑیوں کے کنارے خوبصورت پھول اور پودے لگا کر ان کی خوبصورتی میں اضافہ کیا گیا تھا اس درے میں ایک چھوٹا سا چڑیا گھر بھی بنایا گیا تھا جس میں ایک طرف

مختلف اقسام کے پرندے تھے تو دوسری طرف جانوروں کے پنجرے تھے یہاں ایک موسیقی ہال بھی تھا جہاں نادری اپنی روح کی سزا حاصل کرتا تھا اس کے ساتھ ایک عورتوں کا رقص ہال تھا جس میں عورتوں کے رقص کے لباس سجے ہوئے تھے اور دیواروں پر مکمل پردے تھے جن کے نیچے ننگی عورتوں کی تصویریں تھی اور بعض تصویریں عورت اور مرد کی مباشرت کے وقت کی تھیں جب اس ہال میں رقص شروع ہوتا تو دیواروں پر سے پردے ہٹادیئے جاتے اسی ہال میں ایک میز تھا جس پر شراب کے خوبصورت پیالے سجے ہوئے تھے اس میز پر ایک سبز کپڑا پڑا ہوا تھا جو میز کے کناروں سے زمین تک لٹکا ہوا تھا اس کپڑے پر توہین کرنے کے لئے کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا میز کے ساتھ ایک کرسی پڑی ہوئی تھی جو نادری کی نشست گاہ تھی اس ہال کے آگے ایک خوبصورت تالاب تھا جس میں چھوٹی چھوٹی دو کشتیاں تیر رہی تھیں اور تالاب کے کنارے پر بھی عورتوں کی ننگی تصویریں بنی ہوئی تھیں، اس درّے میں بسنے والے سب مرد غلام اور عورتیں نادری کی کنیزیں تھیں ہر گھر سے ایک مرد اور ایک عورت نادری کی خدمت میں حاضر رہتے لوگوں کے مال اور دولت میں بلکہ ہر قسم کی آمدنی میں نادری کا دسواں حصہ تھا یہاں کے لوگ انتہائی غریب تھے اور ان کی حالتیں بہت خستہ تھیں، (خسر فی الدنیا والآخرہ) کا مصداق یہی لوگ تھے، نادری کا ایک قانون یہ بھی تھا کہ جس لڑکی کی شادی ہوتی اسے پہلی ایک رات نادری کے کمرے میں لا کر چھوڑ دیا جاتا یہاں پہلی رات گزارنے کے بعد دولہے کے حوالے کردی جاتی۔

درہ کیان پر طالبان کا حملہ

اس درّے میں داخل ہونے کے لئے دو راستے تھے ایک راستہ پلنخمری ڈنڈ غوری اور دوسرا دوشی کی طرف سے جاتا تھا۔ نادری کے فوجیوں نے دونوں راستوں پر بارودی سرنگیں بچھائی ہوئیں تھیں اور اوپر سے اس راستے پر پانی چھوڑ دیا تھا کچھ معلوم نہیں ہورہا تھا کہ کس جگہ بارودی سرنگ ہے، آخر اللہ پر توکل کرتے ہوئے طالبان نے حملہ شروع کیا جب حملہ شروع کیا اس وقت صبح ہو رہی تھی کہ ملا فاضل کی گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا گئی اور وہ زخمی ہوگئے تو باقی طالبان کا آگے جانا بھی مشکل ہوگیا دوسری طرف سے ہمارے ساتھیوں نے کام

شروع کیا جب ہم سرنگوں کی جگہ پر پہنچ گئے تو مشورہ کیا گیا کہ کیسے اس راستے سے گزرا جائے بعض ساتھی ایسے تیار ہوگئے جنہوں نے کہا کہ ہم اس راستے پر گاڑی تیزی سے لے جائیں گے اگر کوئی مائن وغیرہ ہوا تو ہماری گاڑی سے ٹکرا کر پھٹ جائے گا اور یوں دوسری گاڑیوں کے لئے راستہ بن جائے گا۔

اس کے بعد ایک گاڑی طالبان نے بہت تیز رفتاری سے اس جگہ سے گزار دی اس کے بعد ہمارے ساتھیوں کی گاڑی جس میں آٹھ ساتھی اور ملا احمد اخند بھی تھے اس راستے سے گزرنے کے لئے چلی مگر اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا یہ گاڑی مائن پر چڑھی اور دھماکے سے اڑ گئی اور اس میں موجود آٹھ طالبان میں سے چار شہید ہوگئے، یوں ایک ایک کر کے گاڑیاں گزرتیں رہیں اور بعض گاڑیاں بارودی سرنگوں پر چڑھیں اس طرح راستہ صاف ہوگیا اور تمام گاڑیاں گزر گئیں جب دشمن نے یہ حالات دیکھے کہ طالبان تمام بارودی سرنگیں پار کر گئے ہیں تو اس پر خوف طاری ہوگیا تو دشمن نے راہ فرار اختیار کرنے میں ہی اپنی خیر سمجھی اور گاڑیاں، ٹینک توپیں اور سب کچھ چھوڑ کر گھوڑوں پر سوار ہو کر سالنگ کے پہاڑ عبور کرتے ہوئے پنج شیر کی طرف بھاگ نکلے اور طالبان درّے میں داخل ہوگئے سب سے پہلے طالبان نے اس باز کو آگ لگائی جو پہاڑ کی چوٹی پر بنا ہوا تھا اور پھر چڑیا گھر کے پرندے آزاد کر دیئے اور غیر شرعی چیزوں کو بھی ختم کر دیا جو اس نے عیش عشرت کے لئے بنائی ہوئیں تھیں، یہاں کی جیل میں تیس طالبان قیدی ملے جن میں سے اکثر پاکستانی تھے، اس درّے سے طالبان کو بہت سی چیزیں غنیمت میں ملیں تقریباً تیس ہزار میکاروف پستول جو صندوقوں میں بند تھے دو میلے، چھل میلے، گاڑیاں، خوراک اور چھوٹے بڑے اسلحے کے علاوہ بہت سی دوسری غنیمت ہاتھ لگی۔ اس کے بعد طالبان نے بامیان پر حملے کی تیاری شروع کر دی۔

بامیان کی فتح

بامیان کی طرف طالبان کے لئے اب راستہ کھل گیا کیونکہ جعفر نادری جو راستے کی بڑی رکاوٹ تھا وہاں سے فرار ہو چکا تھا اور اس کے پورے علاقے پر اب طالبان کا قبضہ تھا طالبان نے اس سرزمین پر جس پر بہت عرصے سے عیاشی اور بے دینی کا دور دورا تھا دین محمدی

کا لایا ہوا قانون نافذ کیا، بامیان کے راستے پر دو بڑے ضلع تھے تالہ برفک اور دو آب میخ زرین، ان دونوں اضلاع کے لوگوں کے پندرہ سال سے نادری نے راستے بند کئے ہوئے تھے یہ لوگ شیعوں کے محاصرے کی وجہ سے کہیں آ جا نہیں سکتے تھے ان علاقوں میں ضروریات زندگی کی چیزیں بہت مہنگی تھیں، بامیان سے پہلے طالبان ان ضلعوں میں گئے جب ہم تالہ برفک میں داخل ہوگئے تو وہاں کے لوگوں کی خوشی قابل دید تھی اور ایسے لگتا تھا جیسے ان لوگوں نے اس سے پہلے خوشی نام کی کوئی چیز نہیں دیکھی، وہاں کے ایک باسی نے مجھے بتایا کہ یہاں کی عورتیں پندرہ سال سے شیعوں کے خوف سے گھروں میں بند ہیں، پہاڑ کے دامن میں ایک بڑا قبرستان تھا، جس کی ہر قبر پر سفید رنگ کا جھنڈا لگا تھا اس نے بتایا کہ یہ سب نادری کے شہید کئے ہوئے لوگوں کی قبریں ہیں اس کے بعد طالبان دوسرے ضلع میں گئے یہاں بھی تاتار قوم آباد تھی اور ان کے سربراہ مولوی اسلام اور مولوی باز محمد تھے ان لوگوں نے بھی ہمارا بڑا اچھا استقبال کیا رات یہاں گزارنے کے بعد اگلی صبح طالبان بامیان کی طرف روانہ ہوئے اور مولوی اسلام صاحب کو رہبر مقرر کیا گیا بامیان کی طرف دو راستے جاتے تھے ایک عام راستہ جو شکاری درّے سے ہو کر جاتا تھا اور دوسرا راستہ بیانی صیفان سے ہو کر بامیان تک جاتا تھا یہ بہت خراب راستہ تھا طالبان نے اسی راستے پر سفر شروع کیا کیونکہ دوسرے راستے پر دشمن نے بڑے بڑے پتھر گرا کر اس کو بند کر دیا تھا، آگے آگے بلڈوزر راستے سے بڑے بڑے پتھر ہٹا کر راستہ بنا رہا تھا اور طالبان پیچھے پیچھے آرہے تھے جب رات ہوئی تو طالبان نے صیفان کے مقام پر قیام کیا صبح چند ساتھی راستہ دیکھنے کے لئے آگے گئے جب ساتھی پہاڑوں کے درمیان سے کم اونچائی والی پہاڑی پر پہنچے تو سامنے دشمن نے مورچے بنائے ہوئے تھے طالبان نے تمام اطراف کا جائزہ لیا اور حملے کا پروگرام بنایا لیکن دشمن نے مورچوں کے قریب مائن چھپائے ہوئے تھے اور گاڑیوں کے راستوں پر بڑے بڑے پتھر گرا کر اس کو بند کیا ہوا تھا اور یہاں سردی بہت ہی سخت تھی۔ اسی دن طالبان نے حملے کے انتظامات مکمل کر لیے اور جب رات ہوئی تو دشمن کے مورچوں کے قریب ہو گئے صبح کی نماز کے بعد طالبان نے دشمن کے مورچوں پر تین اطراف سے پیدل چڑھائی شروع کر دی ایک طرف ملا غلام نبی جہاد یار شہیدؒ اور دوسری طرف سے مولوی ولی جان صاحب اور

تمام طالبان کی قیادت ملا برادر اخند کر رہے تھے، طالبان نے ایسا زور دار حملہ کیا کہ صبح آٹھ بجے تک دشمن ایک محاذ سے پسپا ہوگیا اور پیچھے جا کر دوسرے پہاڑ پر مورچے بنا لئے اب طالبان اور دشمن کے درمیان ایک پہاڑ تھا اس پہاڑ کے درمیان ایک درّہ تھا جیسے ہی طالبان کی گاڑی اس درّے کو پار کرتی تو دشمن کے ٹینک اور توپیں اس پر حملہ کر دیتی اس راستے سے گزر کر دشمن کے مورچوں تک پہنچنا بہت مشکل تھا راستے پر بڑے بڑے پتھر گرا کر اور مائن لگا کر اس کو اور مشکل بنا دیا گیا تھا لیکن اللہ پر توکل کرنے والوں کا راستہ کون روک سکتا ہے طالبان نے اللہ کا نام لے کر حملہ شروع کیا اور دشمن کی سوچ سے بڑھ کر اس کو مارا جب دشمن کو مار پڑنا شروع ہوئی تو بھاگ نکلا طالبان نے اس کا پیچھا کیا اور بامیان سے دس کلومیٹر دور تک گئے تو رات ہوگئی پھر سب ساتھیوں نے مشورہ کیا کہ رات کو آگے نہ جایا جائے اور رات اسی جگہ گزاری جائے، (یہ جگہ جوقم کوتل کے نام سے مشہور ہے یعنی پہاڑ کی چوٹی اور یہ چوٹی افغانستان کی سب سے اونچی چوٹیوں میں سے ہے) ہم ابھی اسی جگہ تھے کہ مغرب سے پہلے طیارے کی آواز آئی ہمارے سروں کے بالکل اوپر سے ایک ایرانی طیارا گزر کر ایران کی طرف چلا گیا بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں بامیان کے بڑے بڑے کمانڈر تھے جو ایران بھاگ گئے تھے، صبح ہم بامیان کی طرف روانہ ہوئے بامیان پہنچ کر تا تمام طالبان پورے شہر میں پھیل گئے اور تلاشی شروع کردی اور سب سے پہلے بامیان جیل پہنچے تو جو ساتھی زندہ اور صحت مند تھے باہر روڈ پر کھڑے تھے جن میں سے اکثر پاکستانی تھے جب میں جیل میں داخل ہوا تو سامنے چمن کے ایک ساتھی جمال الدین کی لاش پڑی تھی دشمن نے بامیان سے فرار ہونے سے پہلے سب قیدیوں کو رسی سے باندھ کر شہید کر دیا اور بعد میں گرنیڈ پھینک کر بھاگ گیا تھا، اس بے رحم قوم نے فرار ہونے سے پہلے اپنے دل کی نفرت اور غصہ بے بس قیدیوں کو قتل کر کے نکالا، ہمارے ساتھیوں نے اقوام متحدہ کے دفتر میں اپنی قرار گاہ بنائی، بامیل میں ہزارہ قوم آباد تھی جو سب شیعہ مذہب کے پیروکار تھے اور یہاں بدھ مت مذہب کے دو بڑے بت بھی بنے ہوئے تھے ایک مرد کا اور دوسرا عورت کا مرد کے بت کی لمبائی پچاس گز تھی اور عورت کے بت کی لمبائی تیس گز تھی یہ بت سرخ پہاڑ کو کاٹ کر محراب میں بنائے گئے تھے اور ان کے نیچے بہت سے کمرے بنائے گئے جو خوبصورت نقش و نگار سے سجے ہوئے تھے طالبان

کے آنے سے پہلے اقوام متحدہ نے یہاں ایک بورڈ لگایا ہوا تھا جس پر لکھا ہوا تھا (اس جگہ پاک صاف ہو کر آئیں اور یہاں جھوٹ مت بولیں) شیعوں نے بتوں پر ایک بہت بڑا پردہ لگایا ہوا تھا جس کو ہفتے میں ایک دن اٹھایا جاتا اور ہر آنے والے سے پیسے لیتے جب طالبان وہاں پہنچے تو ملا دوست محمد شہیدؒ نے ٹینک کے چار گولے بڑے بت پر فائر کئے جو بالکل نشانے پر لگے جس کی وجہ سے بت بہت بدصورت لگ رہا تھا، بامیان میں ایرانی اور دوسری غیر ملکی تنظیموں نے بہت کام کیا تھا ایران نے اپنا قونصل خانہ بھی اسی جگہ بنایا ہوا تھا اور دو ائیر پورٹ بھی بنا کر دیئے ہوئے تھے اسی طرح اقوام متحدہ نے اپنے دفتر کے ساتھ ساتھ ہسپتال بھی بنا کر دیئے ہوئے تھے جن میں اتنی زیادہ اور ایسی قیمتی ادویات تھیں جو ہم نے اس سے پہلے پورے افغانستان میں نہیں دیکھیں، طالبان نے پورے ضلع میں اسلحہ جمع کرنے کے لئے گروپ روانہ کئے مگر دشمن کے جو فوجی پہاڑوں میں بھاگ گئے تھے موقع ملتے ہی طالبان پر حملے کرنے لگے۔

بامیان کے بتوں کی تباہی و بربادی

بامیان میں تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ امیر المؤمنین کی طرف سے حکم ہوا کہ ''بتوں کو توڑ دیا جائے جب یہ خبر کافروں کو ہوئی تو پوری دنیا نے شور مچانا شروع کر دیا اور عالم کفر نے طالبان سے رابطے کرنے شروع کر دیئے بعض ممالک کی طرف سے طالبان کو بڑی بڑی پیش کش کی گئیں اگر طالبان بت توڑنے سے باز رہیں تو ان کی ہر طرح سے مالی معاونت کی جائے گی اور جاپان نے طالبان کو پیش کش کی کہ اگر وہ بتوں کو نہ توڑیں تو جاپانی حکومت کی طرف افغانستان کی تمام سڑکیں پکی کی جائیں گی، اسی طرح ہندوستان کی طرف سے بھی بہت شور ہوا کہ اگر طالبان نے بتوں کو توڑا تو یہ ان کے لئے اچھا نہیں ہوگا مگر امیر المؤمنین نے سب پیش کشیں مسترد کر دیں اور سب کو ایک ہی جواب دیا جو سلطان محمود غزنوی نے سومنات کو تباہ کرنے سے پہلے کفار کو دیا تھا (میں اپنے آپ کو تاریخ میں بت شکن کہلوانا چاہتا ہوں نہ کہ بت فروش) اس کے بعد امیر المؤمنین نے کفر کے ان نام نہاد خود ساختہ خداؤں کو فوراً مٹانے کا حکم دے دیا اس حکم کے بعد طالبان نے سات سو کلو انتہائی طاقت ور بارود اور کئی

سو مائنوں کے ذریعے بتوں کو پاش پاش کر دیا اس کے بعد امیر المؤمنین نے تمام صوبوں کے گورنروں کو حکم دیا کہ ہر صوبے میں کفارے کے طور پر دو دو گائے ذبح کی جائیں کہ ہم نے بتوں کو توڑنے میں اتنی تاخیر کر دی اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دے میں اس وقت سمنگان میں تھا تو ہم نے بھی امیر المؤمنین کے حکم پر دو گائے ذبح کر کے ضلع کے مسکین وغریب لوگوں میں تقسیم کر کے اس عظیم کارِخیر میں حصہ لیا۔

امیر المؤمنین نے ایک تیر سے دو شکار کئے ایک تو کافروں کے نام نہاد خداؤں کو توڑ کر یہ ثابت کر دیا کہ تمہارے یہ خدا جب اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تو تمہاری کیا کریں گے اور دوسری طرف ہندو جن کی عبادت کرتے ہیں اور جن کو اپنا خدا مانتے ہیں ان کو ذبح کر کے ہندوؤں پر مسلمانوں کی عزت ثابت کر دی۔ جب طالبان اس کام سے فارغ ہوئے تو امیر المؤمنین نے تمام دنیا کے اخباری نمائندوں کو اجازت دی کہ وہ بامیان جا کر کفر کے مصنوعی خداؤں کا حال دیکھ لیں بہت سے صحافی ایک طیارے پر بامیان پہنچے، ان میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو اسی مذہب سے تعلق رکھتے تھے، جب انہوں نے بتوں کے ٹکڑے دیکھے تو بعض نے رونا شروع کر دیا جب یہ لوگ واپس جانے لگے تو تلاشی کے دوران مولوی عبدالمنان حنفیؒ نے ایک عورت کی جیب سے ٹوٹے ہوئے بت کا ٹکڑا نکالا جو اس نے برکت کے لئے اپنی جیب میں رکھا ہوا تھا، مولوی اسلام کو بامیان کا مسؤل بنایا گیا اور تمام ادارے ترتیب دینے کے بعد ملا برادر اخند اپنے لشکر کے ساتھ واپس آگئے اور خنجان کے مقام پر آکر دونوں طرف مورچے بنا لئے ایک پنج شیر کے راستے پر اور دوسرا کابل مزار کی عمومی سڑک پر اس جگہ طالبان کی احمد شاہ مسعود کے ساتھ بہت سخت جنگ ہوئی اور اس کے فوجی بہت شدید حملے کرتے رہے جب طالبان نے جوابی حملہ کیا تو دشمن نے پیچھے سے راستہ بند کر دیا اور جگہ جگہ جنگ شروع ہوگئی یہاں طالبان کو بہت نقصان ہوا بہت سے طالبان شہید و زخمی ہوئے، جن میں ہمارے قریبی ساتھی محمد قاسم شہیدؒ بھی تھے جو بہت ہی اچھے اخلاق والے ساتھی تھے، اور کافی تعداد میں گرفتار کر لئے گئے اور پچاس کے قریب گاڑیاں دشمن کے قبضے میں چلی گئیں باقی طالبان اپنی جگہ پر واپس آگئے اور تحریک کے آخر تک محاذ اسی جگہ پر رہا، دشمن کے لئے یہ محاذ بہت ہی محفوظ اور مضبوط تھا، اور اس محاذ پر دشمن کو شکست دیئے بغیر اس علاقے پر قبضہ ناممکن

تھا طالبان نے دشمن کو ہٹانے کے لئے کئی بار کوشش کی مگر کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور بہت سے ساتھی اس محاذ پر شہید و زخمی ہوئے جن میں ہمارے ایک قریبی ساتھی جہادی مدرسے کے امیر حافظ فیض اللہ بھی شامل تھے، نو ستمبر ۲۰۰۱ کو جب احمد شاہ مسعود ہلاک ہوا تو اس سے ایک دن بعد طالبان نے بہت بڑا حملہ کیا اور اللہ کے فضل سے دشمن کو شکست دی اور دشمن بھاگ گیا۔

11 ستمبر کے بعد کے حالات اور امیر المؤمنین

احمد شاہ مسعود کے ہلاک ہونے کے بعد طالبان بہت خوش تھے کیونکہ ایک تو ان کا دشمن ہلاک ہوگیا تھا اور دوسرا مشکل ترین محاذ بھی فتح ہوگیا تھا مگر ان درویشوں کو کیا معلوم تھا کہ اب ان علاقوں میں ان کی آخری فتح کے بعد ان کا مقابلہ ایک ایسے دشمن سے ہونے والا ہے جو اسلام کا سب سے بڑا دشمن ہے جو انتہائی مکار اور بے غیرت بھی ہے اور اس کی ازل سے یہ کوشش رہی ہے کہ اسلام غالب نہ آنے پائے اور مسلمان ہمیشہ ہماری غلامی میں رہیں مگر اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اسلام کو ہی غالب کرے گا، ۱۱ستمبر کے حملوں کا الزام ایسے لوگوں پر لگایا گیا جن کے پاس نہ تو کوئی فوج تھی اور نہ جدید اسلحہ اور ایف سولہ، بی باون طیارے ان کے پاس ایک ہی طاقت تھی اور وہ ایمان کی طاقت تھی جس سے پوری دنیا کا کفر ڈر رہا تھا، عالم کفر نے طالبان کو بھی آج کے نام نہاد مسلمانوں کی طرح سمجھا جو پیسوں کے لئے اپنا ایمان اور عزت تک بیچ دیتے ہیں اور امیر المؤمنین کو انہوں نے دوسرے نام نہاد مسلمان حکمرانوں کی طرح سمجھ کر آنکھیں دکھانا شروع کیں بش اور بلیئر نے سوچا کہ ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ بھی دوسرے منافق حکمرانوں کی طرح ان کے تلوے چاٹنے شروع کردیں گے اور ان سے معافیاں مانگنے لگ جائیں گے۔

مگر ان کو کیا معلوم تھا اس کی ماں نے اس کا نام عمر رکھا ہے اور اس کے خون ریز معرکوں اور جسم پر لگنے والے زخموں نے اسے مجاہد کا لقب دیا ہے اس اللہ کے شیر نے سینہ تان کر اور کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کا ہر مطالبہ ماننے سے صاف انکار کردیا جب دوسرے مسلمان حکمرانوں کو اشارہ کیا تو وہ سب وائٹ ہاؤس کے سامنے قطاروں میں کھڑے

ہوگئے اور بے شرمی اور بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا مکمل تعاون کرنے لگے جب امیر المؤمنین نے تمام دنیا کے مطالبے مسترد کردیئے تو امریکہ نے اپنے حواریوں کو ساتھ لے کر امارت اسلامی پر حملہ کردیا تمام عالم کے لوگ دانتوں میں انگلیاں دے کر امریکہ و اتحادیوں کی بمباری کو دیکھتے رہے امریکی طیارے دن رات مسلمانوں پر بارود کی بارش کرتے رہے دو ماہ کی اس بارودی بارش سے ڈیڑھ سو مسجدیں شہید کردی گئیں ہسپتالوں کو جان بوجھ کر نشانہ بنایا گیا مدارس پر کروز گرائے گئے اور تیس ہزار سے زیادہ معصوم لوگوں کو شہید کردیا گیا بستیوں کی بستیاں صفحہ ہستی سے مٹا دی گئیں امیر المؤمنین نے اجلاس بلایا جس میں سات سو علماء شامل ہوئے سب نے فتویٰ دیا کہ امریکہ کے خلاف جہاد فرض ہوگیا ہے۔

اسی طرح پاکستانی علماء کا ایک وفد امیر المؤمنین سے ملاقات کے لئے قندھار آیا جس میں مولانا حسن جان صاحب، مفتی تقی عثمانی صاحب، مولانا محمد احمد صاحب، اور مولانا سلیم اللہ خان صاحب شامل تھے جب یہ لوگ واپس لوٹے تو شیخ حسن جان صاحب نے تمام سفر کی کارگزاری چمن کے ایک مدرسے میں سنائی کہ ہمارے امیر مولانا تقی عثمانی صاحب تھے اور متکلم بھی وہی تھے جب ہم امیر المؤمنین کی مجلس میں بیٹھ گئے تو ہماری طرف سے سب خاموش تھے امیر المؤمنین نے مجلس کا سکوت توڑا اور دوٹوک الفاظ میں بولے آپ لوگوں کی یہاں تشریف آوری کا مقصد شیخ اسامہ کا مسئلہ ہے اگر اللہ تعالیٰ کو طالبان کی حکومت منظور ہوئی تو دنیا کی کوئی طاقت اس کو ختم نہیں کرسکتی اور اگر اللہ نے اس کو ختم کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے تو کوئی اس کو قائم نہیں رکھ سکتا۔

شیخ حسن جان صاحب نے بتایا کہ یہ شخص (امیر المؤمنین) اسلام کا نمونہ ہے اور عجیب توکل والا آدمی ہے مگر افغانستان کی قوم بدبخت ہے جو ایسے مرد مجاہد کی عطا پر اللہ کا شکر نہیں ادا نہیں کرتی۔ جب امریکہ نے اس کا اعلان کردیا کہ میں افغانستان پر حملہ کرکے اسے صفحہ ہستی سے مٹادوں گا اور وہ مکمل تیاری کرکے پہنچ گیا تو امیر المؤمنین نے کئی دفعہ اپنی اسلام پسند قوم کو جس نے روس کو شرم ناک شکست دی تھی خطاب کیا اور ہر بار مجاہدین کو تیار رہنے کا حکم دیا۔

امیر المؤمنین کا خطاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد السلام علی من اتبع الھدیٰ ! امریکہ اور اس کے چند مزدور افغانیوں تمہاری طالبان کے بارے میں بڑی گھٹیا سوچ ہے طالبان کی حکومت ظاہر شاہ کی حکومت کی طرح نہیں، جس کا بادشاہ خود روم چلا جائے اور جس کی فوج نے اپنے آپ کو دوسری حکومت کے حوالے کر دیا۔ یہ طالبان کی حکومت ہے جو منظّم جہادی گروپوں پر مشتمل ہے اگر ہم سے تمام سرکاری ادارے اور شہر چلے جائیں اور امریکہ اور اس کے دوست ان پر قبضہ کرلیں تو یہ گروپ پہاڑوں اور جنگلوں میں چلے جائیں گے پھر تم لوگوں کا کیا حشر ہوگا یقیناً تمہارا حشر بھی روس کی طرح ہوگا روس دور میں مجاہد روسی فوجوں کا پیچھا کر رہے تھے اب امریکیوں کا پیچھا کریں گے اور جہاں ان کو پائیں گے وہاں ان کو قتل کریں گے۔

اے امریکیو! اور ان کے غلاموں اپنے آپ کو دھوکے میں نہ ڈالو تمہارے اعمال کا نتیجہ بہت سخت ہوگا تم جس جگہ بھی مجاہدین کے ہاتھ لگ گئے تمہیں قتل کر دیا جائے گا اور یاد رکھو تمہیں افغانستان میں سے کچھ حاصل نہیں ہوگا انشاء اللہ یہ بیس سالہ تجربہ ہے یاد رکھو یہاں قابض ہونے کے خواب دیکھنے والے کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے اور ان کا حال بھی روس کی طرح ہوگا اے افغانیوں بہت عرصہ بعد یہاں امن آیا ہے اور اسلامی نظام قائم ہوا ہے اور افغانیوں کو خوشی اور سکون نصیب ہوا ہے اس امن کو بدامنی میں تبدیل نہ کرو اور اس اسلامی نظام کو کفری نظام میں تبدیل نہ کرو، اے افغانی امریکیو! تم کو شرم نہیں آتی کہ تم کافروں کا ساتھ دے رہے ہو تم اتنے بے شرم ہو گئے ہو ہمارے لئے روس اور امریکہ میں کیا فرق ہے؟ روس کیمونسٹ کافر تھا وہ افغانستان میں داخل ہوا اور اب امریکہ بھی کافر ہے اور وہ بھی افغانستان میں داخل ہونا چاہتا ہے، مخلوق میں تمہارا کردار کیسا ہوگا، تمہاری حکومت کیسی ہوگی کیا تم افغانستان کی عوام کو نہیں جانتے اور جو لوگ پہلے گزر گئے ان کا کیا کردار تھا۔

انسان میں تھوڑی سی شرم ہونی چاہیے بیس سال سے یہ مخلوق آگ میں جل رہی ہے اور تم لوگ اور کوشش کر رہے ہو کہ یہ لوگ اسی طرح جلتے رہیں اور یہ از سر نو جلنے لگ

جائیں اب پچانوے فیصد اس زمین پر امن وسکون آیا ہے اور قتل و غارت و پھاٹک شاہی اور ہر قدم پر بادشاہی ختم ہوئی ہے اسی وجہ سے لوگ آرام کی زندگی گزار رہے ہیں تم لوگوں کو صرف اتنی تکلیف ہے کہ تم کو کرسی نہیں ملی اور تمہارے منہ سے حرام کا وہ لقمہ چھین لیا گیا جو پہلے تمہارے منہ میں تھا، کیا یہ مسلمان تم کو نہیں جانتے کہ جھوٹ اور چاپلوسی سے کام لے رہے ہو، یہ غیرت مند مسلمان تمہارا جھوٹ سن رہے ہیں اگر ان کا ہاتھ تمہاری گردن تک پہنچے تو تم اپنا حال دیکھو، اور یہ لوگ مسلمان ہیں یہ کسی صورت کفار کی غلامی قبول نہیں کریں گے، اے امریکیو! اس بات کو سمجھ لو کہ تم پر جو حملے ہو رہے ہیں یہ سب تمہارے کرتوتوں کا صلہ ہیں، یہ دہشت گرد کون ہیں اور یہ کیا چاہتے ہیں تم نے کبھی ایسے آدمی کو دیکھا ہے جو بغیر کسی غرض کے اپنے آپ کو آگ میں دھکیل دے تمہیں ان آگ میں جلنے والوں کی غرض کا پتہ لگانا چاہیے تم صرف جھوٹ اور فریب سے کام لے رہے ہو۔

بس دہشت گرد دہشت گرد کی رٹ لگائی ہوئی ہے، یہ سب تمہارے برے اعمال کا نتیجہ ہے جو تم نے لوگوں کو نقصان پہنچایا ہے یہ دہشت گرد پاگل نہیں ہیں ایک پاگل ہوگا یا دو پاگل ہوں گے سب مسلمان تو پاگل نہیں ہو سکتے ساری دنیا تمہارے جھوٹ سے واقف ہے ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہے اگر تم اپنے وسائل پر غرور کر رہے ہو تو تمہاری طاقت اور اسلحہ زیادہ سہی مگر میری بھی ایک بات سن لو، اسلحہ انسان کو مار سکتا ہے مگر موت سے بچا نہیں سکتا (یہ الفاظ امیر المؤمنین نے تین دفعہ کہے) اگر اسلحہ انسان کو موت سے بچا سکتا تو تمہارے پاس تو بہت اسلحہ ہے ۱۱ ستمبر کو تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ اور یہ جان لو کہ اگر تم نے اپنا یہ رویہ تبدیل نہ کیا تو یہ آگ تمہارے خاتمے تک جلتی رہے گی۔

اے امریکیو! مسلمانوں کا پیچھا چھوڑ دو اور عرب ممالک سے نکل جاؤ اور ان کی حکومتیں ان کے حوالے کر دو اور مسلمانوں کے معاملات میں دخل اندازی مت کرو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تم تو اللہ کی قسم ساری زندگی پریشان رہو گے، پریشان رہو گے، پریشان رہو گے۔ اے افغانیوں تمہارے لئے ضروری ہے کہ امریکہ کا مقصد پورا نہ ہونے دو اپنے دین اور وطن کی طرف دیکھو اگر تمہیں اسلامی قانون کی کوئی پرواہ نہیں ہے تو اسلام بھی کسی کی پرواہ نہیں کرتا، تمہارا قتل ہمارے لئے جائز ہو جائے گا اور تم مردار کہلاؤ گے اگر تم چند دن

کے لئے کرسی پر بیٹھ جاؤ گے تو اس کا کیا فائدہ ہوگا، اور اس کے بعد تمہارا کیا انجام ہوگا؟ اب بھی موقع ہے اللہ سے ڈر جاؤ امریکہ کے جھوٹے وعدوں اور فریب سے دھوکہ نہ کھاؤ، اختیار اور کرسی دینے والی ذات اللہ کی ذات ہے اس ذات کی قسم جس کی قدرت میں تمام اقتدار اور اختیار ہے اگر تمام دنیا جمع ہو جائے تو تم سے ایک ذرہ بھی نہیں چھین سکتی، امریکہ تم لوگوں کا دوست نہیں ہے یہ تمام عالم اسلام کا دشمن ہے، یہ افغانستان کا دشمن ہے اور افغانیوں کا بھی دشمن ہے یہ بے غیرت قوم ہے اور غیرت سے بالکل خالی ہے، اے امریکیو! تم آجاؤ میں بھی دیکھتا ہوں تم کس طرح آتے ہو اور جب تم آجاؤ گے تم اپنا انجام بھی دیکھو گے۔ (انشاء اللہ)۔

امیر المؤمنین کا امریکی حملے سے پہلے دوسرا خطاب

محترم مسلمانوں اور افغانستان کے غیور لوگو!

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! تاریخ میں تیسری دفعہ ہم پر بیرونی جارحیت مسلط ہو رہی ہے آپ لوگ آگاہ ہو جاؤ کہ روس نے ہم پر حملہ کیا تھا کیا یہ اس کی ماں کا حق تھا اس سے پہلے انگریز نے افغانستان پر قابض ہونے کی کوشش کی کیا یہ اس کی ماں کا حق تھا اس وقت اسامہ کہاں تھا اب ہم پر تیسری بار قبضے کی کوشش کی جارہی ہے یہ اسامہ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ ان کی اسلام سے ضد اور دشمنی ہے یہ لوگ نہیں چاہتے کہ کسی ملک پر مکمل اسلامی قانون نافذ ہو اور مسلمان اپنے دینی احکامات کے مطابق زندگی گزاریں امریکہ میں جو واقعہ رونما ہوا ہے ہر شخص جانتا ہے کہ یہ ایک منظّم پلان کا حصہ ہے ایک مہاجر جس کے پاس وسائل بھی نہ ہوں وہ یہ کام کس طرح کر سکتا ہے امریکہ خود جانتا ہے کہ یہ کس کا کام ہے مگر وہ اس کو ہاتھ نہیں لگاتا اسے تو ایک بہانہ چاہیے تھا ایک مکمل اسلامی حکومت پر حملے کے لئے جس حکومت نے پورے دین کو نافذ کیا ہوا ہے اور جو کفر کے لئے بہت بڑا خطرہ بنی ہوئی ہے اے مسلمانوں آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس بحران سے نکلنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے اپنے رب عظیم پر توکل اور صبر واستقامت سے کام لینا یہی کامیابی کا بڑا ذریعہ ہے امریکہ جو ہم پر کروز میزائل پھینکتا ہے ہم بے غیرتی کا مظاہرہ کر کے اس کے میزائلوں سے نہیں بچ

سکتے ، ہر مسلمان نے خود سوچنا ہے کہ وہ اسلام کے لئے کیا کر رہا ہے ان حالات سے خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے مرنا ہے یا جینا ہے ان میں سے ایک کام ضرور ہوگا زندگی یا موت کو ہم فراموش نہیں کر سکتے اگر کوئی ایمان کی حالت میں مرتا ہے تو اس سے بڑی بادشاہی اور کوئی نہیں ہوسکتی، موت تو ضرور آئے گی آج نہیں تو کل اب فیصلہ ہم نے خود کرنا ہے کہ کون سی موت بہتر ہے ایمان اور عزت والی یا کفر اور بے غیرتی والی اپنے ذہنوں سے تمام شکوک وشبہات نکال دو اپنے رب پر توکل کرو اور صبر سے کام لو مسلمان کا اللہ پر توکل ہی سب سے بڑا سہارا ہے وانتم الاعلوم ان کنتم مؤمنین صرف یہ اسلام نہیں ہے کہ تم نے یہ کہا، میں مسلمان ہوں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر امتحان ڈالتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کافر اگر مسلمانوں پر حملہ کریں تمہارا کیا کردار ہوگا۔

آپ کا ایمان آپ کو کیا کہتا ہے آرام سے بیٹھ کر نظارہ کرو یا کفار کے ساتھ مل جاؤ یا مجاہدین سے مل جاؤ ایسے حالات پیدا کر کے اللہ تعالیٰ خبیث اور طیب کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہتے ہیں لیمیز الخبیث من الطیب اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ نہ امریکہ رہے اور نہ اسکے کروز رہیں، روس نے لاکھوں انسانوں کا خون بہایا اور انگریزوں نے بھی قتل عام کیا اللہ تعالیٰ نے ان بڑے بڑے قاتلوں کو ختم کر دیا۔

اے مسلمانو! اگر تم نے قربانی نہ دی اور اپنے دین پر غیرت نہ دکھائی تو تمہارا حشر بھی ان قوموں کی طرح ہوگا جن کو اللہ نے سب کچھ ہوتے ہوئے ذلیل کر دیا اور ان کا ایمان اور غیرت ان سے چھین لی گئی۔ آج وہ قومیں غلامی کی زندگی گزار رہی ہیں آج کسی مسلمان ملک کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے لئے اور اپنی حفاظت کے لئے وسائل جمع کرے، یہ صرف امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا حق ہے۔

اے غیرت مند مسلمانو! جب روس افغانستان میں آیا تھا تو ہم سب نے مل کر اس کے ساتھ جہاد کیا اور اپنے جسموں پر زخم کھائے ہزاروں بچے یتیم ہوئے اور لاکھوں عورتیں بیوہ ہوئیں یہ سب ہم نے اسلام اور دین کے لئے برداشت کیا اب کیا ہوگیا ہے کہ امریکہ اور برطانیہ کافر نہیں کیا ہم پر جو حملہ آور ہیں یہ مسلمان ہیں؟

اے مسلمان بھائیو! دھوکہ مت کھاؤ امریکہ بھی کافر ہے اور جو اس کے ساتھ ہیں

وہ بھی کافر ہیں اپنا ایمان اور اپنی غیرت مدنظر رکھو اور موت سے نہ ڈرو کیونکہ موت تو ایک دن آنی ہی ہے کیونکہ ایمان والی موت آئے اور اگر ایمان والی موت نہ ملی تو ایسی موت پر افسوس ہے تمام دنیا کے مسلمانوں کو ہم یہ پیغام دیتے ہیں کہ وہ افغانستان کے مسلمانوں کی مدد کریں اور ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں اور ان کے ساتھ کھڑے ہو جائیں آج اگر یہ آگ یہاں لگی ہے تو کل تمہارے گھر میں بھی لگ سکتی ہے اس آگ کو بڑھ کر اسی جگہ ہی ختم کردو، اور یاد رکھو کہ اب ان کی ہلاکت کا وقت قریب آگیا ہے انشاء اللہ ہمت سے کام لینا ہے اور اسلام پر غیرت دکھانی ہے۔

افغانستان کے لوگوں نے بھی تو جہاد ہی کے ساتھ روس اور اس سے پہلے انگریز کو افغانستان نکالا تھا اس لئے اب ہر مسلمان قربانی کے لئے تیار ہو جائے انشاء اللہ فتح ہماری ہوگی یہ اللہ کا وعدہ ہے وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو'' اے افغانیو! میں ذرا بھی ان لوگوں سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی مجھے کوئی خوف ہے ہمارا اقتدار بھی خطرے میں ہے اور زندگی بھی میں سب کچھ قربان کردوں گا مگر اسلام کے خلاف ان سے کوئی معاہدہ نہیں کروں گا مجھے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اگر میں ان بے دین لوگوں سے معاہدہ کرلوں تو میری حکومت عزت اور دنیاوی مال و دولت سب برقرار رہے گا جس طرح دوسرے مسلم ممالک کے حکمرانوں کا ہے لیکن میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا میں سب کچھ چھوڑنے کے لئے تیار ہوں اس دین اسلام کے لئے، آپ لوگ بھی قربانی کے لئے تیار ہو جائیں انشاء اللہ میں اپنی زندگی میں مسلمانوں کے لئے ایسی چیز نہیں چھوڑوں گا جو ان کے لئے شرمندگی کا باعث ہو میں اسلام کے جھنڈے کو نیچے نہیں ہونے دوں گا اگر تم لوگوں نے فرعون کی بات مان لی تو سمجھ لو کہ تم نے مسلمانوں کا جنازہ نکال دیا قرآن آپ کے سامنے موجود ہے لاؤ اس کو دیکھو کہ کیا درس دیتا ہے میں بھی وہی بات کرتا ہوں جو قرآن کہتا ہے، میں کسی کو دھوکہ نہیں دے رہا آخر میں ایک بار پھر کہہ رہا ہوں مسلمانوں دنیا کی فکر مت کرو اور غفلت چھوڑ دو اور بیدار ہو جاؤ جھوٹی خبروں پر یقین مت کرو اپنے ایمان اور اسلام پر ثابت قدم رہو، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کی زندگی اور ایمان کی موت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین وسلام علی من التبع الہدی۔

افغانستان پر امریکی حملہ

اس وقت حالات بہت گرم تھے تمام دنیا طالبان کی طرف دیکھ رہی تھی کہ یہ بے سروسامان لوگ وقت کی سپر پاور اور اس کے اتحادیوں کا مقابلہ کس طرح کرتے ہیں، طالبان سروں پر کفن باندھ کر میدانوں میں اتر پڑے ہر مجاہد کے چہرے پر سکون اور اطمینان تھا ایک طرف امریکہ اور اس کے اتحادی اور دوسری طرف شمالی اتحاد جو برسوں سے طالبان کے ساتھ محاذ آرائی میں مصروف تھا اب انہوں نے بھی اپنی منافقت اور دین دشمنی کا کھل کر مظاہرہ کیا ہے، سب سے پہلے فضائی حملے شروع کئے گئے ۱۷ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو امریکی او اتحادی طیاروں سے کابل وقندھار پر بارود کی بارش کی گئی اور ہسپتالوں سکولوں کے علاوہ عام آبادی کو نشانہ بنایا گیا اور اپنے بغض کی آگ کو عام لوگوں کے خون سے بجھاتے رہے اس وقت میں چند دن کے لئے گھر گیا ہوا تھا عشاء کی نماز کے بعد فون پر ایک ساتھی نے حالات بتائے تو فوراً باڈر کی طرف روانہ ہوا لیکن پاکستانی پولیس نے مجھے باڈر کراس نہیں کرنے دیا تو ہم نے ایک دوسری جگہ سے باڈر کراس کیا میں نے حالات کے بارے میں پولیس کے سربراہ سے بات کی کہ یہ باڈر کا علاقہ ہے اور یہاں بہت سے لوگوں کا سامان اور مال پڑا ہے شر پسندوں کی لوٹ مار سے بچنے کے لئے یہاں اقدامات ضروری ہیں تو انہوں نے کرفیو نافذ کردیا، تمام رات طیاروں کی بمباری ہوتی رہی اور کروز چلتے رہے کوئی طیارہ ائیر پورٹ پر بم برسا رہا تھا تو کوئی گھروں پر امیر المؤمنین کے گھر پر بھی دو کروز مارے گئے اور طالبان کے چھوٹے چھوٹے بڑے ٹھکانوں پر بم برسائے جاتے رہے جب بمباری طول پکڑ گئی تو شمالی اتحاد کی درخواست پر طالبان اور شمالی اتحاد کے محاذ پر بمباری شروع کی گئی چنانچہ امریکی طیاروں نے تخار اور بگرام کے محاذوں پر بمباری سے خصوصی آپریشن شروع کیا جب ایف سولہ اور دوسرے جیٹ طیاروں سے خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوئی تو بی باون سے بموں کی بارش شروع کر دی گئی اب شمالیوں نے بھی طالبان پر حملے کرنے شروع کردیئے وہ ہر روز چڑھائی کرتے مگر طالبان ان کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بنے ہوئے تھے جب بھی دشمن نے طالبان پر چڑھائی کی اور اپنی لاشیں اور اسلحہ تک چھوڑ کر بھاگ گیا مزار شریف شولگرہ کے محاذ پر دوستم اور

استاد عطا جو مسعود کا معاون تھا انہوں نے طالبان پر پیدل حملے شروع کئے اور ان کے ساتھ امریکی طیارے فضائی حملے کرتے رہے جدید سے جدید بم استعمال کئے گئے اسی طرح دشمن نے کچھ اور گروپ بنائے اور طالبان کے راستے بند کرنے شروع کردیئے اور ہر صوبے میں اپنی سازشیں تیز کردیں تو امیر المؤمنین نے حکم دیا کہ شولگرہ کا محاذ چھوڑ دو تو طالبان نے اس محاذ کو چھوڑ کر مزار کی طرف جانا شروع کردیا ادھر امریکی طیاروں نے قافلوں پر بمباری شروع کردی جب یہ بمباری تیز ہوگئی اور طالبان کا مزار میں بھی رہنا مشکل ہوگیا تو انہوں نے مزار سے بھی انخلاء شروع کیا جب طالبان تاشقرغان پہنچے تو اس قافلے کو بمباری سے بہت نقصان ہوا اور گاڑیوں کا راستہ بھی بند ہوگیا تو طالبان نے یہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ قندوز کی طرف سفر شروع کیا اور اسی راستے سے قندوز میں داخل ہوئے اور امریکی طیاروں کی بمباری کا مقابلہ کرتے ہوئے رات بارہ بجے یہاں سے بھی انخلاء شروع کیا اور پلخمری پہنچے اب حالت یہ ہوگئی تھی کہ طالبان کی کوئی گاڑی بھی حرکت کرتی تو بمباری کا نشانہ بن جاتی اس وقت، تخار، اور پل خمری میں طالبان موجود تھے اور پلخمری میں اکثریت شیعہ لوگوں کی تھی کابل اور پل خمری کا درمیانی راستہ جو بامیان کی طرف سے ہوکر گزرتا تھا بہت خراب اور مشکل تھا جو چھوٹے درہوں پر مشتمل تھا اور دشمن کے لئے بہت آسان تھا کہ جہاں سے چاہے راستہ بند کردے پلخمری کے طالبان کی یہ ذمہ داری لگائی گئی کہ وہ پلخمری سے بامیان جانے والے راستے کی نگرانی کریں تاکہ دشمن کو کسی قسم کی کاروائی کا موقع نہ مل سکے اور نہ ہی وہ یہ راستہ بند کرسکیں قندوز اور تخار کے طالبان کا کابل تک کا راستہ یہی تھا لیکن پلخمری کے طالبان کو بہت سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا ان درہوں میں طالبان پر گھات لگا کر حملے کئے گئے جن میں بہت سے طالبان شہید و زخمی ہوئے اور باقی بچ جانے والے کابل پہنچنے میں کامیاب ہوگئے اس کے بعد دشمن نے اس راستے پر قبضہ کرلیا تو جو طالبان قندوز اور تخار میں رہ گئے تھے ان کے لئے واپس آنے کا راستہ بند ہوگیا اور وہ محاصرے میں آگئے جو طالبان کابل پہنچے ایک دن بعد ہی کابل کا بھی وہی حال ہوا، بگرام سے دشمن نے کابل پر قبضہ کرلیا بچے کچے طالبان قندھار پہنچنے لگے اس وقت طالبان کے زیر کنٹرول ہرات اور اس کے قریبی اضلاع کے علاوہ قندھار اور اس کے قریبی اضلاع تھے اور تخار اور قندوز میں طالبان محاصرے میں تھے۔

قندوز کی حالت

قندوز شہر میں طالبان کی ہر روز جھڑپیں ہوتیں دشمن بار بار پیش قدمی کرتا مگر طالبان اس کو پسپا کر دیتے امریکی طیاروں نے پہلے طالبان کے مورچوں کو نشانہ بنایا مگر جب طالبان پیچھے نہیں ہٹے تو امریکیوں نے بزدلی اور بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قندوز کی شہری آبادی پر بمباری شروع کر دی تا کہ عوام طالبان کی مخالف ہو جائے کہ طالبان کی وجہ سے ہم پر بمباری ہو رہی ہے، مگر طالبان بھی لوگوں کو اس طرح شہید ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے تھے، جب امریکی طیارہ قندوز شہر کے اوپر آتا تو طالبان پہاڑوں پر چڑھ کر طیاروں کو اپنی طرف آنے کے اشارے کرتے تا کہ وہ عام لوگوں پر بمباری نہ کرے مگر طیارہ عام لوگوں پر ہی بم برسا کر چلا جاتا اب طالبان کے پاس محاصرے کی وجہ سے اسلحہ اور دوسری اشیاء ختم ہونا شروع ہوگئی سینکڑوں مجاہدین اسی حالت میں پڑے تھے اور دشمن عام آبادی پر بمباری کر کے طالبان کو مجبور کر رہا تھا کہ وہ اسلحہ ڈال دیں دو ہفتے یہ خونی کھیل جاری رہا آخر تنگ آ کر دوستم نے طالبان کو مذاکرات کی دعوت دی جب طالبان نے قائدین سے رابطہ کیا تو علماء کی طرف سے فتویٰ کے ساتھ یہ حکم دیا گیا کہ اگر ایک طالب کی جان بھی بچ سکے تو اسے بچاؤ مشورے کے بعد طالبان کا ایک وفد مزار کی طرف مذاکرات کے لئے روانہ ہوا تو دوستم نے خود وفد سے بات چیت کی اور بہت سے وعدے اور قسمیں کھائیں کہ اگر آپ جنگ بند کر دیں تو ہم طالبان کو قندھار جانے کا راستہ دے دیں گے، اس طرح جنگ بند ہوگئی اور طالبان اپنی گاڑیوں میں قافلوں کی صورت میں نکلے پہلے قافلے جیسے ہی قندوز سے نکلے تو امریکی طیاروں نے ان پر بم برسانے شروع کر دیئے اور پورے قافلے کو تباہ و برباد کر دیا اور پورے کے پورے قافلوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا جب کہ ان کے ساتھ ہونے والے دھوکے کی خبر قندوز میں موجود مجاہدین کو بھی نہ ہوئی اسی طرح جو گروپ بھی قندوز سے نکلتا اسے بمباری کا نشانہ بنایا جاتا، اس طرح دشمن طالبان کی طاقت کو تقسیم کرنے میں کامیاب ہوگیا اور قندوز میں رہ جانے والے طالبان آنے والے وقت سے بے خبر تھے اب جو قافلہ شہر سے نکلتا اس سے اسلحہ لے لیا جاتا اور ان کے ہاتھ باندھ کر ان کو کنٹینروں میں ڈال دیا جاتا ایک ایک کنٹینر میں

تین تین سو طالبان کو ڈال دیا گیا جن میں سے بہت سے مزار جاتے ہوئے دم گھٹنے سے راستے میں ہی شہید ہوگئے۔ جب تمام طالبان سے اسلحہ لے لیا گیا تو طالبان کو شبرغان جیل کی طرف جب کہ خارجی مجاہدین کو قلعہ جنگی کی طرف روانہ کردیا گیا اور مزار شریف جانے والے وفد کو بھی گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کردیا گیا۔

قلعہ جنگی کی داستان

رشید دوستم سے جنگ بندی کا معاہدہ طے ہونے کے بعد طالبان کا ایک قافلہ جس میں عرب اور غیر ملکی مجاہدین شامل تھے رمضان میں قندوز سے مزار کی طرف روانہ ہوا جب یہ قافلہ مزار کے قریب پہنچا تو دوستم کے سپاہیوں نے مطالبہ کیا کہ اسلحہ ہمارے حوالے کر دیا جائے ورنہ قافلے کو آگے نہیں جانے دیا جائے گا اس قافلے کے ذمہ دار حضرات نے قندوز رابطہ کیا اور صورت حال بتائی قندوز سے انہیں کہا گیا کہ آپ لوگ خود صورت حال کے مطابق فیصلہ کرو حالات کو دیکھتے ہوئے طالبان نے اپنا اسلحہ ان کے حوالے کردیا اب طالبان کی گاڑیوں کو مزار شریف سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر قلعہ جنگی لے جایا گیا جب یہ قافلہ قلعہ جنگی پہنچ گیا تو گاڑیوں سے اتار کر ایک ایک کر کے ہر آدمی کی تلاشی لی جاتی اور قطاروں کے اندر بٹھا دیا جاتا اسی دوران ایک عربی مجاہد نے ٹرک سے چھلانگ لگائی اور دوستم کے ایک بڑے کمانڈر پر گرنیڈ حملہ کردیا خود بھی شہید ہوگیا اور دوستم کے دو کمانڈروں کو بھی مردار کردیا جس میں ایک اسد اللہ ہزارہ قوم کا بڑا کمانڈر بھی تھا اب مجاہدین کو تہہ خانوں میں بند کردیا گیا اور اگلے دن دو دو ساتھیوں کو تہہ خانوں کے اوپر لے جاتے اور سخت تلاشی لیتے اور پیسے جوتے گھڑی واسکٹ غرض ہر چیز لے لی جاتی اور ہاتھ باندھ کر قلعے کے میدان میں قطاروں میں بٹھا دیا جاتا تہہ خانے میں دو دروازے تھے وہ جس سے ساتھیوں کو نکالا جارہا تھا اور دوسرا مشرق کی جانب، تقریباً دس بجے ساتھیوں نے مشرقی دروازہ توڑ کر وہاں موجود فوجیوں پر گرنیڈ حملہ کردیا ایک فوجی موقع پر ہلاک ہوگیا اور باقی فوجی اس غیر متوقع حملے سے بدحواس ہوکر ادھر ادھر بھاگنے لگے کچھ مجاہدین نے بھاگتے ہوئے فوجیوں کا پیچھا کیا اور ان سے ایک کلاشنکوف اور Img گن چھیننے میں کامیاب ہوگئے اور دوستم کے فوجیوں پر حملے شروع

کردیئے اور کچھ ہی دیر میں بہت سے فوجیوں کو مردار کردیا اب جن ساتھیوں کے ہاتھ کھلے ہوئے تھے انہوں نے دوسرے مجاہدین کے ہاتھ کھول دیئے یہ صورت حال دیکھ کر دوستم کے تمام فوجی قلعے سے بھاگ گئے اور اب پورے قلعے اور ایک اسلحہ ڈپو پر مجاہدین کا قبضہ ہوگیا۔

اب دشمن کا اسلحہ اسی پر استعمال ہونے لگا تو دشمن نے ٹینک، مارٹر، توپیں اور ہر قسم کا اسلحہ استعمال کیا مگر اس قلعے میں داخل ہونے میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی دوسرے اور تیسرے دن بھی جنگ ہوتی رہی تو دشمن نے تھک ہار کر امریکی طیاروں سے مدد طلب کی اب طیاروں نے بمباری شروع کی قلعے میں موجود اسلحہ ڈپو نے آگ پکڑ لی جس کے بعد دشمن کا ایک ٹینک قلعے کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہوگیا اور مجاہدین پر تاک تاک کر نشانے لگانے لگا، ادھر مجاہدین کے پاس اسلحہ تقریباً ختم ہوگیا تھا اب ساتھی ایک تہہ خانے میں جمع ہوگئے اور بچے کھچے اسلحے سے دشمن کا مقابلہ کرنے لگے جب دشمن کو بھی معلوم ہوگیا کہ اب مجاہدین بہت کم باقی رہ گئے ہیں جو سب کے سب تہہ خانے میں ہیں تو دشمن نے تہہ خانے میں راکٹ کے کئی گولے برسائے اور گرنیڈ پھینکے مگر مجاہدین نے اپنے آپ کو دشمن کے حوالے کرنے سے انکار کردیا جب دشمن کا اسلحہ تہہ خانے میں موجود مجاہدین کو مجبور نہ کرسکا تو اس نے تہہ خانے میں زہریلی گیس چھوڑ دی مجاہدین صبر کرتے رہے مگر کب تک آخر بعض ساتھی زہریلی گیس کو برداشت نہ کرسکے اور دروازے سے باہر دوڑ پڑے اور باہر جا کر بے ہوش ہوگئے تو دشمن نے ان کو گرفتار کرلیا جب کہ تہہ خانے میں رہ جانے والے تمام ساتھی زخمی تھے چوتھے روز دشمن نے تہہ خانے میں سخت ٹھنڈا پانی چھوڑ دیا دسمبر کی سردی اور زخموں سے چور بھوکے پیاسے تھکے ہوئے مجاہدین اس پانی میں بھی صبر کرتے رہے پانی کی سطح آہستہ آہستہ بلند ہونا شروع ہوگئی اور زخمی ساتھی زندگی کا ساتھ چھوڑنے لگے اور ان کی لاشیں تیرنے لگیں ساری رات اسی طرح گزر گئی اور صبح دشمن کو کسی قسم کی آواز نہ آئی تو اس نے گرنیڈ پھینکے ،آوازیں لگائیں جب اسے یقین ہوگیا تو اس نے تہہ خانے سے پانی نکالا جب پانی نکل گیا تو تہہ خانے میں کچھ شہید اور زخمی پڑے ہوئے تھے زخمیوں کو گھسیٹ کر باہر نکالا اور ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر امریکہ کے حوالے کردیا گیا مزار اور قندوز دشمن کے قبضے میں چلے جانے کے بعد تورن اسماعیل نے بھی اپنی کاروائیاں شروع کردیں اور جگہ جگہ سے طالبان کے راستے بند

کر کے ان پر حملے کرنے لگا اور امریکہ نے طالبان پر بارود کی بارش شروع کر دی تو ملا خیر خواہ نے امیر المؤمنین سے رابطہ کر کے حالات بتائے تو امیر المؤمنین نے ہرات چھوڑنے کا حکم ساتھ کچھ دوسری ہدایات بھی دیں ہرات کے سقوط کے بعد اب طالبان جنوبی علاقوں میں آ گئے۔

ملا عمر مجاہد کے ہاتھ پر موت کی بیعت

جنوبی افغانستان میں طالبان کا کنٹرول قندھار، ہلمند، ارزگان زابل اور قلات میں رہ گیا۔ یہاں کی عوام بھی طالبان کے ساتھ مکمل تعاون کرتی رہی اور طالبان کے شانہ بشانہ مل کر لڑتے رہے۔ حالانکہ ان علاقوں میں روزانہ دو دو سو فضائی حملے ہوتے تھے اور ان حملوں میں عام گھروں کو ہی نشانہ بنایا جاتا تھا کہ عوام طالبان کی مخالف ہو جائے مگر ان لوگوں نے اپنی جان و مال اور بچوں کے ساتھ ساتھ گھروں تک کی قربانی دے کر بھی طالبان کا ساتھ نہ چھوڑا ان کے ساتھ تعاون کرتے رہے، مگر امریکی طیارے عام گاڑیوں کو ہی نشانہ بناتے رہے ضلع دامان کی ایک بستی پر شدید بمباری کی گئی جس میں لوگ شہید ہوئے ان میں زیادہ تر عورتیں اور بچے ہی تھے جس کی تصدیق بعد میں بی بی سی کے نمائندے رحیم اللہ یوسف زئی نے بھی کی کہ ہلاک ہونے والے سب بچے اور عورتیں ہی تھیں۔

ان تمام حالات کے باوجود وہ لوگ اس بات پر آمادہ نہ ہوئے کہ وہ طالبان کو اپنے علاقوں سے نکال دیں دو ماہ دن تک یہ آگ اور خون کا کھیل جاری رہا تو امیر المؤمنین نے عام لوگوں کی ہلاکتوں کے پیش نظر تمام طالبان سے خطاب کیا اور سب سے شہادت پر بیعت لی اور سب کو ہدایت کی کہ ہر ایک اپنی اپنی جگہ جتنا ہو سکے امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے جہاد جاری رکھیں اور فرمایا کہ اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ حکومت چھوڑ کر جنگلوں کو اپنا ٹھکانہ بنائیں تمام کمانڈروں نے وعدہ کیا کہ ہم آخری دم تک جہاد کریں گے اور اپنی طاقت سے بڑھ کر امریکہ کا مقابلہ کریں گے اب امیر المؤمنین کی ہدایات کے مطابق طالبان نے تمام اسلحہ و گولہ بارود پہاڑوں میں منتقل کر دیا اور نئی حکمت عملی پر عمل شروع کرنے لگے میں اس وقت سپین بولدک میں تھا مجھے بھی احکامات موصول ہوئے کہ اپنا اور ساتھیوں کا بندوبست کر لو

اور یہ ضلع چھوڑ دو یہ پوری رات ہم نے اسی ضلع میں گزاری اور صبح ہوتے ہی ریگستان کی طرف نکل گئے۔

یہ پورا دن ریگستان میں گزرا، رات تین بجے ہم نے تمام ساتھیوں کو جمع کیا اور ان سے خطاب کیا۔ میرے معزز ساتھیوں یہ اللہ کا امتحان ہے حکومت آنے جانے والی چیز ہے اس مشکل وقت کو اللہ کی طرف سے آزمائش سمجھ کر برداشت کرنا ہے اور یاد رکھنا ہم نے حکومت چھوڑی ہے جہاد نہیں چھوڑا اور نہ ہی ہم نے کفر سے شکست مانی ہے ہم نے صرف حالات کے مطابق اپنی حکمت عملی تبدیل کی ہے اور شہروں کو چھوڑ کر پہاڑوں کو اپنا محاذ بنایا ہے اس کے بعد سب ساتھیوں نے امیر المؤمنین کی ہدایت کے مطابق شہادت پر بیت کی اس کے بعد ایک ساتھی اٹھا اور طالبان سے مخاطب ہوا ساتھیو! اپنا اپنا اسلحہ اٹھالو اور منتشر ہو جاؤ تمہارے دشمن کو یہ پتہ نہیں لگنا چاہیے کہ تم کون ہو اور موقع ملتے ہی دشمن پر وار کرو اور جب تمہیں امارت کی طرف سے ہدایت ملے تو اس پر عمل کرنا طالبان نے ہر بات پر لبیک کہا اور اپنا اپنا اسلحہ اٹھا کر اپنے اپنے علاقوں کی طرف چل پڑے۔

پاکستانی اہلکاروں کے چنگل میں

میں سحری کے وقت اپنے گھر پہنچ گیا اور عید کے دوسرے دن تک گھر میں ہی رہا چوتھے روز کسی کام کی وجہ سے چمن جانا پڑا وہاں پہنچ کر میں نے ایک ساتھی کو فون کیا کہ فلاں جگہ پر ہوں تم بھی اسی جگہ آجاؤ آپ سے بات کرنی ہے میں اس ساتھی کا انتظار کر رہا تھا کہ چند لیویز فورس والے میرے پاس آکر کھڑے ہوگئے اور ان میں سے ایک مجھ سے مخاطب ہوا ڈی پی او صاحب آپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں آپ کو ہمارے ساتھ ڈی پی او آفس چلنا پڑے گا، میں تھوڑی دیر سوچتا رہا کہ یہ مسلح پولیس والے میرے گھر آئے ہیں کوئی بات ضرور ہے لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ ان پولیس والوں نے نہ مجھے گرفتار کرنے والی حرکت کی اور نہ ہی میرا کوئی ایسا جرم تھا کہ جس سے مجھے کوئی ڈر تھا کہ آنے والے دنوں میں مجھے ڈالروں کے بیچ دیا جائے گا۔ میں نے انہیں کہا آپ لوگ چلیں میں اپنی گاڑی پر آپ کے پیچھے آرہا ہوں جب میں اپنی گاڑی میں سوار ہوا تو میرے ساتھ دو سرکاری اہلکار بھی بیٹھ گئے، جب میں

نے ڈی ایس پی آفس کا رخ کیا تو ایک گاڑی میری گاڑی کے آگے اور ایک پیچھے تھی، اسی طرح ڈی پی او آفس تک پہنچنے تک میری گاڑی کو دونوں گاڑیوں کے درمیان رکھا گیا، جب ہم آفس پہنچے تو وہاں پر کچھ اور لوگ بھی موجود تھے مجھے عزت کے ساتھ بٹھایا گیا اور چائے پیش کی گئی اسی دوران ڈی پی او نے کہا آپ کو ہمارے ساتھ آئی ایس آئی کے دفتر تک چلنا ہے، وہاں آپ سے کچھ بات کرنی ہے جب میں دفتر سے باہر آیا تو دروازے پر میرے دو ساتھی گل بادشاہ اور روز خان ملے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا بات ہے اور یہ لوگ آپ کو کہاں لے جارہے ہیں۔ میں نے ان کو تسلی دی کہ کوئی بات نہیں ہے میں جلدی واپس آجاؤں گا اور آئی ایس آئی کے دفتر کی طرف روانہ ہوگئے۔ آئی ایس آئی کا سن کر میں کھٹک گیا تھا کہ ضرور کسی نے میری مخبری کر دی ہے اور آئی ایس آئی والوں کو افغانستان پر امریکی حملے کے بعد ٹارگٹ دیا گیا تھا کہ ہمیں دہشت گرد پکڑوا کر ڈالر لو اور ترقی لو گویا ان دنوں خفیہ اداروں کے افسران نے بہتی گنگنا میں خوب ہاتھ دھوئے جس کے کئی نمونے آگے چل کر آئیں گے۔ میں اور ڈی پی او اپنی اپنی گاڑی میں سوار ہوئے۔ آئی ایس آئی کے دفتر پہنچ کر ہمیں دفتر کے اندر بٹھایا گیا اور ہمارے لئے چائے منگوائی گئی تھوڑی دیر گزری تھی کہ دفتر کے ایک ملازم نے مجھ سے کہا آپ سے ایک بات کرنی ہے آپ ذرا دوسرے کمرے میں تشریف لے آئیں میں وہاں سے اٹھا اور دوسرے کمرے میں جا کر بیٹھ گیا میں انتظار کرتا رہا کہ ابھی کوئی بات کرنے آئے گا کافی دیر گزرنے کے بعد میں اٹھا اور دروازے کو کھولنا چاہا مگر دروازہ نہ کھل سکا دروازے کو باہر سے تالہ لگا ہوا تھا میں سمجھ گیا کہ معاملہ گڑ بڑ ہے۔ اب میرا شک یقین میں بدل گیا کہ پرویز مشرف کے خفیہ اہلکاران درندوں نے مجھے گرفتار کرلیا ہے اور اب شاید میری گرفتاری پر ایمان کے سوداگر اپنے ایمان وضمیر کو پلیٹ میں رکھ کر امریکہ دہشت گرد اور خنزیروں کی اولاد کو پیش کریں گے۔ میں نے دروازے کو پکڑ کر زور زور سے ہلایا اور ان بے ضمیروں کو مخاطب ہوا کہ مجھے کس طرح دھوکے سے یہاں قید کر دیا تم نے بھی آخر مرنا ہے اور اللہ کے سامنے جواب دینا ہے تم نے اے بے غیرتو! یہ دیر تک میں اپنا غضب ان ضمیر فروشوں پر نکالتا رہا لیکن جگہ عزت' ناموس دل میں گھر کر لیتی ہے۔ اس لیے میرے اس احتجاج پر کسی نے کان نہ دھرے بالآخر دو تین لاتیں مار کر میں نے دروازے کو ہلا کر رکھ دیا۔

دوپہر کے بعد ایک آدمی نے کھڑکی سے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے کھانا کھانا ہے کہ نہیں میں نے کہا نہیں، ظہر کی نماز اسی کمرے میں ادا کی عصر کے قریب میں نے کھڑکی سے آواز لگائی تو ایک شخص نظر آیا میں نے اس سے کہا کہ میں نے وضو کرنا ہے اس نے کہا کہ صبر کرو تھوڑی دیر بعد دو فوجی اندر آئے اور مجھے اس کمرے سے دوسرے کمرے میں لے گئے۔ اس کمرے میں دو بستر لگے ہوئے تھے اور درمیان میں میز پڑی ہوئی تھی، میز پر جگ اور گلاس پڑا تھا اور ساتھ ہی واش روم تھا میں نے عصر کی نماز ادا کی تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور تین فوجی اندر آئے اور آتے ہی انہوں نے کہا بالکل حرکت نہیں کرنا اور آرام سے بیٹھے رہو اس نے میری تلاشی شروع کردی اور میرے پاس جو کچھ تھا نکال لیا تلاشی کے دوران وہ باتیں بھی کرتے رہے ایک نے کہا کیا تم مسلمان ہو میں نے اس کی طرف حقارت سے دیکھا اور اس کو جواب دیا۔ الحمد اللہ میں مسلمان ہوں لیکن تم جیسا نہیں کہ اپنا ضمیر اور ایمان امریکہ کے ہاتھوں میں رہن رکھ کر USA کی غلامی کا پٹہ گلے میں ڈال کر اپنے گردن کو اکڑا کر جگہ جگہ پھرتا رہوں۔ امریکیوں کو ایک انتہائی ہائی ویلیو ٹارگٹ کی صورت تحفہ دے کر ڈالر لینے ہیں تو لے لو ایک سچا پکا مسلمان ہوں اور جو کوئی بھی مسلمانوں پر دہشت گردی مسلط کرے گا میں اس کے خلاف آواز بلند کرتا رہوں گا۔ امریکہ کے خلاف جہاد کی بات کرتا رہوں گا چاہے مجھے اپنی جان پیش کرنی پڑی، میں پیش کردوں گا۔ میرے اس جواب پر ان فوجیوں کے سر شرم سے جھک گئے گھبرا کر چلتے بنے لیکن جاتے ہوئے انہوں نے میز سے جگ گلاس بھی اٹھالیا اور کہا کہ اس کی اجازت نہیں ہے کچھ دیر بعد ایک آدمی روٹی لے کر آیا۔

میں نے روٹی کھائی اسی کمرے میں میرے دن پر دن گزرتے رہے میں سوچتا رہا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہو رہا ہے اور یہ لوگ میرے ساتھ مستقبل میں کیا کریں گے۔ میرا تو پاکستانی حکومت سے کوئی معاملہ نہیں اور نہ میں نے پاکستان میں کوئی غیر قانونی کام کیا ہے چند دنوں بعد انہوں نے مجھے ایک لسٹ دی جس میں وہ سامان درج تھا جو انہوں نے مجھ سے تلاشی کے دوران نکال لیا تھا اور ساتھ مجھے کہا کہ تم کچھ ہی دنوں میں چلے جاؤ گے اسی طرح روزانہ وہ مجھے تسلی دیتے کہ آپ بہت جلد یہاں سے چلے جائیں گے مگر کہاں یہ کوئی نہ بتاتا میں سمجھ رہا تھا کہ گھر کا کہہ رہے ہیں مگر ان کا مطلب کچھ اور تھا سات دن بعد کمرے کا

دروازہ کھلا اور ایک آفیسر کمرے میں داخل ہوا اور مجھ سے مخاطب ہوا کہ اب آپ کی ملاقات ایک ایسی شخصیت سے کروائی جائے گی جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے میں سمجھا کہ کوئی بڑا آفیسر آیا ہوگا، ابھی میں یہی سوچ رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ دوبارہ کھلا اور میری بوڑھی والدہ کمرے میں داخل ہوئیں انہیں دیکھ کر میں واقعی حیران ہوگیا والدہ نے اشک بہاتے ہوئے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا اور انہوں نے بتایا کہ میرا بڑا بھائی اور چچازاد بھائی بھی آئے ہیں مگران کو باہر بیٹھا دیا گیا ہے والدہ صاحبہ سے بات چیت ہوتی رہی وہ کافی پریشان تھیں کیونکہ طالبان کی خبریں سنتی رہتی تھیں میں نے انہیں تسلی دی کہ آپ پریشان نہ ہوں میں انشاء اللہ جلد گھر آجاؤں گا ہماری اس ملاقات کے دوران وہ افسر بھی کمرے کے ایک کونے میں کھڑا ہماری باتوں کوغور سے سن رہا تھا میں نے والدہ صاحبہ کوتسلی دی اور دعاؤں کی درخواست کی اور انہیں رخصت کردیا اسی دن تقریباً رات بارہ بجے ایک آفیسر کمرے میں داخل ہوا اور میری واسکٹ اٹھا کر اس میں سے وہ سامان والی لسٹ نکال لی اور صبح کے وقت میری تصویریں نکالی گئیں۔ اگلے دن دس بجے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور ایک بڑی عمر کے آدمی کو کمرے کے اندر دھکا دیتے ہوئے دروازہ بند کردیا گیا وہ آدمی بڑی مشکل سے خود کو سنبھالتے ہوئے میرے قریب پہنچا اس کے بعد چند فوجی کمرے میں داخل ہوئے اور ان میں ایک مجھ سے مخاطب ہوا کیا تم اسے جانتے ہو میں نے نفی میں سر ہلایا تو اس نے جواب دیا تھوڑی دیر میں پہچان لو گے جب وہ لوگ کمرے سے نکل گئے تو ہم نے آپس میں بات چیت شروع کی اور ہمیں ایک دوسرے کے پہچاننے میں دیر لگی وہ حاجی محمد صادق صاحب تھے جو چمن کے رہائشی تھے اسی گفتگو کے دوران انہوں نے اپنی گرفتاری کی داستان سنائی، میں اپنے گھر کے صحن میں چہل قدمی کررہا تھا کہ ایک دم بہت سے فوجی میرے گھر میں داخل ہوئے اور مجھے گھسیٹ کر باہر لے جانے لگے میرے بچے چیخنے چلانے لگے اور اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے مجھے ان سے چھڑانے کی کوشش کرنے لگے مگر انہوں نے مجھے زبردستی گاڑی میں بٹھایا اور گاڑی تیز رفتاری سے بھگادی میرے بچوں کے رونے کی آوازیں ابھی تک میرے کانوں میں آرہی ہیں۔ اس کے تقریباً چار دن بعد رات کے وقت انہوں نے دروازہ کھولا ہم سو رہے تھے انہوں نے ہمیں جگایا اس کے بعد دو آفیسر کمرے میں داخل ہوئے ان کے ہاتھ میں کچھ

کاغذات تھے انہوں نے مجھ سے سوالات شروع کئے اور پیدائش سے لے کر آخر تک پوچھا او ساتھ ساتھ لکھتے رہے دو گھنٹے تک یہ سلسلہ جاری رہا اس کے بعد وہ چلے گئے، صبح ناشتے کے بعد ایک فوجی آیا کہ آپ کو کہیں لے کر جانا ہے تیاری کر لو ہم نے وضو وغیرہ کیا کچھ دیر بعد ہمیں کمرے سے نکالا باہر کالے شیشے والی ایک گاڑی کھڑی تھی ہمیں گاڑی کے باہر کھڑا کر دیا گیا ہتھکڑیاں لا کر ہمیں پہنائی گئیں ایسی ہتھکڑیاں میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھیں اس کے بعد ہمیں گاڑی میں بیٹھا دیا گیا اور ہمارے دونوں طرف ایک ایک فوجی بھی بیٹھ گیا اب گاڑی کوئٹہ کی طرف روانہ ہوئی اور ہماری گاڑی کے پیچھے ایک اور گاڑی بھی تھی جس میں ایک میجر تھا جو ہماری گاڑی کے فرنٹ والے آدمی سے باتیں کر رہا تھا جب ہم کوئٹہ پہنچ گئے تو وائرلس پر میجر کی آواز آئی جو ہماری گاڑی کے فرنٹ والے آدمی کے پاس تھی اس نے کہا کہ اپنی کاروائی کرواتنے میں فرنٹ والے آفیسر نے تکئے کے دو غلاف نکالے اور ہماری ٹوپیاں اتار کر یہ غلاف پہنا دیئے پھر پانچ منٹ کے بعد گاڑی رک گئی اور ہمیں گاڑی سے اتارا گیا تو ہمیں کچھ نظر نہیں آرہا تھا مجھے دونوں طرف سے پکڑ کر لے جانے لگے چند منٹ کے بعد آواز آئی پاؤں اوپر رکھو آگے سیڑھی ہے سیڑھی پر چڑھنے کے بعد ایک دروازے سے گزارا گیا اور اس کے بعد غلاف اتار دیئے گئے تو میں نے اپنے آپ کو ایک بہت ہی تنگ کمرے میں پایا جس کے دو دروازے تھے ایک لوہے کی سلاخوں کا اور دوسرا لکڑی کا تھا ایک شخص جس کی شکل بہت ہی خبیث تھی اس نے میری تلاشی لینی شروع کر دی وہ اس طرح تلاشی لے رہا تھا جیسے کسی چوک میں ڈاکو کسی کو لوٹ رہے ہوں میری انگوٹھی، گھڑی اور سارا سامان نکال کر اس طرح جیب میں ڈالا، جیسے یہ چیزیں پہلے کبھی دیکھی ہی نہ ہوں پھر مجھے اس کمرے میں بند کر دیا گیا، میں نے کمرے کا جائزہ لیا دیواروں پر ایسے شکنجے لگے ہوئے تھے جن میں بازوؤں کو باندھ کر کھڑا کیا جاتا تھا فرش پر بھی اسی طرح کے دو شکنجے لگے تھے مختصر یہ کہ جب کسی کو اس میں جکڑا جائے تو وہ نہ تو بیٹھ سکتا ہے اور نہ ہی اپنے ہاتھ نیچے کر سکتا ہے یقیناً یہ کمرہ جسمانی ریمانڈ والا تھا تھوڑی دیر کے بعد کسی نے بیرونی دروازہ کھولا اور ایک نیلی آنکھوں والا آدمی مجھ سے سلاخوں والے دروازے کے پاس سے مخاطب ہوا کیا آپ کا نام امین اللہ ہے؟ میں نے کہا ہاں، تو اس نے پوچھا آپ کی صحت ٹھیک ہے، میں نے کہا الحمدللہ، تو اس نے دروازہ بند کر دیا

تھوڑی دیر بعد جس نے میری تلاشی لی تھی وہ میرے لئے کھانا لے کر اندر آیا کھانا کھانے اور نماز پڑھنے کے بعد وہ شخص دوبارہ آیا اور میرے چہرے پر کپڑا پہنایا اور ایک ہاتھ میں ہتھکڑی ڈالی اور بیت الخلاء لے گیا اور کہا کہ پیشاب وغیرہ کر لو اب میرے ایک ہاتھ میں ہتھکڑی تھی جس کا ایک سرا اس کے ہاتھ میں تھا اس نے دروازہ بند کر دیا وضو کر کے میں باہر نکلا تو اسی طرح مجھے واپس کمرے میں لے آیا رات کے وقت جب میں سونے کے لئے بستر کی طرف گیا تو جب میں نے بستر کی حالت دیکھی تو میری نیند اڑ گئی ایسے لگ رہا تھا جیسے اس پر کئی بار پیشاب کیا گیا ہو اس کمرے سے رات کے وقت کسی کو باہر لے جانے کی اجازت نہیں تھی اس لئے جو لوگ مجھ سے پہلے اس کمرے میں رکھے گئے تھے ان سب نے اسی بستر پر ہی پیشاب کر دیا تھا، میں نے ان سے شکایت کی کہ اس بستر سے پیشاب کی بدبو آرہی ہے تو انہوں نے کہا صبر کرو آپ کو نیا بستر دیتے ہیں میں انتظار کرتا رہا کہ شائد وہ بستر لینے گیا ہے مگر وہ واپس نہ آیا اور میری یہ رات کمرے میں چہل قدمی کرتے ہوئے ہی گزر گئی۔

جنرل پرویز کے سوداگر اور امریکی بیوپاری

صدیوں پرانی باتیں نائن الیون کے بعد یاد آتیں کہ پہلے وقتوں میں انسان بکتے تھے اور انہیں غلام بنا کر رکھا جاتا تھا اور امریکہ میں مقیم لوگ ویڈ انڈین تھے۔ کئی ایسے تھے کہ جنہیں بحری جہازوں میں بھر بھر کر امریکہ لا کر آباد کیا لیکن آج وہی غلام قوم سپر پاور کے نشے میں پوری دنیا کے مسلمانوں کو غلامی کے شکنجے میں جکڑنا چاہتی ہے جس میں تقریباً 57 اسلامی ممالک کے حکمران تو سرفہرست ہیں جو امریکی آشیر باد میں اپنا سب کچھ پیش کر دیتے ہیں۔ پاکستان کے ہوائی اڈوں سے امریکی جہازوں سے 57000 بار پروازیں کیں یہ کوئی سواریاں لے جانے والے جہاز نہیں تھے بلکہ امریکی B-52 ایف سولہ جہاز تھے جو کہ بموں سے لوڈ ہو کر جاتے اور نہتے افغان عوام پر بارود کی بارش برسا کر دیکھنے کو مل جائے گی۔ نائن الیون کے بعد گویا افغانستان اور پاکستان انسانوں کی منڈیاں بن گئے جس میں انسان قید کیے جاتے اور پھر جنرل پرویز کے سوداگر پاکستان آئے امریکی بیوپاریوں کو انسانوں کی کھیپ مہیا کر کے نہ صرف انسان بلکہ پکے مجاہد مسلمان کو ڈالروں کے عوض فروخت کر کے مسلمان فروشی کا تمغہ

ایک بے غیرت' شرابی جنرل پرویز نے اپنے سینے پر سجایا اور مسلم فروشی والے سینے پر ہاتھ مار کر یہ الفاظ امریکہ جا کر دُہراتا رہا کہ ''میں نے 700 کے قریب دہشت گرد امریکہ کے حوالے کیے ہیں۔'' اس اقرار کو اپنی کتاب "The Line of Fire" میں لکھ کر بے غیرتی کا ثبوت رہتی دنیا تک چھوڑ دیا۔

آج مجھ سمیت کئی مسلمان اس ظالم جرنیل اور اس کے مسلم فروش گماشتوں کے ظلم وستم کا شکار ہوئے اور دل میں ان ظالموں کو بددعائیں دیتے رہے۔ میری یہ رات انتہائی اذیت میں گزری۔ تہجد اور فجر کی نماز ادا کی اور پھر سورج کی کرنوں کا انتظار کرنے لگا۔

پھر وہ آدمی صبح کے وقت آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک گلاس چائے تھی اور وہ چائے دے کر چلا گیا اور ظہر تک کمرے میں کوئی نہیں آیا۔ ظہر کے بعد وہی آدمی کھانا لے کر آیا کھانے کے بعد تلاشی لینے والا آدمی آیا اس کے ہاتھ میں سیاہ کپڑا تھا اس نے اندر آتے ہی زور سے کہا اٹھو! میں کھڑا ہوا تو اس نے میرے چہرے پر بوری نما کپڑا ڈال دیا اور میرے ہاتھ پیچھے باندھ کر گاڑی میں لے جا کر بٹھا دیا گاڑی چلی اور پانچ منٹ کا سفر کر کے رک گئی مجھے گاڑی سے نیچے اتارا اور سیڑھیاں چڑھانی شروع کر دیں کسی کمرے میں لے جا کر بٹھا دیا اور چہرے سے خرقہ (بوری نما کپڑا) ہٹا دیا تو میں نے اپنے سامنے تین امریکیوں کو بیٹھے دیکھا جن میں سے دو مرد اور ایک عورت تھی، اور وہ نیلی آنکھوں والا پاکستانی بھی تھا۔ یہ امریکی FBI کی ٹیم تھی جو کہ نائن الیون کے بعد پورے پاکستان میں مسلح فوجیوں کے ساتھ دندناتے پھرتے تھے کیونکہ بعد میں ہمیں معلوم پڑا ایف بی آئی کے ایجنٹ ہماری فائل کو گوانتانوموبھیجتے تھے اور اس فائل اور سوال وجواب کی بنیاد پر وہاں قیدیوں کی تحقیق ہوتی تھی۔ اب ایک امریکی میرے سامنے بیٹھ گیا جس کے ہاتھ میں ایک تیز دھار چاقو بھی تھا اور دوسرا امریکی میرے بائیں اور نیلی آنکھوں والا پاکستانی آفیسر میرے دائیں طرف بیٹھ گیا اب سامنے والا امریکی مخاطب ہوا کہ تم کیسے ہو ?How are you میں نے اسی کی طرف دیکھا اور پشتو میں کہا کیا کہہ رہے ہو تو پاکستانی آفیسر نے کہا کہ صاحب کہہ رہے ہیں تمہارا کیا حال ہے، میں نے کہا کہ تمہارے سامنے ہوں دیکھ لو پھر اس نے سوالات شروع کیے۔

امریکی: ملا عمر اور اسامہ کہاں ہیں؟

جواب: میں نے کہا تم لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ہم زمین کے ایک ایک فٹ پر ہر چیز کو دیکھ سکتے ہیں تو مجھ سے ان کے بارے میں کیا پوچھتے ہو مجھے تو اپنا علم بھی نہیں کہ میں کہاں ہوں۔

امریکی: تم کام کیا کرتے ہو؟

جواب: ایک مدرسے میں بچوں کو دینی سبق پڑھاتا ہوں۔

امریکی: کیا تم قرآن پڑھاتے ہو؟

جواب: جی ہاں۔

امریکی: تمہارے قرآن میں جہاد کے بارے میں کیا کچھ ہے؟

جواب: کہا پورا قرآن ہی جہاد سے بھرا ہوا ہے۔

امریکی: کیا تم یہ سب کچھ بچوں کو پڑھاتے ہو؟

جواب: ہاں یہ بھی پڑھاتا ہوں۔

تو امریکی غصے سے لال پیلا ٹماٹر کی طرح ہوگیا اور اس کا سرخ چہرہ خنزیر سے بھی بدتر ہوگیا اس نے دوسرے امریکی کو اشارے سے کچھ کہا تو وہ کیمرہ لے کر میرے پیچھے کی طرف گیا اور میرے بندھے ہوئے ہاتھوں کی تصویریں اتارنے لگا اس کے بعد اس نے کیمرہ میرے سامنے کیا اور بولا یہ دیکھو میں نے کیمرے میں دیکھا تو مجھے اپنے ہاتھ بندھے ہوئے نظر آئے اس کے بعد مجھے کمرے کے کونے میں لے گئے اور ایک صفحہ جس پر 35 لکھا ہوا تھا میرے سینے پر لگا کر میری تصویریں اتاریں پھر میرے فنگر پرنٹ لئے گئے فنگر پرنٹ کے دوران میرا ہاتھ تھوڑا سخت تھا امریکی جس کے ہاتھ میں چاقو تھا چیخا جب اس کی انگریزی ختم ہوئی تو پاکستانی بولا ہاتھوں کو ڈھیلا کرو اور جیسا صاحب کہہ رہے ہیں ویسے کرو۔ مجھے اس پاکستانی امریکی غلام پر بڑا غصہ آیا جو کہ امریکی غلامی میں ان کافروں کی خوشامد میں اس قدر بڑھ چڑھ کر پیش پیش تھا کہ امریکی صاحب تحقیق کے بعد اس کے لیے ایک دو سٹار کا اضافہ کر کے اس کی ترقی کریں گے۔ دراصل پاکستانی حکمران میں صدر سے چپڑاسی تک امریکی غلامی کو اپنا کر بڑا فخر سمجھتے ہیں۔ عجیب وغریب بات یہ ہے کہ پاکستانی جمہوریت ایک طنز ہے کہ لوگ اسلام سے عاری اس طریقے پر ووٹ ڈال ڈال کر اراکین اسمبلی کو نہیں بلکہ امریکہ کو

منتخب کرتے ہیں۔ ہر حال میں بے بسی میں اس امریکی پاکستانی غلام پر لعن طعن کرتا رہا۔ جب فنگر پرنٹ مکمل ہوگئے تو مجھے گاڑی میں بٹھا کر اسی کمرے لے گئے جس کمرے سے مجھے لے کر آئے تھے جب میں اس کمرے میں پہنچا تو مغرب کا وقت ہونے والا تھا اور میں نے ابھی تک عصر کی نماز بھی نہ پڑھی تھی میں نے سوچا تھا کہ جب ہاتھ کھول دیں گے تو پڑھ لوں گا مگر ہاتھ نہ کھولے گئے میں نے ان سے کہا بھی کہ اے ظالمو! نماز کے لئے تو ہاتھ کھول دو مگر انہوں نے میری ایک نہ سنی اور کہا کہ اسی طرح پڑھ لو آخر میں نے اسی حالت میں نماز شروع کی لیکن جب سجدے میں گیا تو اٹھ نہ سکا بہر حال جیسے پڑھ سکتا تھا اسی طرح نماز مکمل کی پھر مجھے لے جا کر امریکیوں والے کمرے میں بٹھا دیا گیا اس کمرے میں تقریباً دو گھنٹے تک بیٹھا رہا اور ایک پاکستانی فوجی نے میرے بندھے ہوئے ہاتھوں کو مسلسل مضبوطی سے پکڑے رکھا دو گھنٹے کے بعد مجھے کمرے سے نکال کر گاڑی میں بٹھایا گیا اب جو کپڑا میرے چہرے پر چڑھایا گیا اس میں چھوٹا سا سوراخ تھا جس میں سے میں نے دیکھا کہ گاڑی میں میرے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا، ہماری گاڑی سے آگے بھی ایک گاڑی تھی جس میں امریکی سوار تھے اور ہماری گاڑی کا ڈرائیور وہی پاکستانی میجر تھا جو امریکیوں کی ترجمانی کر رہا تھا اب گاڑیاں کوئٹہ ائیر پورٹ کی پچھلی طرف سے داخل ہوئیں جب گاڑیاں ائیر پورٹ کے دروازے پر پہنچیں تو دروازے پر ایک فوجی کھڑا تھا میجر نے اس فوجی کو میری طرف اشارہ کر کے کچھ کہا فوجی گاڑی کے قریب آیا اور ہمیں دیکھ کر دروازہ کھول دیا گاڑیاں اندر جا کر رک گئیں میں یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا میجر گاڑی سے اتر گیا او ہم اسی حالت میں ایک گھنٹے تک گاڑی میں ہی بیٹھے رہے ائیر پورٹ کے اندر بہت سے امریکی فوجی مسلح گھوم پھر رہے تھے اور ان کے قریب ایک بڑا طیارہ بھی کھڑا تھا ایک گھنٹے کے بعد ہم دونوں کو گاڑی سے اتارا گیا تو میں نے دیکھا کہ ہماری گاڑی کے پیچھے ایک اور گاڑی بھی ہے جس میں سے دو اور آدمی اتارے گئے جن کے چہروں پر بھی نقاب تھے اب مجھے تھوڑا سا آگے لے جایا گیا میرے سامنے ایک بہت بڑا خیمہ تھا اور خیمے کے دروازے پر ایک پاکستانی فوجی اور وہی میجر کھڑا تھا جو امریکی فوجیوں کی ترجمانی کر رہا تھا، مجھ سے پہلے آنے والے ساتھی کو اس فوجی نے خیمہ کے اندر دھکا دیا اور وہ ساتھی میری نظروں سے غائب ہو گیا اس کے بعد مجھے خیمے کی

طرف لے گئے اور زور سے خیمے کے اندر دھکا دے دیا میں لڑکھڑاتا ہوا خیمے کے اندر گرنے ہی والا تھا کہ وہاں موجود امریکی فوجی درندوں کی طرح مجھ پر جھپٹ پڑے کسی نے میری گردن دبوچ لی کسی نے میرے بازو مروڑ کر پکڑ لیئے اور کوئی ٹانگوں پر چڑھ بیٹھ تو ایک پاکستانی فوجی آگے بڑھا اور میرے ہاتھ کھولنے لگا جب میرا پہلا ہاتھ کھلا تو ایک امریکی فوجی نے مضبوطی سے میرا بازو مروڑ کر میری کمر سے لگا دیا اور دوسرے بازو کے ساتھ بھی اسی طرح کیا گیا اسی دوران میرے بازوؤں کے جوڑوں سے آوازیں نکلیں ایسا لگ رہا تھا کہ میرے بازو ٹوٹ گئے ہیں اس کے بعد مجھے اوپر اٹھا کر زمین پر مارا اور فوجی میرے سر پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا اور میرے منہ پر غلاف چڑھا دیا اور اس پر ٹیپ لگا دی اب مجھے سانس لینے میں بھی تکلیف ہونے لگی اس مشکل حالت میں بھی اللہ کے فضل و کرم سے میرا دل مطمئن تھا اور میری زبان اللہ کا ذکر کر رہی تھی اور یہ خیال آ رہے تھے کہ اگر اس حالت میں موت آ گئی تو اللہ مجھ سے راضی ہو جائے گا۔

بگرام جیل روانگی اور تشدد کی روداد

مجھے محسوس ہوا کہ ان امریکیوں کے ہاتھوں مجھے بیچ دیا گیا اور اب لگتا ہے کہ یہ مجھے کسی خفیہ قید خانے میں رکھیں گے۔ اسی اثناء میں امریکی فوجی آئے اور اس کے بعد مجھے گھسیٹ کر طیارے کی طرف لے جانے لگے اور طیارے میں لے جا کر میری ٹانگیں لمبی کر کے طیارے کے فرش سے باندھ دیں اور ہاتھ پیچھے طیارے کے فرش سے باندھ دیئے کچھ دیر بعد طیارے نے حرکت شروع کی جب طیارہ فضا میں بلند ہوا تو طیارے میں موجود فوجیوں نے حیوانیت کی انتہاء کر دی کہ ہمیں لاتوں اور مکوں سے ایسے مار رہے تھے کہ اس طرح تو کوئی جانور کو بھی نہیں مارتا اور ساتھ طالبان، طالبان اور القاعدہ، القاعدہ کی آوازیں لگا رہے تھے پھر طیارہ ایک جگہ رک گیا تو میرے کانوں میں زور زور سے چیخنے اور نعرے لگانے کی آوازیں آنے لگیں کچھ دیر بعد مجھے گھسیٹ کر طیارے سے نیچے لایا گیا جب میرے قدموں نے زمین کو چھوا تو کسی نے میرے گریبان کو پکڑ کر مجھے ہوا میں اٹھایا اور جب میرے پاؤں زمین سے اٹھ گئے تو پھر مجھے زور سے زمین پر دے مارا اور میں بے جان لاش کی طرح

زمین پر گر گیا پھر مجھے زمین پر گھسیٹ کر لے جانے لگے ایسی حالت میں کہ میرے گھٹنے زمین پر رگڑ رہے تھے اور سر نیچے جھکا ہوا تھا، اب مجھے ایک بڑے ہال کے اندر لے جایا گیا اور میری آنکھوں سے کپڑا اتار دیا گیا جب میں نے ہال میں دیکھا تو چاروں طرف خاردار تار لگی ہوئی تھی مجھ کو بھی ایک خاردار باڑ سے گزار کر اندر لے جایا گیا اور انہی تاروں سے بنے پنجرے میں بٹھا دیا گیا میرے علاوہ اس پنجرے میں پندرہ ساتھی اور بھی تھے جو میرے ساتھ کوئٹہ سے لائے گئے تھے اب ہمیں لائنوں میں بٹھا دیا گیا اور ایک ایک کر کے لے جانے لگے جب میری باری آئی تو مجھے گھسیٹ کر ایک چھوٹے کمرے میں لے گئے اس کمرے کے درمیان میں سفید رنگ کا ایک دائرہ تھا مجھ کو لے جا کر اس دائرے میں کھڑا کر دیا گیا اور میری چاروں طرف امریکی فوجی ڈنڈے اور گنیں لے کر کھڑے ہو گئے اب ایک امریکی آفیسر جس کے ہاتھ میں پسٹل تھا مجھ سے مخاطب ہوا لیکن مجھے اس کی کوئی سمجھ نہ آئی تو ایک امریکی فوجی فارسی میں اس کا ترجمہ کرنے لگا۔

امریکی: آفیسر نے مجھ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟

جواب: میں نے جواب دیا امین اللہ۔

امریکی: تمہیں کہاں سے پکڑا گیا ہے؟

جواب: پاکستان سے۔

امریکی: پاکستان سے تمہیں کیوں پکڑا گیا ہے؟

جواب: میں نے کہا مجھے علم نہیں۔

بس اس طرح کے چند سوالات اور پوچھے پھر چیختے ہوئے مجھے کہا اپنے کپڑے اتار دو میں پریشان ہو گیا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں پھر سارے چیخنے لگے میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنے کپڑے اتار کر ان کو دے دیئے پھر مجھے ایک وردی دی جس کا پاجامہ اور شرٹ جڑے ہوئے تھے جب میں نے یہ وردی پہن لی تو میرے ہاتھ پلاسٹک کی رسی سے باندھ دیئے اور پاؤں پر بھی ویسی ہی رسی باندھ دی گئی اور پھر اسی پنجرے میں لے جا کر بند کر دیا، اب اس خاردار پنجرے میں میرے علاوہ سات ساتھی اور بھی تھے ہمیں پانچ پانچ فٹ کے فاصلے پر بٹھا دیا اور کہا کہ بات کرنا اور کھڑا ہونا بالکل منع ہے اور ایک فوجی گن کے ساتھ

ہماری نگرانی کرنے لگا اب اگر کسی کو پیشاب وغیرہ کی حاجت ہوتی تو ہم فوجی کو ہاتھ سے اشارہ کرتے تھوڑی دیر بعد دو فوجی آتے اور اس حاجت والے کو پکڑ کر لے جاتے اور لیٹرین کے لئے زمین پر ہی گڑھا بنایا ہوا تھا جس کے گرد کوئی دیوار تھی اور نہ ہی کوئی پردہ غیرہ تھا امریکی ہاتھ کھول کر سامنے کھڑے ہو جاتے اور جب کوئی پیشاب کے لئے بیٹھتا تو گزرنے والے فوجی جن میں مرد وعورتیں سب تھے آوازیں کستے اور طنز کرتے اس وقت ہماری یہ حالت ہوتی تھی کہ ہم کہتے اس سے اچھا تھا کہ ہم مرجاتے اور یہ دن نہ دیکھنا پڑتا کہ کافر مرد تو کیا عورتیں بھی مسلمانوں کا اس طرح مذاق اڑائیں، انہی دنوں میں ایک بوڑھا شخص بھی قید ہو کر ہمارے پنجرے میں آیا جس کو اتنا بھی علم نہیں تھا کہ اس کو کیوں پکڑا گیا ہے اور یہ فوجی کون ہیں ایک دن وہ بوڑھا بابا اپنی جگہ سے اٹھا اور پہرے پر کھڑے فوجی سے مخاطب ہوا'' اے نسوار راکا'' مجھے نسوار دو۔ فوجی ڈرا کہ یہ بوڑھا اپنی جگہ سے کھڑا ہو کر کیا کہہ رہا ہے اب فوجی نے چیخنا شروع کر دیا Sit down, Sit down (بیٹھ جاؤ) بوڑھے کو فوجی کی سمجھ نہیں آرہی تھی اور پنجرے کے باہر بہت سے فوجی جمع ہو گئے تھے اب سب چیخنے لگے بوڑھا بیچارہ کیا کرتا اس کو تو نسوار کی ضرورت تھی جب میں نے محسوس کیا کہ فوجی اندر آ کر اس کو ماریں گے تو میں نے اس کو پشتو میں کہا کہ بابا جی آپ بیٹھ جاؤ یہ آپ کو نسوار نہیں دیں گے بلکہ آپ کو ماریں گے بابا بیچارہ بڑ بڑاتا ہوا بیٹھ گیا، ابھی تک ہم کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ کون سی جگہ ہے۔

امریکی فوجی پیشاب کی بالٹی باہر پھینکنے یا صفائی کے لیے باہر نکلنے کی اجازت دیتے تھے۔ ایک دن جب فوجیوں نے مجھے جھاڑو دینے کو کہا تو میں جھاڑو لگاتے لگاتے ایک عربی ساتھی کے قریب ہوا تو میں نے پست آواز میں اس سے حال وغیرہ پوچھنے کے بعد اس سے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے تو اس نے بتایا کہ یہ بگرام ہے، بگرام جیل امریکیوں کا پہلا تفتیشی مرکز تھا روزانہ مجھے تفتیشی کمرے میں لے جاتے اور بار بار وہی سوال پوچھتے یہاں قیدیوں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا سخت سردی کے موسم میں ساتھیوں کے سارے کپڑے اتار کر زمین پر لیٹا دیا جاتا جب کہ سردی اتنی سخت تھی کہ سردی کی وجہ سے ہماری بوتل میں پینے کا پانی برف بن جاتا تھا ایک ساتھی کو چار پانچ فوجی مارتے اور کوشش یہی کی

جاتی کہ اس کو زیادہ سے زیادہ ذلیل کیا جائے اس کے لئے وہ قیدیوں کو ایک دوسرے کے سامنے ننگا کر دیتے اور ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ان کے سامنے بدکاری تک کرتے اور تنگ کرنے کے لئے نماز نہ پڑھنے دیتے اور قرآن ہماری آنکھوں کے سامنے لاکر پھاڑ دیتے اور کبھی لیٹرین میں ڈال دیتے اور کھانے میں خنزیر کا گوشت دیتے تاکہ قیدی کھائے تو حرام کیوجہ سے ان کو تکلیف ہو اور اگر نہ کھائے تو بھوک کی وجہ سے ان کو تکلیف ہو یہاں تک کہ کھانے کے وقت ہاتھ باندھ دیئے جاتے تاکہ یہ کھانا بھی سکون سے نہ کھاسکیں، ہمیں بگرام میں کھڑے ہونے کی اجازت نہ تھی اور فرش انتہائی ٹھنڈا تھا رات کے وقت ہمیں پانی کی ایک بوتل دی جاتی تھی جب صبح ہوتی تو بوتل کا پانی ٹھنڈک کی وجہ سے برف بن جاتا تھا نہ ہم اس کو پی سکتے تھے اور نہ وہ ہم کو تبدیل کر کے دیتے اگر ان سے کوئی کہتا تو اس کو گندی گالیاں دینی شروع کر دیتے اور اس کو سخت سزا ملتی ایک عربی ساتھی شیخ نافع کو ایک دفعہ سزا کے طور پر کھڑا کر دیا گیا بے چارہ چھ گھنٹے تک سردی میں کھڑا رہا آخر بے ہوش ہو کر گر پڑا مگر ان ظالموں نے اس کی سزا کو ختم نہیں کیا اور اس کی سزا جاری رکھی۔

قندھار کا قیدخانہ

ایک رات ہمیں جگایا گیا اور کہا کہ اپنے اپنے بستر ہاتھوں میں اٹھالو پھر فوجی اندر آئے اور ہمارے چہروں پر سیاہ خریطہ (لمبا بوری نما تھیلا جو منہ پر چڑھایا جاتا) ڈال دیا اور ہمیں قطار میں کھڑا کر کے بازوؤں سے ایک دوسرے کے ساتھ باندھ دیا اور پیدل لے جاتے ہوئے ہمیں ایک دوسری جگہ لے گئے جہاں بیس بیس آدمیوں کے لئے پنجرے بنے ہوئے تھے ان پنجروں کی تاریں بھی خاردار تاروں سے بنی ہوئی تھیں یہاں دن رات کا کچھ پتہ نہیں چلتا تھا کہ خاردار تاروں سے آگے سٹیل کی چادر سے چار دیواری کی ہوئی تھی اور اس پر انتہائی تیز لائٹیں لگیں ہوئیں تھیں جب ہم سو گئے تو بہت سے فوجی آ گئے اور شور کرنے لگے کہ اٹھ جاؤ، اٹھ جاؤ، پھر ہم سب اٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ اب کیا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے سب کو کھڑا ہونے کو کہا گیا اور پھر ایک ایک کو باہر نکالنا شروع کیا اور ایک بڑے کمرے میں لے گئے جب میں کمرے کے دروازے سے داخل ہوا تو دیکھا کہ مجھ سے پہلے آنے والے اس

حال میں گھٹنوں کے بل بیٹھے ہیں کہ ان کے منہ پر کپڑے چڑھے ہوئے ہیں جب میں کمرے میں داخل ہوا تو میرے ہاتھ آگے سے کھول کر پیچھے باندھ دیئے اور پاؤں کو بھی مضبوطی سے باندھ کر مجھے بھی گھٹنوں کے بل بٹھا دیا تقریباً دو تین گھنٹے ہمیں اسی حالت میں رکھا گیا کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور ہمیں کہاں لے جا رہے ہیں پھر ہمیں کھڑا کیا گیا اور ہم سب کے بازوؤں کو ایک ہی تار سے باندھ دیا اور چہرے پر خریطہ چڑھا کر ہمیں چلنے کو کہا گیا ہم اندھیرے میں چل رہے تھے پاؤں میں باریک اونی موزے تھے ان کی وجہ سے ہم فرش پر چلتے ہوئے فرش کی خستہ حالت تک محسوس کر رہے تھے اب چلتے ہوئے ہماری گردنوں پر تھپڑ بھی پڑنے لگے کچھ فوجی مارتے اور باقی قہقہوں سے ہمارا مذاق اڑاتے مجھ سے پہلے دو ساتھی تھے چلنے کے دوران میرے کانوں میں ایسی آوازیں آنے لگیں جس طرح کسی جانور کو ذبح کرنے کے بعد اگر اس کی گردن کو کاٹ دیا جائے مجھ سے آگے والا ساتھی زور زور سے ذکر کرنے لگا میرے ذہن میں خیال آیا کہ پہلے والے کو ذبح کر دیا گیا ہے اور تیسرا نمبر میرا ہے میری عجیب کیفیت تھی میں نے دل میں استغفار شروع کر دیا تھوڑی دیر اسی حالت میں گزری وہ آوازیں مسلسل آ رہی تھیں پھر ایک دم طیارے کی آواز آنے لگی اور یہ آواز قریب سے قریب ہوتی گئی اور پھر ایک ایک کر کے ہمیں طیارے میں لے جانے لگے جب میری باری آئی تو مجھے دونوں طرف سے پکڑ کر طیارے میں لے گئے اور فرش پر میری ٹانگیں لمبی کر کے بٹھا دیا گیا اور میری ٹانگوں سے زنجیر لپیٹ کر دوسری طرف باندھ دی گئی پھر ایک زنجیر دونوں کندھوں سے لپیٹ کر فرش پر باندھ دی اب ایسے لگ رہا تھا کہ میں انسان نہیں بلکہ کوئی خطرناک درندہ ہوں جس کے ساتھ اس طرح کا سلوک ہو رہا ہے طیارہ حرکت میں آیا اور ہمارا ایک اور تکلیف دہ سفر کا آغاز ہو گیا سارا جسم درد میں ڈوبا ہوا تھا امریکی فوجی ہمارے کانوں میں چیختے رہے اور گندی گالیاں بکتے رہے اور شراب پی کر ہم پر کلیاں کرتے رہے جو کوئی تکلیف کی وجہ سے فریاد کرتا تو فوجی مکوں اور لاتوں سے اس کو مارنا شروع کر دیتے، بولنے کی اجازت بالکل نہ تھی آخر طیارہ اتر کر رک گیا تو زنجیروں کی آوازیں آنے لگیں ایسے محسوس ہوا جیسے قیدیوں کو نیچے اتار کر زنجیریں کھولی جا رہی ہیں پھر میرے قریب کوئی آیا اور میری زنجیریں کھولنے لگا مجھے اوپر اٹھایا گیا اور پھر زور سے کھینچتے ہوئے مجھے

طیارے سے نیچے لے گئے طیارے سے اتارنے کے بعد مجھے زمین پر الٹا لیٹا دیا گیا معلوم نہیں کہ رات کا کون سا وقت تھا زمین سخت ٹھنڈی تھی جس کی وجہ سے میرا جسم بھی ٹھنڈا ہوتا چلا گیا پھر کچھ دیر بعد سارا جسم سن ہوگیا اب صرف میرا دل دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا تقریباً دو گھنٹے بعد مجھے اٹھایا گیا اور کھڑا کر کے چھوڑ دیا گیا میری ٹانگیں سردی کی وجہ سے بالکل کام نہیں کر رہی تھیں میں ایک لاش کی طرح نیچے گر گیا پھر مجھے کھڑا کر کے چھوڑا میں پھر گر گیا فوجی میرے ساتھ یہ کھیل کھیلتے رہے اور قہقہے لگاتے رہے آخر مجھے گھسیٹ کر لے گئے میرے جسم نے تھوڑی گرمی محسوس کی شائد مجھے کسی خیمے میں داخل کیا گیا پھر اچانک دھڑم سے زمین پر الٹا گرا دیا گیا اور قینچیوں سے میرے کپڑے کاٹنے لگے میں بالکل بے بس تھا اور کوئی چیز دکھائی نہ دے رہی تھی میرے وجود سے سارے کپڑے الگ کر دیئے گئے پھر مجھے اٹھا کر کسی خیمے میں لے گئے اور اسی حالت میں سوالات شروع کئے۔

تمہارا نام کیا ہے؟ کس جگہ سے تعلق ہے اور کہاں پکڑے گئے ہو؟ ملا عمر اور اسامہ کہاں ہیں؟ اس کے بعد منہ سے کپڑا اتارا اور داڑھی کے بال نوچنے لگے اور منہ سے تھوک کا سیمپل لیا اور میری تصویریں اور فنگر پرنٹ لینے لگے اس کے بعد پھر منہ پر تھیلا چڑھا دیا اور ایک تیسرے خیمے میں لے گئے پھر نیلے رنگ کی وردی پہنا دی گئی اور گھسیٹتے ہوئے زمین پر الٹا الٹا کر میری کمر پر فوجی بیٹھ گئے اب میرے ہاتھوں اور پاؤں سے زنجیریں اتاری جانے لگیں اور اس کے بعد فوجی میری کمر سے اتر گئے اب فوجیوں کے قدموں کی آوازوں سے محسوس ہوا کہ وہ چلے گئے ہیں ایک فوجی کے چیخنے کی آواز آئی میں اپنی جگہ پر لیٹا رہا جب کافی دیر گزر گئی تو میں نے سر اٹھایا اور آنکھوں سے ٹوپی اوپر کی تو میرے سامنے ایک خیمہ تھا اس میں موجود ساتھیوں نے اشارہ کیا کہ اٹھ جاؤ میں اٹھا اور اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے پیچھے دیکھا تو خاردار تاروں کی دیوار تھی اور باہر ایک فوجی گن کے ساتھ کھڑا تھا میں آہستہ آہستہ خیمے کی طرف جانے لگا۔

جب میں خیمے میں داخل ہوا تو وہاں پر تقریباً بیس قیدی تھے میں کسی سے بات کئے بغیر ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا تو میں نے اپنے اردگرد دیکھا تو مجھے ایک شخص جانا پہچانا سا لگا جب میں نے غور کیا تو وہ حاجی محمد صادق تھا جو میرے ساتھ پاکستانی جیل میں بھی تھا پھر

میری دوسری طرف بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا آپ امین اللہ ہو؟ میں نے کہا جی ہاں جب میں نے اس شخص کی طرف غور سے دیکھا تو وہ عبدالسلام تھے جو بالکل پہچانے نہیں جا رہے تھے میں نے سلام دعا کے بعد ان سے پوچھا کہ کونسی جگہ ہے تو انہوں نے بتایا کہ یہ قندھار کا ائیرپورٹ ہے اور کہا کہ فکر مت کرو اور پریشان نہیں ہونا انشاء اللہ خیر والا معاملہ ہوگا۔ جب پہلی رات گزر گئی تو صبح میں نے اردگرد کے ماحول کا جائزہ لیا اس کیمپ کو اس طرح سے بنایا گیا تھا کہ اس میں تقریباً پندرہ خیمے تھے جو چاروں طرف سے کھلے تھے اور دس دس میٹر کے فاصلے پر خاردار تاروں سے دیواریں بنی ہوئی تھیں اور خیموں کے اوپر ترپال کی چھت تھی اور ہر خیمے میں پندرہ سے بیس قیدی رکھے ہوئے تھے اب جو لوگ میرے ساتھ پچھلی رات آئے تھے ان کی تفتیش شروع ہوگئی تفتیش کا طریقہ کچھ اس طرح تھا جس رات ہم قندھار میں آئے تھے تو ہمارے ہاتھ میں ایک پلاسٹک کا کڑا باندھ دیا گیا تھا۔ جس پر ہر قیدی کا نمبر لکھا ہوا تھا میرے کڑے پر 502 لکھا ہوا تھا جب فوجی تفتیش کے لئے لینے آئے تو انہوں نے میرا نمبر پکارا 502 لیکن میں بے فکر بیٹھا رہا کیوں کہ مجھے بالکل معلوم نہیں تھا کہ کیا کرنا ہے پھر ایک ساتھی اٹھا اور اس نے میرے ہاتھ پر بندھے کڑے کو دیکھا اور مجھ سے کہا جاؤ کہ تمہارا نمبر پکار رہے ہیں میں اٹھا اور باہر جا کر کھڑا ہوگیا فوجی میری طرف اشارہ کرتے رہے اور چیختے رہے مگر ان کی باتوں کی مجھے سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی ایک ساتھی نے مجھے کہا کہ وہ کہہ رہے ہیں وہاں جا کر الٹا لیٹ جاؤ اور باقی تمام قیدی پیچھے جا کر گھٹنوں کے بل بیٹھ جاؤ اور اپنے ہاتھ سر پر رکھ لو اب تار کے باہر ایک فوجی گن لے کر میرے سامنے کھڑا ہوگیا باقی فوجی دوسرے قیدیوں کی نگرانی کرنے لگے اور کہا کہ کسی کو کوئی بات اور حرکت کرنے کی اجازت نہیں ہے اب فوجیوں کی دوسری ٹیم آئی اور مجھ سے کہا کہ ہاتھ سر پر رکھو اور حرکت بالکل نہیں کرنا اب وہ دروازہ کھول کر اندر آنے لگے اور سب کے سب میرے اوپر آ کر بیٹھ گئے کسی نے میرا ہاتھ مروڑ کر ہتھکڑی لگائی اور کسی نے میرے پاؤں کو باندھا اور مجھے گھسیٹ کر مختلف راستوں سے گزارتے ہوئے تفتیشی کمرے میں لے گئے اس کمرے میں ایک موٹا سرخ آدمی فوجی وردی پہنے ہوئے بیٹھا تھا اور اس کے ہاتھ میں سگریٹ تھا اسی دوران اردو والا مترجم غصے کے ساتھ مجھ سے مخاطب ہوا یہ شخص جو تمہارے سامنے بیٹھا ہے یہ بہت ہی ظالم ہے اس کے

سامنے بالکل جھوٹ نہیں بولنا اس کے ساتھ ہی ایک فوجی نے پسٹل میری کنپٹی پر رکھ دیا، اب وہ موٹا آدمی مجھ سے مخاطب ہوا۔

سوال: تمہارا نام کیا ہے؟

جواب: امین اللہ۔

سوال: تمہارا گھر کس جگہ ہے؟

جواب: پاکستان میں۔

سوال: تمہیں کیوں پکڑا گیا؟

جواب: مجھے معلوم نہیں۔

سوال: تم کیا کام کرتے ہو؟

جواب: باڈر سے سامان خرید کر پاکستان میں فروخت کرتا ہوں۔

سوال: کس قسم کا سامان؟

جواب: کمپیوٹر، لیپ ٹاپ وغیرہ۔

سوال: سچ سچ بتاؤ اور اپنے بارے میں سب کچھ بتاؤ؟

جواب: میں پہلے ہی تمہیں سب کچھ بتا چکا ہوں اب میرے پاس کہنے کو کچھ نہیں ہے۔

سوال: کیا تم ملا عمر سے ملے ہو؟

جواب: نہیں۔

سوال: اسامہ کے بارے میں کیا جانتے ہو؟

جواب: اتنا نہیں جانتا جتنا تم جانتے ہو، اور نہ ہی مجھے جاننے کا شوق ہے۔

پھر مترجم نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم سچ مچ کیوں نہیں بتاتے اگر تم ہم سے جھوٹ بولو گے تو یاد رکھو بہت سخت سزا ملے گی۔

جواب: میں ایک کاروباری آدمی ہوں میں ان چیزوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا جس کے متعلق تم پوچھ رہے ہو اور آپ نے جو کچھ پوچھا میں نے صاف صاف بتا دیا اگر آپ کو میری باتوں پر یقین نہیں ہے، تو تم جو چاہو کرو یہ تمہاری مرضی ہے۔

اس کے بعد امریکی نے فائل بند کر دی اور فوجیوں کو آواز لگائی تو دو فوجی اندر آئے

اور میرے منہ پر کپڑا چڑھا دیا اور ہاتھ پیچھے باندھ دیئے اور مجھے اٹھا کر تیزی سے ایک طرف لے جانے لگے اور ایک کمرے میں لے جا کر الٹا لٹا دیا اس کے بعد میرے ہاتھ پاؤں کھول کر چلے گئے جب وہ چلے گئے تو میں نے اس جگہ کا جائزہ لیا یہ ایک گودام تھا جس میں خاردار تاروں سے ایک ایک قیدی کے لئے پنجرا بنایا گیا تھا بعض پنجروں میں قیدی بند تھے اور کچھ خالی تھے اس گودام میں ایک بڑا روشن دان بھی تھا، اور بڑے بڑے بلب لگے ہوئے تھے اور فوجی پہرے دے رہے تھے۔ یہاں ادھر ادھر دیکھنے کی اجازت نہیں تھی جب میں نے ایک طرف دیکھا تو فوجی نے چیخنا Look down, look down شروع کردیا میں اس کی بات نہیں سمجھ رہا تھا تو اس نے مجھے اشارے سے سمجھایا کہ آنکھیں نیچے کرو، جب رات ہوئی تو فوجیوں نے گودام کی چھت پر پتھر مارنے شروع کردیئے تاکہ ہم سونہ سکیں اور اسی طرح ہوا کہ گودام کی چھت لوہے کی بنی ہوئی تھی جس کی وجہ سے بہت شور ہوتا رہا ہم ساری رات بالکل نہ سو سکے صبح ہوئی تو ابھی ہم نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا کہ کچھ فوجی میرے پنجرے کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے اور اشارے سے کہا کہ وہاں جا کر الٹا لیٹ جاؤ جب میں لیٹ گیا تو وہ اندر آئے اور میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر اور منہ پر اسی طرح کپڑا چڑھا کر ایک دوسری جگہ لے جا کر الٹا لیٹا دیا اور میرے ہاتھ پاؤں کھول کر منہ سے کپڑا ہٹا دیا جب میں نے اوپر دیکھا تو یہ ایک خیمہ تھا اور اس میں اور بہت سے قیدی موجود تھے جب فوجی چلے گئے تو میں اس جگہ سے اٹھ کر آگے گیا تو سب ساتھی مجھ سے ملنے لگے تو جس سے میرا حوصلہ بڑھ گیا اور میری پریشانی اس وقت اور بھی کم ہوگئی جب میں ایک عربی ساتھی سے ملا جس کا نام فاروق تھا اور وہ بہت بڑا عالم بھی تھا اس نے مجھے بہت حوصلہ دیا۔ یہ سردی کے دن تھے اور رات کے وقت سردی اور بھی زیادہ ہو جاتی تھی اور یہاں یہ حالت تھی کہ جب آدھی رات ہو جاتی تو حاضری ہوتی ہم کو قطاروں میں کھڑا کر دیا جاتا اور کسی کو کمبل اور چادر اوڑھنے کی اجازت نہ تھی حاضری ختم ہونے کے بعد جب ساتھی سو جاتے تو پھر فوجی شور کرتے اور چیختے ہوئے ہم کو کھانے کے لئے اٹھاتے اور قطاروں میں کھڑا کر دیتے اب کھانے کا انتظار اور اوپر سے یہ سخت سردی پوری رات اسی حالت میں گزرتی، اس خیمہ میں ایک عربی ساتھی ابو احمد تھا جس کی عمر تقریباً پچاس سال سے بھی زیادہ تھی اور اس کے ساتھ اس کا پندرہ سالہ بیٹا بھی تھا یہ دونوں

باپ بیٹا حافظ تھے، جب اس نے اپنے متعلق بتایا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اس نے بتایا کہ میرا ایک بیٹا تو رابورا میں بمباری سے شہید ہوگیا اور میرا گھر جو جلال آباد میں تھا، جب طالبان کی حکومت ختم ہوگئی تو منافقین میرے گھر میں گھس گئے، اور اس کے بعد وہ بات نہ کرسکا وہ ہر نماز میں منافقین کے لئے بد دعائیں کرتا، ایک دن امریکی فوج آئی اور اس کے بیٹے کو خیمہ سے لے جانے لگے تو اس نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا قرآن کو یاد رکھنا اور وقت ضائع مت کرنا اور اپنی آنکھوں اور زبان کی حفاظت کرنا جب فوجی اس کے بیٹے کو لے گئے تو میں اس کے پاس گیا اور اسے تسلی دی تو اس نے کہا کہ کوئی بات نہیں یہ مصیبتیں تو انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں اور اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام پر اس سے زیادہ امتحانات آئے تھے ہم بھی مسلمان ہیں اگر ہم پر یہ امتحان آیا ہے تو ہم نے اس پر صبر کرنا ہے اور اللہ سے دعا کرنی ہے کہ وہ ہم کو اس میں کامیاب فرمائے۔

اس جیل میں وہ ہمیں ایک خیمہ سے دوسرے میں تبدیل کرتے رہے اور وقت گزرتا رہا پھر ایک دن ہمیں دوسرے خیمہ میں لے گئے تو وہاں کچھ نئے قیدی تھے جن کو ایک رات پہلے ہی ہرات جیل سے لایا گیا تھا ان میں مولوی ولی محمد صاحب بھی تھے، جب میں اس خیمہ میں گیا تو انہوں نے مجھے آواز دی میں نے بھی انہیں پہچان لیا تو میں ان کے قریب گیا انہوں نے مجھے گلے لگالیا، اس کے بعد ان سے باتیں ہوئیں تو حالات کا پتہ چلا ہرات جیل میں ان کے پاس ریڈیو تھا اور وہ خبریں سنتے رہتے تھے۔ قندھار کے قیدخانے تک میری قید کے دو مہینے پورے ہوگئے جو انتہائی کٹھن گزارے۔

امریکی کفار کی سنت رسول ﷺ سے نفرت

قندہار جیل میں تقریباً چودہ خیمے تھے ہر روز ایک خیمے والے قیدیوں کی داڑھیاں کاٹی جاتی تھیں سب ساتھی بہت پریشان تھے سر کے بال مونچھیں داڑھی سب کچھ کاٹ دیا جاتا جب ساتھی واپس پنجرے میں آتے تو ان کو کوئی پہچان نہیں سکتا تھا کسی کے بال آدھے چھوڑ دیئے جاتے اور کسی کی داڑھی، بعض دفعہ آدھے سر کے بال اور آدھی داڑھی کاٹ کر اس کا مذاق اڑاتے جب میں ان ساتھیوں کو دیکھتا تو اپنی داڑھی کی فکر لگ جاتی، اب میری داڑھی

ے بال جو نیچے گرتے میں ان کو اٹھا کر چھپا دیتا کہ جب میری داڑھی کٹ جائے گی تو ان کو
کھ لیا کروں گا۔

ایک صبح دس پندرہ فوجی ہمارے خیمے کے باہر آ کر کھڑے ہو گئے اور ایک عربی
اتھی جس کو انگلش بھی آتی تھی بلایا اور اس کو کہا کہ ان سب کو کہو کہ کھڑے ہو جائیں تم سب
ں داڑھیاں مونڈھنی ہیں پھر ہمیں ایک قطار میں کھڑا کر کے ہمارے ہاتھ پاؤں باندھ دیے
ر منہ پر تھیلے چڑھا دیئے اس کے بعد ہمیں ایک دوسری جگہ لے گئے پھر ایک ایک کو باہر لے
اتے اور داڑھی سر کے بال مونچھیں سب کچھ مونڈھ دیتے مجھ سے پہلے جس کی داڑھی صاف
ں گئی وہ خوست کا رہنے والا تھا اور بہت بڑا عالم بھی تھا جس کی عمر ساٹھ سال سے بھی زیادہ
ھی جب مجھے کرسی پر بٹھایا گیا اور میرے منہ سے تھیلا ہٹایا گیا تو میرے سامنے اسی عالم کی
فید داڑھی زمین پر پڑی تھی میں اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا کہ ایک فوجی نے اس پر
وں رکھ دیا اور میری طرف اشارہ کر کے کہنے لگا ابھی تمہاری داڑھی کا بھی یہی حشر ہوگا جب
ں نے یہ منظر دیکھا تو اپنی داڑھی بھول گیا اور سوچنے لگا کہ یہ خبیث جانتے ہیں کہ یہ داڑھی
سلمانوں کے نبی ﷺ کی سنت ہے اس لئے یہ آج مسلمانوں کی داڑھیاں پاؤں کے نیچے
وند رہے ہیں اور ہمارے دل زخمی کر رہے ہیں۔

جب ہماری داڑھیاں مونڈھ دی گئیں اور ہمیں واپس اپنے خیمے میں لایا گیا تو
ارے ساتھ والے خیمے میں ملا حاجی صادق اخند اور ملا عبدالسلام ضعیف تھے وہ ہمیں حوصلہ
ینے لگے، یہ تو کچھ بھی نہیں ہے انبیاء علیہم السلام کو کتنی تکلیفیں دی گئیں اور ہمای داڑھیاں تو
لہ کے راستے میں شہید ہوئیں ہیں اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔

اگلے دن ان کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا اور ان کو بھی ہماری طرح بنا دیا گیا اس
ریکی کیمپ میں ہم دو ماہ رہے ان دو ماہ میں تین بار ہماری داڑھیاں مونڈھی گئیں جب ہم
نے ریڈ کراس سے شکایت کی تو وہ ہنستے ہوئے بولے یہ تو آپ کی صفائی کے لئے ہے۔

مریکی مظالم اور قیدیوں کی حالت

قندھار جیل میں پانی استعمال کرنے کی بالکل اجازت نہیں تھی غسل تو کیا منہ دھونے

کے بال جو نیچے گرتے میں ان کو اٹھا کر چھپا دیتا کہ جب میری داڑھی کٹ جائے گی تو ان کو دیکھ لیا کروں گا۔

ایک صبح دس پندرہ فوجی ہمارے خیمے کے باہر آ کر کھڑے ہو گئے اور ایک عربی ساتھی جس کو انگلش بھی آتی تھی بلایا اور اس کو کہا کہ ان سب کو کہو کہ کھڑے ہو جائیں تم سب کی داڑھیاں مونڈھنی ہیں پھر ہمیں ایک قطار میں کھڑا کر کے ہمارے ہاتھ پاؤں باندھ دیے اور منہ پر تھیلے چڑھا دیئے اس کے بعد ہمیں ایک دوسری جگہ لے گئے پھر ایک ایک کو باہر لے جاتے اور داڑھی سر کے بال مونچھیں سب کچھ مونڈھ دیتے مجھ سے پہلے جس کی داڑھی صاف کی گئی وہ خوست کا رہنے والا تھا اور بہت بڑا عالم بھی تھا جس کی عمر ساٹھ سال سے بھی زیادہ تھی جب مجھے کرسی پر بٹھایا گیا اور میرے منہ سے تھیلا ہٹایا گیا تو میرے سامنے اسی عالم کی سفید داڑھی زمین پر پڑی تھی میں اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا کہ ایک فوجی نے اس پر پاؤں رکھ دیا اور میری طرف اشارہ کر کے کہنے لگا ابھی تمہاری داڑھی کا بھی یہی حشر ہو گا جب میں نے یہ منظر دیکھا تو اپنی داڑھی بھول گیا اور سوچنے لگا کہ یہ خبیث جانتے ہیں کہ یہ داڑھی مسلمانوں کے نبی ﷺ کی سنت ہے اس لئے یہ آج مسلمانوں کی داڑھیاں پاؤں کے نیچے روند رہے ہیں اور ہمارے دل زخمی کر رہے ہیں۔

جب ہماری داڑھیاں مونڈھ دی گئیں اور ہمیں واپس اپنے خیمے میں لایا گیا تو ہمارے ساتھ والے خیمے میں ملا حاجی صادق اخند اور ملا عبدالسلام ضعیف تھے وہ ہمیں حوصلہ دینے لگے، یہ تو کچھ بھی نہیں ہے انبیاء علیہم السلام کو کتنی تکلیفیں دی گئیں اور ہمای داڑھیاں تو اللہ کے راستے میں شہید ہوئیں ہیں اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔

اگلے دن ان کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا اور ان کو بھی ہماری طرح بنا دیا گیا اس امریکی کیمپ میں ہم دو ماہ رہے ان دو ماہ میں تین بار ہماری داڑھیاں مونڈھی گئیں جب ہم نے ریڈ کراس سے شکایت کی تو وہ ہنستے ہوئے بولے یہ تو آپ کی صفائی کے لئے ہے۔

امریکی مظالم اور قیدیوں کی حالت

قندھار جیل میں پانی استعمال کرنے کی بالکل اجازت نہیں تھی غسل تو کیا منہ دھونے

کی بھی اجازت نہیں تھی، پانی صرف پینے کے لئے ملتا تھا اگر کوئی وضو کرتا یا منہ دھوتا اس کو سخت سزا ملتی۔ ساتھیوں نے ریڈ کراس سے بات کی کہ کافی عرصہ گزر گیا ہے کہ ہم نے غسل وغیرہ نہیں کیا پھر ایک دن جیل میں قیدیوں کا غسل ہوگیا۔ جس کا طریقہ کار یہ تھا کہ ایک خیمے کے سب ساتھیوں کو باندھ کر جیل کے ایک کونے میں لے جاتے اور چار دیواری میں لیجا کر کپڑے اتروا دیتے، کپڑے اتروانے کے بعد سب کو ایک ہی جگہ بٹھا دیتے، صابن اور ایک پانی کی چھوٹی بالٹی سامنے رکھ دیتے ان ساتھیوں کو آپس میں ایک دوسرے سے پردہ بھی نہ کرنے دیتے، تب ساتھی شرم سے آنکھیں بند کر لیتے پھر ایک منٹ غسل کرنے کے لئے ہوتا۔

ایک دفعہ جب فوجی نے کہا کہ غسل شروع کرو تو ایک افغان قیدی نے بالٹی اٹھائی اور جلدی جلدی آدھا پانی سر پر ڈال دیا اور پھر صابن لگانا شروع ہی کر رہا تھا کہ امریکی فوجی نے چیخنا شروع کر دیا، وقت ختم ہوگیا ہے، وقت ختم ہوگیا ہے، اور امریکی فوجی نے آگے بڑھ کر بالٹی کو لات مار کر باقی پانی گرادیا وہ بیچارہ جسم پر صابن لگائے کھڑا رہا اس کے بعد ایک ایک قیدی کو زمین پر الٹا لٹا کر جسم پر لاتوں سے مٹی پھینکنے لگے جب پورے جسم پر اچھی طرح مٹی لگ گئی تو کہا کہ اب ایک ایک قیدی جائے اوا پنے کپڑے پہنے، اسی دوران ایک ساتھی نے بلند آواز میں کہا کہ ساتھیوں نگاہیں نیچی رکھو، ہمیں ان وحشیوں نے تین دفعہ اسی گندے طریقے سے غسل کرایا اور ہماری تذلیل کی گئی۔ یہ سب اس لئے کہ ہم مسلمان تھے۔

امریکی کیمپ میں قیدیوں کے کپڑے

قندھار اور بگرام جیل میں قیدیوں کے کپڑوں کا رنگ گہرا نیلا تھا اور پینٹ اور شرٹ آپس میں جڑے ہوئے تھے، جس کی وجہ سے پیشاب وغیرہ کے لئے بڑی تکلیف ہوتی کیوں کہ اگر کسی نے پیشاب کرنا ہوتا تو پہلے شرٹ پینٹ کے ساتھ جڑی ہوئی تھی اور اس میں بڑے جسم والوں کے لئے اور بھی زیادہ تکلیف تھی کیونکہ سب وردیوں کا ایک ہی سائز تھا، اور جن کی وردی پھٹ جاتی تو ان کو تبدیل بھی نہیں کیا جاتا تھا، میری وردی بھی بہت سی جگہ سے پھٹ گئی تھی تو میں نے کئی بار کہا کہ مجھے وردی تبدیل کرا دو مگر انہوں نے نہ کی' تو آخر میں نے شیشے کے ایک چھوٹے ٹکڑے سے ایک چادر کو کاٹ کر اس کو پیوند لگا دیا۔

کپڑوں کی جیب پر امریکی جھنڈا لگا ہوا تھا جس کو سب ساتھیوں نے اتار کر کیٹرین میں پھینک دیا، جب گرمیوں کا موسم شروع ہو گیا تو ہمارے کپڑے بھی بدل گئے پہلے پینٹ شرٹ تھی اب نکر اور شرٹ دے دی گئی اور نکر اتنی مختصر کہ اس سے ہمارا ستر بھی نہیں چھپتا تھا اور یہ کپڑے ایسے تھے کہ ہم قید سے زیادہ ان سے پریشان تھے کیونکہ ایک تو یہ بہت باریک تھے دوسرا بہت جلدی پھٹ جاتے تھے جس کی وجہ سے ہمارا ستر بھی نہ چھپ سکتا تھا بہت سے ساتھیوں کے نکر پھٹ گئے تھے اور امریکی کپڑے تبدیل بھی نہیں کرتے تھے پکتیکا کے ایک ساتھی کا جب نکر پھٹ گیا تو اس نے ایک چادر سے اپنی شرم گاہ چھپا لی ایک دن جب اسے تحقیق کے لئے لے جانے لگے تو ایک فوجی نے وہ چادر کھینچ لی جس سے اس بیچارے کی شرم گاہ سامنے ظاہر ہونے لگی تو اسے خیمے کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا جب باقی ساتھیوں نے یہ منظر دیکھا تو شور شروع کر دیا جب انہوں نے دیکھا کہ کام خراب نہ ہو جائے تو اس کی چادر واپس کر دی مگر آگے جا کر پھر چھین لی اور ساتھی کو گھسیٹتے ہوئے لے گئے۔

امریکی کیمپ میں شعائر اسلام کی بے حرمتی

قندھار جیل میں ہمارے لئے دوسری مشکلات کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑی مشکل شعائر اسلام کی بے حرمتی اور ان کا مذاق تھا ہم کو اور بھی بہت سی سزائیں دی جاتیں تھیں مگر ہمیں ان کی کوئی پرواہ نہ تھی کیونکہ وہ ہمارے جسم تک محدود تھیں۔

جسم پر تکلیف ہوتی تھی لیکن قرآن، نماز، اذان اور شعائر اللہ کے ساتھ مذاق ایک ایسی تکلیف تھی جس کو کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا اور اسی لئے کچھ ساتھی پاگل ہو گئے کہ ہماری آنکھوں کے سامنے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلام کی بے حرمتی ہوئی اور ہم کچھ نہ کر سکے پھر بھی امریکی فوجی کلام اللہ کی بے حرمتی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے رات دو تین بجے بیس پچیس فوجی ایک ایک خیمے کے باہر کھڑے ہو جاتے اور زور زور سے چیخنا شروع کر دیتے اور Get up, Get up اٹھ جاؤ، اٹھ جاؤ کے آوازے لگاتے تمام ساتھیوں کو ایک کونے میں منہ دوسری طرف کر کے گھٹنوں کے بل بٹھا دیا جاتا اور ہاتھ سر پر رکھوا دیتے پھر سب فوجی خیمے کے اندر آ جاتے اور ان کے ساتھ بہت سے کتے بھی ہوتے جو ساتھیوں کی طرف

دوڑتے اور بھونکتے اور فوجی ہمارے سامان کو ادھر ادھر پھینکنا شروع کر دیتے اور قرآن کو جانتے ہوئے کہ یہ ان کی دینی کتاب ہے الٹ پلٹ کر دیکھتے اور ایک طرف پھینک دیتے اور جوتے بھی اسی طرف پھینک دیتے جہاں قرآن پھینکتے تھے۔

ہمارے منہ دوسری طرف ہوتے کتوں کی آوازیں اور فوجیوں کی گالیاں ہمارے کانوں میں آتی تھیں۔ قرآن اور جوتے ایک جگہ ڈھیر کر دیئے جاتے اور کتے ان پر منہ مارتے اور سونگھتے پھر ایک ایک ساتھی کو پیچھے لایا جاتا اور اس کو الٹا لٹا کر اس کی تلاشی لی جاتی اور تلاشی کے دوران کپڑے تک پھاڑ دیئے جاتے اور جسم کے نازک حصوں پر مارتے جب کہ تلاشی کے دوران ایک فوجی قیدی کے چہرے پر پاؤں رکھ کر کھڑا رہتا۔ اسی طرح سب قیدیوں کی تلاشی ہوتی پھر فوجی باہر چلے جاتے تو ساتھی اٹھ کر قرآن اٹھاتے اور ان کو صاف کر کے اپنی جگہ پر رکھ دیتے۔

ایک دن عصر کے وقت ہمارے خیمے کی تلاشی شروع ہوئی تو ہمیں خیمے کے ایک طرف کھڑا کر کے ہمارا منہ دوسری طرف کر دیا گیا جب میں نے پیچھے دیکھا تو فوجی ہمارے سامان کی تلاشی لے رہے تھے اور ایک عورت نے اپنا ایک پاؤں قرآن پر رکھا ہوا تھا اور اس وقت تک اس نے پاؤں قرآن پر رکھے رکھا جب تک تلاشی مکمل نہیں ہوئی۔

ایک قرآن خیمے کی چھت کے ساتھ اونچی جگہ پر رکھا ہوا تھا ایک فوجی نے اسے اتارا اور الٹ پلٹ کر پھینک دیا اور ساتھ ہی ایک قرآن ایک کاٹن پر رکھا ہوا تھا اس کو بھی ایک فوجی نے لات ماری اور قرآن دور جا کر گرا۔ قندھار جیل میں قیدیوں کو پیشاب کے لئے بالٹیاں دی ہوئیں تھیں۔ ہر روز صبح کے وقت ایک فوجی ٹرک آتا اس ٹرک پر ڈرم رکھے ہوئے تھے اور فوجی وہ بالٹیاں اٹھا کر ان ڈرموں میں ڈال دیتے۔

ایک شام دو خیموں کے ساتھیوں کو کیوبا بھجوایا گیا ان ساتھیوں کا سامان ادھر ہی پڑا رہا جس میں قرآن بھی شامل تھے جب پیشاب اٹھانے والا ٹرک آیا تو فوجی خالی خیموں میں داخل ہوئے اور سامان کے ساتھ ساتھ قرآن بھی اٹھا کر پیشاب والے ڈرموں میں پھینک دیئے۔

اس وقت ریڈ کراس کے اہلکار بھی وہاں موجود تھے، تیونس کا ایک ساتھی جس کا نام حمزہ تھا اس نے بہت شور مچایا اور ریڈ کراس والوں کو بلا کر بتایا کہ یہ لوگ ہمارے قرآن کے ساتھ کیا کچھ کر رہے ہیں مگر انہوں نے کہا کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے، جب ریڈ کراس والے چلے گئے تو بہت سے فوجی حمزہ کے خیمے کے باہر آ کر کھڑے ہو گئے اور حمزہ کو بلایا پھر اس کو بہت بری طرح باندھ کر لے گئے اور کئی دن تک اس کو ایک علیحدہ جگہ رکھا گیا اور اس پر تشدد کرتے رہے۔

حمزہ تمام عرب ساتھیوں میں بطل یعنی پہلوان کے نام سے مشہور تھا ایک دن وہ زمین پر بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا اور ساتھ ساتھ زمین پر لکیریں سی لگا رہا تھا اچانک اسے مٹی میں پڑی کوئی چیز محسوس ہوئی اس نے تھوڑی مٹی ہٹائی تو ایک لوہے کا چھوٹا ٹکڑا ملا جس پر ایک درانتی اور ایک ہتھوڑی بنی ہوئی تھی حمزہ نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ جب میں نے اسے دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ کسی روسی فوجی افسر کا بیج ہے۔حمزہ نے وہ بیج امریکی فوجی کو دیا اور کہا کہ روسیوں کے بیج ابھی تک یہاں پڑے ہیں تمہارا حال بھی انشاء اللہ یہی ہوگا۔

امریکی کفار کا اذان سے مذاق

قندھار جیل میں اذان پر بھی ساتھیوں کو سزائیں دی جاتیں جب کوئی ساتھی اذان شروع کرتا تو فوجی گانے گانا شروع کر دیتے اور اذان والے ساتھی کو گالیاں دیتے اور Shut up,Shutup کرتے ہوئے چیختے کہ چپ ہو جاؤ، جب انہوں نے دیکھا کہ یہ اس سے نہیں رکتے تو ایک نیا قانون بنا دیا کہ کسی نے اذان دینی ہے تو پست آواز میں دے جو کوئی بھی ذرا سی اونچی آواز میں اذان دیتا اس کو سخت سزا دیتے سخت سردی میں دو دو گھنٹے ہاتھ اوپر کروا کر گھٹنوں کے بل بٹھا دیتے۔

نماز پر سزا اور نماز کی بے حرمتی

جب کسی خیمے سے کسی ساتھی کو تحقیق وغیرہ کے لئے لے جانا ہوتا تو وہ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ قیدی نماز پڑھ رہا ہے۔ خیمے کے باہر آ کر زور زور سے چیختے اور نماز ختم کرنے کا کہتے مگر جب جماعت کھڑی ہوتی تو ساتھی نماز نہیں توڑتے تھے اب نماز کے بعد سب ساتھیوں کو سزا ملتی کہ انہوں نے فوجیوں کا حکم کیوں نہیں مانا۔

ایک دفعہ فجر کی نماز ہو رہی تھی اور عبدالسلام ضعیف صاحب امام تھے اتنے میں بہت سے فوجی تلاشی کے لئے خیمے کے باہر آکر کھڑے ہوگئے اور چیختے ہوئے ساتھیوں کو نماز توڑ کر خیمے کے دوسری طرف جانے کا کہا عبدالسلام صاحب نے نماز نہیں توڑی جب انہوں نے دیکھا کہ قیدی ان کی بات نہیں مان رہے تو سب خیمے کے اندر گھس آئے اس وقت ساتھی سجدے میں تھے، فوجیوں نے انہیں سجدے میں سے ہی اٹھا کر ادھر ادھر پھینکنا شروع کر دیا ور ایک فوجی امام کے سر پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہوگیا اور کافی دیر کھڑا رہا۔

ایک دن مغرب کی نماز میں بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا جب ساتھیوں نے نماز ختم کی تو سب کو سخت سردی میں گھٹنوں کے بل کھڑا کر دیا اور کافی دیر تک ان کو گالیاں دیتے رہے۔

امریکی جیل میں قیدیوں کی حاضری کا طریقہ

میرے قندھار جیل میں پہنچنے کے بعد پہلے مہینے روزانہ تین دفعہ حاضری ہوتی تھی رات تقریباً تین بجے تمام قیدیوں کو اٹھا کر انہیں قطاروں میں کھڑا کر دیتے اور سردی میں کانپتے ہوئے قیدیوں کا مذاق اڑاتے اسی طرح ہر رات تین بار ہوتا۔ میرے وہاں جانے کے ایک مہینے بعد پہلے والے فوجی چلے گئے اور ان کی جگہ نئے آنے والے فوجیوں نے کنٹرول سنبھالا تو ان میں ایک فوجی آفیسر جو بہت ہی متعصب اور متکبر تھا اور قیدیوں سے بہت ہی برا سلوک کرتا تھا اس نے نیا قانون بنایا کہ جس وقت میں باہر والے دروازے سے اندر داخل ہو جاؤں تو تمام خیموں کے قیدی اسی وقت قطاروں میں کھڑے ہو جائیں چاہے کوئی نماز پڑھ رہا ہو یا کوئی اور کام (پیشاب وغیرہ) کر رہا ہو اگر کسی نے اس قانون پر عمل نہ کیا تو اسے سخت سزا ملے گی۔

بہرحال جب وہ باہر سے ظاہر ہوتا تو تمام ساتھی قطار میں کھڑے ہو جاتے اور وہ خبیث اندر آکر فوجیوں سے گپیں لگاتا رہتا اور قیدی قطاروں میں کھڑے رہتے اس کے بعد وہ ہر خیمے کے باہر کھڑا ہو کر قیدیوں کو گھورتا رہتا اور ہر خیمے سے دو تین قیدیوں کو ضرور سزا دیتا۔

اگر کوئی ساتھی پیشاب وغیرہ کے لئے بیٹھا ہوتا تو اسے بھی اٹھنے پر مجبور کیا جاتا، ایک پاکستانی ساتھی نماز پڑھ رہا تھا کہ امریکی خبیث باہر آگیا تو سب ساتھیوں کو قطاروں میں

کھڑا کردیا گیا وہ ساتھی ابھی تک نماز میں کھڑا تھا جب اس نے دیکھا تو غصے سے چیخنے لگا جب اس ساتھی نے نماز ختم کی تو اس نے پوچھا کہ تم پہلے قطار میں کیوں نہیں آئے اس ساتھی نے جواب دیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا، تو اس نے کہا جب میں آجاؤ تو کوئی نماز نہیں، اس کے بعد اس ساتھی کو کئی گھنٹوں تک ہاتھ اوپر کروا کر گھٹنوں کے بل کھڑا کردیا، ایک دفعہ اس نے ہمارے سامنے کھڑے ہو کر ہم سے پوچھا یہ کون سی جگہ ہے ایک ساتھی نے کہا کہ قندھار ہے کسی نے کہا افغانستان ہے، اس نے کہا نہیں یہ امریکستان ہے۔

قیدی مریضوں کی حالت امریکی کیمپ میں

صبح کے وقت ڈاکٹروں کی ایک ٹیم آتی اور ڈاکٹر سارے خیموں کے قیدیوں سے پوچھتے کہ تم کو کوئی تکلیف تو نہیں اور چند اقسام کی گولیاں ان کے پاس ہوتیں اگر کوئی ساتھی ان کو اپنی مرض بتا تا تو اس کا پہلا جواب یہ ہوتا کہ Drink water پانی پیو جب ساتھی کہتے کہ میں نے بہت پانی پیا ہے تو وہ کہتے اور پیو، بعد میں بگرام سے لائے ہوئے ساتھیوں کے پاؤں سردی کی وجہ سے سوج گئے تھے اور وہ اپنے پاؤں پر نہیں چل سکتے تھے ساری رات درد کی وجہ سے جاگتے رہتے تھے، ان سب ساتھیوں کو ایک خیمے میں بند کر دیا گیا اور ان کو ہر وقت نیند کے انجکشن لگائے جاتے انجکشن لگا کر یہ حال کردیا کہ ایک ساتھی کا تو نیچے والا دھڑ ناکارہ ہوگیا اور وہ اپنی ٹانگوں پر کھڑا بھی نہیں ہوسکتا تھا اسی حالت میں اس کو کیوبا لے جایا گیا، بعض ساتھیوں کو نیند کی گولیاں دی جاتیں ایک فوجی آتا اور دوائی دیتا ایک رات وہ دوائی لے کر نہ آیا تو ساتھی سو گئے رات بارہ بجے وہ فوجی آیا اور سب کو جگا کر قطار میں کھڑا کردیا اور کہنے لگا کہ اپنی اپنی نیند کی دوائی لے لو، ہلمند کا ایک ساتھی بیمار تھا وہ بار بار فوجیوں سے فریاد کر رہا تھا مگر اسے دوائی نہیں دی جارہی تھی ایک دن اس نے اپنا مرض بڑھا کر بتایا تا کہ اسے ڈسپنسری لے جائیں اور اسے دوائی وغیرہ مل سکے جب اسے ڈسپنسری لے گئے تو تھوڑی دیر بعد سٹریچر پر ڈال کر واپس لے آئے ایسی حالت میں کہ اس کے سارے کپڑے اتارے ہوئے تھے، اور لا کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا دیا اب سردی بھی سخت تھی تو ایک ساتھی نے اس پر کمبل ڈال دیا مگر جو فوجی اس پر پہرہ دے رہا تھا اس نے وہ کمبل بھی اتروا دیا۔

جیل میں لیٹرین کی صفائی

خیموں میں پیشاب وغیرہ کے لئے لوہے کی بالٹیاں دی ہوئیں تھیں۔صبح کے وقت دو تین ساتھی جن کے پاؤں میں زنجیریں ڈال کر باندھا ہوتا جس کی وجہ سے وہ ایک فٹ سے زیادہ قدم نہیں اٹھا سکتے تھے، ان کے ساتھ بہت زیادہ فوجی ہوتے۔ یہ ساتھی ہر خیمے میں جاتے اور پیشاب کی بالٹیاں اٹھا کر باہر کھڑے ٹرک کے پاس لے جاتے پھر وہاں کھڑے فوجی انہیں اٹھوا کر ڈرموں میں ڈال دیتے۔

امریکی ہم سے یہ کام سزا کے طور پر کرواتے مگر ہم اس سے ایک دوسرے کے حالات معلوم کر لیتے جب یہ ساتھی دوسرے خیموں میں جاتے تو ضروری باتیں ایک دوسرے کو بتا دیتے، ایک دن جب میری باری آئی تو میرے ساتھ تین ساتھی اور بھی تھے ہم تمام خیموں سے بالٹیاں اٹھاتے رہے آخر میں ہمیں بڑے گودام میں لے گئے جہاں چھوٹے چھوٹے پنجروں میں کچھ ساتھی رکھے ہوئے تھے جنہیں ایک دو دن پہلے ہی وہاں لایا گیا تھا جب میں گودام میں داخل ہوا تو ملا خیر اللہ خیر خواہ کو دیکھا ہم نے آپس میں باتیں شروع کر دیں اور فوجی سمجھے کہ ہم بالٹیوں کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں۔بہرحال اس طرح ہمارے حالات ایک دوسرے تک پہنچ جاتے تھے۔

جیل کا کھانا

جیل میں دن میں تین دفعہ کھانا ملتا تھا ایک مرتبہ رات تین بجے دوسرا صبح دس بجے اور تیسرا شام پانچ بجے۔شروع شروع میں دن میں دو دفعہ پیکٹ والا کھانا دیتے اور ایک دفعہ آدھی روٹی پکیٹ والے کھانے میں اکثر گوشت ہوتا جسے ساتھی کھانے سے پرہیز کرتے تھے بعد میں کھانے کی ترتیب تبدیل ہوگئی تو اب صبح کے وقت فوجی کھانا اور شام کے وقت ایک افغانی روٹی دیتے جو اکثر خشک ہوتی اور اس میں سے باسی ہونے کی تو آ رہی ہوتی۔ایک دفعہ میں نے فوجی سے شکایت کی کہ روٹی باسی ہے تو اس نے کہا کہ قندھار کے لوگ ہمیں باہر نہیں جانے دیتے ہم پر حملے کرتے ہیں اس لئے ہم ایک ہفتے کی روٹیاں اکٹھی لے آتے ہیں اس لئے یہ پڑی پڑی خراب ہو جاتی ہیں۔

ساتھی ایک ایک روٹی لے کر اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ جاتے اور پانی کے ساتھ کھاتے، شام کے وقت مکئی کے دانے اور مٹر ابال کر ان کا پانی دیا جاتا۔ پانی کی بوتلیں کاٹ کر گلاس بنائے گئے تھے وہ ان گلاسوں میں تھوڑا تھوڑا پانی ڈال دیتے۔ کبھی کبھی اس پانی کے ساتھ مکئی اور مٹر کے دانے بھی آجاتے تھے۔ جو کھانے والا پیکٹ ہوتا تھا اس میں اکثر اوقات خنزیر کا گوشت ہوتا تھا، جو ساتھی پڑھے لکھے تھے وہ تو پیکٹ کے اوپر سے کھانے کا نام پڑھ لیتے تھے مگر جو ان پڑھ تھے وہ کھول کر کھا جاتے تھے۔ دن میں پانی کی بوتلیں دی جاتیں تھیں جو صرف پینے کے لئے تھا کوئی ساتھی اس سے وضو وغیرہ نہیں کر سکتا تھا اگر کوئی فوجی کسی ساتھی کو اس طرح پانی استعمال کرتے ہوئے دیکھ لیتے تو اسے سخت سزا ملتی۔

امریکی جیل میں قیدیوں کی عید

جیل میں وقت گزر رہا تھا کہ ذوالحجہ کا مہینہ آپہنچا جیسے جیسے عید نزدیک آرہی تھی مترجم اور ریڈ کراس والے قیدیوں کو یہ باتیں بتا رہے تھے کہ آپ لوگوں کو عید پر چھوڑ دیا جائے گا عید سے دو دن پہلے ایک مترجم جب آیا اور اس نے بتایا کہ کل یوم عرفات ہے اگر کسی نے روزہ رکھنا ہے تو اس کے لئے ہم حلال کھانا بنائیں گے۔ عید کے دن بھی آپ سب کو حلال کھانا ملے گا اور دو دن تک آپکو کوئی سزا وغیرہ نہیں ملے گی اور نہ ہی آپ سے کوئی تفتیش وغیرہ ہوگی۔

عید جمعہ کے دن تھی اس لئے ساتھیوں نے فیصلہ کیا کہ ہم عید کی نماز بھی پڑھیں گے ایک یمنی ساتھی نے خطبہ عید دیا اور نماز ادا کی نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعائیں مانگی گئیں۔ سب ساتھیوں کے چہرے آنسوؤں سے تر تھے۔ ہمارے خیمے میں ایک ساتھی جو میران شاہ انگور اڈہ کا رہائشی تھا اس کے خاندان کے سات بندے اسی کیمپ میں بند تھے اس کی عمر ۷۵ سال تھی اور اس کے ساتھ اس کا ایک کم عمر پوتا بھی بند تھا جس کی ابھی داڑھی بھی نہیں آئی تھی عید کے دن وہ بچہ گھر کو یاد کر کے رونے لگا، تمام ساتھی اس کی یہ حالت دیکھ کر بہت پریشان ہوئے اس کا رونا دیکھ کر میرا جگر کٹ رہا تھا۔ نماز سے فارغ ہوئے تو تھوڑی دیر بعد ریڈ کراس والے آگئے ان کے پاس گوشت کی پکی پکائی دیگیں تھیں انہوں نے ایک

بڑے کاسے میں گوشت بھر کر بیس بیس ساتھیوں کو دیا ہر ساتھی کو ایک ایک روٹی بھی دی گئی۔

جب ساتھیوں نے یہ گوشت دیکھا تو بہت خوش ہوئے کیونکہ یہ ان کے علاقائی طریقہ سے پکا ہوا تھا اس لئے سب مطمئن تھے کہ یہ حلال گوشت ہے ساتھی کھانے میں مشغول ہوگئے تو امریکی کیمرے لے کر ہماری تصویریں بنا رہے تھے جس کا مقصود یہ تھا کہ دنیا کو بتائیں کہ ہم قیدیوں کو کیسا کھانا دیتے ہیں، جب کہ حقیقت یہ تھی جب سے میں گرفتار ہوا اس دن سے لے کر آخر دن تک یہ پہلا اور آخری کھانا تھا جس کو ایک مسلمان کھا سکتا ہے۔

گوانتاموبے کے قیدخانے تک

جب عید گزر گئی تو سب ساتھی سوچ رہے تھے کہ کب کیا ہوگا، سب ساتھی بہت تنگ تھے اور گرمی کا موسم بھی سر پر آ پہنچا کیونکہ یہاں لیٹرین اور غسل وغیرہ کا کوئی انتظام بھی نہیں تھا اور جو تین بوتلیں پینے کے پانی کی ملتی تھیں وہ تو بہت ہی کم تھیں، سب ساتھی بہت تنگ آ گئے کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کیوبا کدھر ہے اور وہاں کیا معاملہ ہوگا مگر پھر بھی ہر کوئی اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا، کیونکہ وہاں ہر روز فوجی ہمیں کہتے کہ تمہارے دوسرے ساتھی تو پہنچ گئے اب تمہاری باری ہے اور ساتھ کیوبا کی مشکلات کا ذکر کرتے۔

قیدیوں کی منتقلی ایک دن چھوڑ کر ہوتی تھی جب کسی خیمے کی باری ہوتی تو وہ ساتھی کھانا نہ کھاتے تاکہ طیارے میں کوئی پریشانی وغیرہ نہ ہو اب فوجی آئے اور ہمارے ساتھ والے خیمے کے باہر آ کر کھڑے ہوگئے اور سب قیدیوں کو خیمے کی دوسری طرف کھڑا کر دیا اور اس خیمے سے دو ساتھیوں کو اپنے ساتھ لے گئے اس کے بعد ہمارے خیمے کے باہر آئے اور سب ساتھیوں کو دوسری طرف کھڑا کر دیا، میں بھی اٹھا اور منہ دوسری طرف کر کے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اتنے میں میرے کانوں میں آواز آئی 502 میں نے پیچھے دیکھا اور اٹھ کھڑا ہوا سب ساتھی مجھے حوصلہ دینے لگے اور دعائیں کرنے لگے، میں سب کو دعاؤں کی درخواست کر کے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پیچھے آنے لگا اور میں دل میں سوچ رہا تھا کہ میری آنکھیں آخری بار افغانستان کو دیکھ رہی ہیں۔

جیل کے اردگرد پہاڑوں پر ایک نظر ڈالی اور امریکی فوجی آئے اُلٹا لیٹنے کو کہا میں اُلٹا لیٹ گیا فوجی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے اور میرے ہاتھ پاؤں باندھنے لگے اور میرے منہ پر خریطہ (لمبا تھیلا) چڑھا کر مجھے لے جانے لگے لیکن اس سے پہلے مجھے ایک کرسی پر بٹھا دیا اور قینچی سے میرے کپڑے کاٹنے لگے چند لمحوں بعد میرے جسم پر کپڑا نام کی کوئی چیز نہیں تھی اس کے بعد ایک فوجی جس کے ہاتھ میں بال کاٹنے والی مشین تھی آگے بڑھا اور میری داڑھی جو پہلے ہی بہت چھوٹی تھی اس کو کاٹنا شروع کر دیا۔

داڑھی کے بعد سر کے بال بھی کاٹ دیئے اور اس کے بعد مجھے اسی حالت میں اٹھا کر ایک دوسرے خیمے میں لے جا کر کھڑا کر دیا اس کے بعد مزید آگے لے گئے اور میرے منہ سے کپڑا ہٹا دیا اور میرے ہاتھ پاؤں کھول دیئے اور مجھے مالٹے رنگ کی وردی دی میں نے جلدی جلدی اس کو پہن لیا اس کے بعد پھر میرے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے گئے اور میری آنکھوں پر ایک چشمہ پہنا دیا جس سے کچھ نظر نہیں آتا تھا اور دونوں کانوں پر بھی بھاری خول چڑھا دیئے اور منہ پر ماسک لگا دیا اس کے علاوہ ہاتھوں پر دستانے پہنا دیئے اب ہماری یہ حالت تھی کہ ہمارے جسم کا کوئی حصہ حرکت نہیں کر سکتا تھا۔

اسی حالت میں ہمیں ایک بند خیمے میں بٹھا دیا تین گھنٹوں تک ہم اسی حالت میں بیٹھے رہے پھر ہمارے بازوں مضبوط رسی کے ساتھ باندھ کر ہمیں قطار میں کھڑا کر دیا گیا، کافی دیر بعد بہت سے فوجی آئے اور ہمیں گالیاں دیتے ہوئے طیارے کی طرف لے جانے لگے پھر مجھے دونوں طرف سے پکڑ کر طیارے میں لے گئے اور بٹھا کر میرے پاؤں کو طیارے کے فرش کے ساتھ باندھ دیا اور باقی جسم کو بھی سیٹ کے ساتھ سختی سے باندھ دیا تھوڑی دیر بعد کانوں میں ساتھیوں کی چیخیں آنے لگیں جو ساتھی مریض تھے ان کو پیشاب کی حاجت ہوئی تو انہوں نے بہت کہا کہ ہم نے لیٹرین میں جانا ہے مگر فوجی انہیں لے کر نہیں جا رہے تھے جن ساتھیوں کو پیشاب کے لئے لے جاتے ان کے ساتھ بہت برا سلوک کر رہے تھے، ہر ساتھی کے سامنے ایک فوجی لیزر گن لے کر کھڑا تھا ایک پاکستانی ساتھی نے پیشاب کے لئے بہت آوازیں لگائیں مگر اس کو لیٹرین نہ لے جایا گیا۔ آخر تکلیف کی وجہ سے اس کا مثانہ پھٹ گیا جس کی وجہ سے رہائی تک اس کے پیشاب سے خون آتا رہا، ایک عرب ساتھی کا قندھار میں

بازو کاٹ دیا گیا تھا طیارے میں درد کی وجہ سے وہ بار بار آوازیں لگاتا رہا کئی گھنٹوں تک وہ اسی حالت میں رہا آخر اسے بے ہوشی کا انجکشن لگا کر بے ہوش کر دیا گیا۔

جس ساتھی کو لیٹرین میں لے جاتے اس کی سخت تذلیل کی جاتی اور لیٹرین کے اندر بھی آنکھوں سے عینک نہ اتاری جاتی بس لیٹرین کے اندر لے جا کر کھڑا کر دیتے اور ایک دم کھینچ کر شلوار اتارتے اور کہتے جلدی پیشاب کرو اس تیس گھنٹوں کے سفر میں ہمارے ساتھ جو کچھ ہوا اگر کسی جانور کے ساتھ یہ سب کچھ ہوتا تو وہ بھی کہتا کہ امریکی بہت ظالم ہیں۔

آخر سفر ختم ہو گیا اور طیارہ رک گیا پھر میرے کانوں میں زنجیروں کی آوازیں آنے لگیں اب فوجی آئے اور میرے پاؤں اور جسم سے زنجیریں کھول کر مجھے چلاتے ہوئے طیارے سے نیچے اتار کر تلاشی لی اور دوسرے طیارے میں لے جا کر اسی طرح باندھ کر بٹھا دیا گیا اب ہماری یہ حالت کہ درد کی وجہ سے سر پھٹ رہا تھا آخر یہ طیارہ بھی رک گیا جیسے ہی دروازہ کھلا کانوں میں کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آنے لگیں اور ہیلی کاپٹر بھی کہیں قریب اڑ رہا تھا اتنے میں مجھے اوپر اٹھا کر باہر لے جا کر کھڑا کر دیا گیا۔

پھر اچانک ایک فوجی نے میری کمر پر زور سے ایک مکا مارا اور گالیاں دینی شروع کر دیں اب مجھے اوپر اٹھا کر ایک اونچی جگہ سے نیچے گرا دیا پھر اٹھایا اور گھسیٹتے ہوئے لیجا کر ایک ساتھی کے اوپر پھینک دیا وہ ساتھی پہلے ہی درد سے چلا رہا تھا اور مجھے آلتی پالتی مار کر بٹھا دیا۔ ایک ساتھی اسی طرح جس طرح مجھے دوسرے کے اوپر پھینکا تھا میرے اوپر آ کر گرا۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ ایک بس ہے جس میں ہمیں کسی اور جگہ لے جا رہے ہیں اس وقت ہمیں حرکت اور بات کرنے کی بالکل اجازت نہیں تھی جو ساتھی تھوڑی سی بھی حرکت کرتا تو فوجی لاتوں اور مکوں سے اسے مارنا شروع کر دیتے، تھوڑی دیر بعد بس کھڑی ہوگئی اور اس کا انجن بند ہو گیا اور ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ بس کو کسی کشتی میں کھڑا کر دیا گیا ہے کیونکہ ہم سب ہچکولے کھا رہے تھے پھر دوبارہ بس اسٹارٹ ہوئی اور چلنے لگی پھر تقریباً پندرہ بیس منٹ چلنے کے بعد رک گئی سارے راستے فوجیوں کے چیخنے کی آوازیں کانوں میں آتی رہیں جب بس رک گئی تو ساتھیوں کے نیچے اترنے کا عمل شروع ہوا جب مجھے اٹھا کر نیچے اتارا تو سب سے پہلے گرم ہوا جسم سے ٹکرائی اور کانوں میں کتوں کی آوازیں آنے لگیں اور ہیلی کاپٹر بھی ہمارے

سروں پر اڑ رہا تھا بس سے اتر جانے کے تھوڑی دیر مختلف موڑ کاٹنے کے بعد ہمیں زمین پر گھٹنوں کے بل بٹھا دیا گیا جوں جوں وقت گزر رہا تھا ٹانگوں میں درد بڑھ رہا تھا اور سارا جسم پسینے سے تر ہو گیا تھا۔

دور اور نزدیک سے فوجیوں کے چیخنے کی آواز اب بھی آ رہی تھی جو ساتھیوں کو مار رہے تھے اور گالیاں دے رہے تھے بہت سے ساتھی اسی حالت بیٹھے بیٹھے گر کر بے ہوش ہو گئے جو ساتھی درد کی شدت سے آواز نکالتا سر پہ کھڑا فوجی اسے گردن سے پکڑ کر مارنا شروع کر دیتا اور چپ رہنے کا کہتا اس طرح ڈیڑھ دو گھنٹے تک سب کو اسی حالت میں بٹھائے رکھا اب ایک کو لے جانے لگے میں نیم بے ہوشی کی حالت میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں مجھے دونوں بغلوں سے پکڑ کر اٹھایا گیا جب میں کھڑا ہو گیا تو میری گردن کو مضبوطی سے پکڑ کر آگے کی طرف جھکا دیا گیا اور مجھے آگے لے جانے لگے جس وقت ہم کو بس سے اتارا گیا تھا اس وقت دھوپ بہت سخت تھی اور اندھیرا ہو چکا تھا اب مجھے ایک دوسری جگہ لے جا کر کھڑا کر دیا گیا اور بہت سے امریکیوں نے قینچیوں سے میرے کپڑے کاٹنے شروع کر دیئے جب اس کام سے فارغ ہوئے تو میری آنکھوں سے عینک اور کانوں پر لگے خول کے ساتھ ساتھ منہ سے ماسک بھی اتار دیا گیا جب میری آنکھوں نے دیکھنا شروع کیا تو میرے سامنے بہت سے فوجی کھڑے تھے جو مکمل طور پر مسلح تھے، اور انہوں نے لوہے کے ہیلمٹ پہنے ہوئے تھے اور باقی تمام جسم پر بھی عجیب قسم کا لباس پہنے ہوئے تھے ایسے لگتا تھا جیسے کوئی روبوٹ کھڑا ہو، میرے ہاتھ ابھی تک باندھے ہوئے تھے، ایک فوجی نے میرے ہاتھ میں صابن دیا اور انگریزی میں کچھ کہا ایک دم اوپر سے پانی آنا شروع ہو گیا میں جلدی جلدی اپنے جسم پر صابن ملنے لگا ابھی آدھے جسم پر صابن لگا ہوا تھا کہ اس نے پانی بند کر دیا اور ایک تولیہ میری کمر سے لپیٹ دیا اور پاؤں میں دوبارہ بیڑیاں لگا دیں اور سر نیچے جھکا کر مجھے وہاں سے نکال کر ایک خیمے میں لے گئے اس خیمے میں بہت سے ڈاکٹر مرد اور عورتیں تھیں اب میرے منہ سے تھوک کا اور جسم سے خون کا سیمپل لیا گیا تمام ساتھی زنجیروں میں جکڑے ہوئے بے جان لاش کی طرح سب کچھ برداشت کر رہے تھے، اس نازک اور تکلیف دہ مرحلے کے بعد مجھے ایک اور خیمے میں لے جایا گیا اور میرے فنگر پرنٹ اور میری تصویریں لیں گئیں۔ یہاں پر بتاتے چلیں کہ تھوک

ور خون کا سیمپل DNA ٹیسٹ کے لیے لیا جاتا تھا اور امریکی خفیہ ایجنسیاں اپنے پاس یہ سیمپل محفوظ رکھتے ہیں۔ یہاں یہ بھی واضح کرتے چلیں کہ امریکی FBI یا CIA نے تمام مجاہدین قیدیوں کا ریکارڈ پورے امریکہ کے ایئرپورٹوں پر پھیلا رکھا ہے اور ہر قیدی چاہے وہ شبرغان، کابل، قندھار یا گوانتاناموا میں قید رہا ہو ان سب کو امریکی ایجنسیاں Suspect terireset (مشتبہ دہشت گرد) قرار دے چکی ہیں۔ اس DNA کی بدولت قیدی آئندہ کے لیے امریکہ داخل نہیں ہو سکتے لیکن مجاہدین کے ساتھ اللہ کی نصرت ہے وہ اس سے بہتر حل نکال لیتے ہیں۔ اس کے بعد سوالات کا مرحلہ شروع ہوا۔

سب سے پہلا سوال یہ تھا:

سوال: تمہارا نام کیا ہے؟

جواب: میرا نام امین اللہ ہے۔

سوال: کس جگہ کے رہنے والے ہو؟

جواب: چمن پاکستان کا۔

باقی سوال وہی تھے جو قندھار اور بگرام جیل وغیرہ میں پوچھے گئے تھے، اس کے بعد میری کلائی پر سرخ رنگ کی ایک پلاسٹک کی گھڑی باندھ دی گئی فوجیوں نے مجھے کپڑے پہنائے اور مجھے خیمے سے اس حالت میں باہر لے گئے کہ ایک فوجی نے میری گردن کو بالکل نیچے دبا کر رکھا ہوا تھا پھر مجھے ایک چھوٹی گاڑی میں بٹھا دیا اور گاڑی چلنے لگی مختلف دروازوں سے گزرنے کے بعد گاڑی ایک جگہ رک گئی مجھے دو فوجیوں نے گاڑی سے اتارا تو وہاں پر موجود ایک فوجی نے جیب سے چابی نکال کر ایک چھوٹا دروازہ کھولا دونوں فوجیوں نے مجھے بازؤں سے پکڑا ہوا تھا مجھے ان فوجیوں کے پاؤں نظر آرہے تھے اس دروازے سے گزرنے کے بعد فوجی نے دروازہ بند کر دیا اب مجھے ایک تنگ گلی میں کھڑا کر دیا کچھ دیر بعد ہمارے سامنے ایک اور دروازہ کھلا جس کو دوسری طرف سے کھولا گیا تھا اب مجھے اندر لے جایا گیا کچھ سیڑھیاں چڑھنے کے بعد لوہے کا فرش شروع ہو گیا میرے دونوں طرف پنجرے تھے اور ان کے درمیان سے گزارتے ہوئے مجھے ایک پنجرے میں داخل کر دیا اور دروازہ بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد دروازے میں موجود سوراخ سے میری کمر کی زنجیر کھولی گئی، اور پھر میرے ہاتھ

ؤں کی زنجیروں کو بھی کھول دیا گیا، اور دونوں سوراخوں پر موجود چھوٹی کھڑکیاں بند کر دی گئیں۔

جب فوجی چلے گئے تو میں نے ادھر ادھر دیکھا تو میرے سامنے والے پنجرے میں عبدالرحیم مسلم دوست تھے جو گوانتاناموکی ٹوٹی زنجیریں پشتو میں کتاب کے مصنف بھی ہیں جو کہ اردو میں بھی چھپ گئی ہے۔ ان کے ساتھ ان کے چھوٹے بھائی استاد بدرالزمان بدر بھی گوانتانامو میں قید تھے ان دونوں بھائیوں نے مل کر گوانتانامو پر کتاب لکھی اور عبدالسلام ضعیف صاحب بھی تھوڑے فاصلے پر موجود تھے۔ ملا عبدالسلام ضعیف صاحب نے بھی گوانتا نامو سے رہا ہونے کے بعد قید کے حالات پر کتاب گوانتانامو کی تصویر کے نام سے پشتو میں لکھی۔ ان دونوں کتابوں میں اور خاص کر عبدالرحیم مسلم دوست اور بدر الزمان بدر کی کتاب میں لشکر طیبہ اور جماعۃ الدعوۃ کے حوالے سے کافی تنقید کی گئی۔ میں رہائی کے بعد ان سے پشاور بھی ملنے گیا تھا۔ اس وقت دونوں بھائی ایس آئی اور جماعۃ الدعوۃ کی دھمکیوں کا بھی تذکرہ کر رہے تھے۔ یہ کتاب بعد میں اردو میں چھپ کر ہزاروں کی تعداد میں بک چکی ہے۔ ملا عبدالسلام ضعیف صاحب ایک دن پہلے قندھار سے لائے گئے تھے سب ساتھیوں سے سلام دعا کے بعد عبدالسلام ضعیف صاحب نے بتایا کہ یہاں وضو وغسل وغیرہ کے لئے پانی موجود ہے اور قندھار سے کچھ اچھی جگہ ہے امریکی فوجی وقفہ وقفہ سے ساتھیوں کو لا رہے تھے میں نے پنجرے کا جائزہ لیا یہ ایک چھوٹی سی جگہ تھی جس کے کونے میں ایک پانی کا نلکا بھی لگا ہوا تھا، اور اس کے ساتھ لیٹرین بھی تھی اور لیٹرین کے ساتھ لوہے کا بیڈ تھا جب ہم بیڈ پر سوتے تو ہمارے پاؤں لیٹرین میں چلے جاتے تھے اور لیٹرین کے اوپر ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی جب ایک دو دن پنجرے میں گزرے تو معلوم ہوا کہ یہ پنجرے ایک کنٹینر میں بنے ہوئے تھے۔

گوانتانامو بے کیا ہے؟

میری معلومات کے مطابق کیوبا کے اس کے علاوہ کچھ اور جزیرے بھی تھے جس میں امریکیوں نے جیل بنائی ہوئی تھی ایک جزیرہ وہ تھا جہاں ہمیں طیارے نے اتارا تھا دوسرا جس میں امریکہ ۔۔ جیل بنائی ہوئی تھی ان دونوں کا فاصلہ تقریباً بیس پچیس منٹ کے سفر کے

بر تھا جس جزیرے پر جیل تھی اس کے اردگرد سمندر تھا اور جیل کے مشرق کی طرف ایک
وٹی پہاڑی تھی جو درختوں اور جھاڑیوں سے بھری ہوئی تھی اس پہاڑی کی چوٹی پر امریکیوں
نے مورچے بنائے ہوئے تھے اور اکثر اوقات بکتر بند گاڑیاں بھی چوٹی پر نظر آتی تھیں مغرب
ی طرف ایک سڑک نظر آتی تھی جہاں سے فوجی بسیں اور گاڑیاں گزرتی رہتی تھیں۔ شمال کی
رف سمندر تھا اور جنوب کی طرف فوجیوں کی رہائش گاہیں تھیں۔

وانتانامو بے میں کیمپوں کی تعداد

میری معلومات اور مشاہدے کے مطابق بہت سے کیمپ تھے جہاں پر قیدیوں کے
اتھ مختلف سلوک ہوتا تھا جن کے بارے میں میں جانتا ہوں یا میں نے دیکھے ہیں۔ وہ
مندرجہ ذیل ہیں۔

) ایکسرے کیمپ	(۴) کیمپ فور
۲) ڈیلٹا کیمپ	(۵) کیمپ فائیو
۳) ایکو کیمپ	(۶) ایگوانا کیمپ

یکسرے کیمپ

قندھار جیل سے جن ساتھیوں کو پہلے پہل گونتانامو منتقل کیا گیا انہیں کیمپ
یکسرے میں رکھا گیا جہاں ان کے ساتھ انتہائی برا سلوک کیا جاتا تھا ہمیں کیونکہ کیمپ ڈیلٹا
ں لے جایا گیا تھا اور اس سے پہلے کیمپ ایکسرے میں موجود ساتھیوں کو بھی وہاں سے کیمپ
یلٹا میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ ہم سے پہلے جانے والے ساتھیوں نے کیمپ ایکسرے میں تین ماہ
گزارے اس لئے آگے جانے سے پہلے کیمپ ایکسرے کے بارے میں بھی اہم معلومات و
اقعات درج کرتا ہوں۔

یمپ ایکسرے کا منظر

اس کیمپ میں چھ بلاک تھے اور ہر بلاک میں چالیس چالیس پنجرے تھے اور ا سے
لفاء، براوٗ، چارلی، ڈیلٹا، ایکو، فاسٹر کا نام دیا گیا تھا۔

ہر حصے میں چھ چھ قیدی تھے انہیں اسی بلاک کے نام سے مخاطب کر کے پکارا جاتا تھا پنجرے کے دروازے کے نیچے فرش پر بلاک اور پنجرے کا نمبر لکھا ہوا تھا، جب کسی قیدی سے بات کرنی ہوتی تو اس کو اس طرح بلاتے یلفاء' چارلی' فائیو، شروع کے دنوں میں اس کیمپ میں ساتھیوں کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔

کیمپ ایکسرے میں قیدیوں سے برتاؤ

ساتھیوں کو آپس میں بات کرنے کی بالکل اجازت نہیں تھی اگر کوئی ساتھی دوسرے ساتھی سے بات کرتا تو امریکی اس کو چیختے ہوئے گندی گندی گالیاں دینی شروع کر دیتے کیمپ میں فوجی کا اپنا قانون تھا ہر پنجرے میں پلاسٹک کی دو بالٹیاں دی ہوئی تھیں جن میں سے ایک میں پینے کا پانی ہوتا اور دوسری پیشاب کے لئے تھی، اسی طرح ہر بلاک کے کونے میں پانی کا نلکا لگا ہوا تھا، جب پانی ختم ہو جاتا تو فوجی اپنی مرضی سے اس میں پانی ڈالتے اور یہ بھی صرف پینے کے لئے تھا وضو و غسل وغیرہ کے لئے اس کو استعمال کرنے کی بالکل اجازت نہیں تھی، شروع شروع میں تو کئی دنوں تک ساتھی تیمّم سے نماز پڑھتے رہے، جب کسی ساتھی کو پیشاب کی حاجت ہوتی تو اسے چادر وغیرہ سے پردہ تک کرنے کی اجازت نہیں تھی، اس کیمپ میں بعض زخمی ساتھی بھی تھے، جن میں سے کچھ کی ٹانگیں کٹی ہوئی تھیں، ان کو پیشاب کے لئے فوجی باہر لے کر جاتے تھے پنجروں کے ایک طرف پلاسٹک کی بنائی ہوئی لیٹرینیں تھیں، جب کسی ساتھی کو حاجت پیش آتی تو وہ فوجی کو کہتا فوجی وائرلس سٹ پر اپنے بڑے افسر سے بتاتا تو وہ دو فوجیوں کو بھیجتا جن کے پاس ہتھکڑیاں ہوتیں تو وہ ساتھیوں کو ہاتھ اور پاؤں سے باندھ کر لیٹرین میں لے جاتے، لیٹرین میں ساتھی کا ایک ہاتھ کھول دیا جاتا اور فوجی دروازے سے دیکھتا رہتا۔

ان بالٹیوں کے علاوہ ایک صابن، چپل ٹوتھ پیسٹ، اور پانی کی بوتل پنجرے میں ہوتی تھی۔ جب فوجیوں کی شفٹ تبدیل ہوتی اور نئے فوجی بلاک میں آتے تو ان چیزوں کو دیکھتے اور ساتھیوں کو کہتے صابن کو چپل کے ساتھ رکھو اور پانی کی بوتل کو بالٹی کیساتھ رکھو تھوڑی دیر بعد دوسرا فوجی بے غیرت آتا اور کہتا پانی والی بوتل کو وہاں رکھو اور فلاں چیز کو وہاں

رکھو سارا دن بس یہی کام تھا، اگر کوئی ساتھی لیٹا ہوتا تو اس کو کہتے بیٹھ جاؤ اور اگر بیٹھا ہوتا تو اس کو کہتے دوسری طرف رخ کر کے بیٹھو رات کے وقت جب ساتھی سو جاتے تو فوجی ایک ساتھی کو اٹھاتے اور کہتے اپنے ہاتھ چادر سے باہر نکال کر دکھاؤ اور سر پر بھی چادر نہیں ڈالنا، جب دن ہو جاتا اور گرمی بڑھ جاتی تو دھوپ بالکل پنجروں کے اندر آتی اگر کوئی ساتھی دھوپ سے بچنے کے لئے پنجرے کی جالی پر چادر وغیرہ ڈالتا تو فوجی فوراً تروا دیتے اور کہتے اس کی اجازت نہیں ہے۔

ایکسرے کیمپ میں کھانا

صبح ناشتے میں کچھوے کا ایک انڈا ملتا تھا اور اس کے ساتھ تھوڑا سا دلیہ اور دو عدد ڈبل روٹی بھی دیتے تھے، اس کیمپ میں یہ قانون تھا کہ کھانے کے لئے پانچ منٹ دیے جاتے' وقت ختم ہوتے ہی فوجی چیخنا شروع کر دیتے اور کھانا واپس لے لیتے، شام کے وقت ابلے ہوئے چاول اور لوبیہ ملتا تھا اگر چاولوں کو کوئی گننا چاہتا تو بڑی آسانی سے گن سکتا تھا، کیونکہ چاول صرف چند چمچ ہی ہوتے تھے، ساتھی پہلے ہی بھوک کی وجہ سے بہت کمزور ہو چکے تھے یہاں پہنچ کر مزید بیمار ہونے لگے، دن کے وقت جو کھانا ملتا تھا وہ ایک فوجی کے بقول دس سال پرانا تھا۔ یعنی پیکٹوں میں سٹور کیا ہوا کھانا جب یہ پیکٹ قیدی کو دیتے تو اس کی گنتی کرتے اور جب خالی پیکٹ واپس لیتے تو بھی ان کی گنتی کرتے اگر کوئی چیز کم ہوتی تو پورے بلاک کی تلاشی لیتے۔

کیمپ میں غسل

اس کیمپ میں امریکیوں نے انتہائی بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہم کو غسل کے نام پر بہت بے عزت کیا سب کو ہفتے میں ایک بار غسل کے لئے ضرور باہر لے جاتے، قیدیوں کے پنجروں سے علیحدہ چار چار غسل خانے بنائے گئے تھے، جن کے دروازوں پر جالی لگی ہوئی تھی پہلے پہل جب کسی بلاک میں قیدیوں کے غسل کا دن ہوتا تو فوجی آتے اور سب کو کپڑے اتارنے کا کہتے جو کوئی مزاحمت کی کوشش کرتا اس کے ساتھ سختی سے پیش آتے،

سب کواسی حالت میں غسل خانے میں لے جاتے اور دومنٹ غسل کے لئے دیتے شاور سے پانی آنا شروع ہوتا اور جب دس سیکنڈ رہ جاتے تو فوجی اونچی آواز میں بھوکنا شروع ہو جاتا ا ور ساتھیوں کوجسم پر لگے صابن کو صاف کرنے کا موقع بھی نہ دیا جاتا اور باہر سے پانی بند کر دیا جاتا، اوراسی حالت میں باندھ کر پنجرے میں بند کردیا جاتا، ساتھی اس غسل سے بچنے کے لئے مختلف تدابیریں سوچتے رہتے تھے کچھ دنوں بعد ساتھیوں کے پر زور احتجاج کے بعد چھوٹے چھوٹے نکر دے دیئے گئے۔

گوانتانامو میں شعائر اسلام کے ساتھ مذاق

اس کیمپ میں سب سے تکلیف دہ چیز فوجیوں کا قرآن ونماز اور دیگر شعائر اسلام کے ساتھ مذاق و بے حرمتی تھی۔ اس کیمپ میں تین بار اذان سپکیر پر سنائی جاتی بنگلہ دیش کا ایک شخص جو امریکی فوج میں کیپٹن تھا اس نے اذان ریکارڈ کی ہوئی تھی وہ تینوں دفعہ یہی ریکارڈ کی ہوئی اذان چلاتا تھا، جب اذان کی آواز آتی تو امریکی فوجی شور کرنے لگ جاتے اورفحش گانے گانا شروع کردیتے جب کوئی ساتھی اذان دیتا تو اس کے سامنے کھڑے ہو کر رقص کرتے اوراس کوگالیاں دیتے۔

کیمپ میں نماز کے ساتھ مذاق

نماز کے لئے سر پر کپڑا یا کوئی اور چیز رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ شروع کے دنوں میں تو کھڑے ہوکر نماز بھی پڑھنے کی اجازت نہیں تھی اگر کوئی ساتھی کھڑا ہوکر نماز پڑھتا تو اسے پہلے بیٹھنے کے لئے کہا جاتا اگر وہ نہ بیٹھتا تو بہت سے فوجی ہیلمٹ اور بلٹ پروف جیکٹیں وغیرہ پہن کر آجاتے (جس کا نام ارف ٹیم تھا) اور قیدی کونماز کی حالت میں ہی مارنا شروع کردیتے اور باندھ کر چلے جاتے، اگر کوئی بیٹھ کرنماز پڑھتا کسی اورفوجی کو پتہ چل جاتا تو وہ اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا اورنماز توڑنے پر مجبور کرتا۔

قرآن کی بے حرمتی

اس کیمپ میں جب کسی پنجرے کی تلاشی لی جاتی تو فوجی قرآن کو اٹھاتا اور الٹا

سیدھا کر کے ایک طرف پھینک دیتا۔ جب فوجی کو اس فعل سے منع کرتے تو وہ کہتا میں اپنا کام کرر ہا ہوں سیف الاسلام (جو اصل میں سیف الکفر تھا) یہ امریکہ کی طرف سے دینی امور پر مقرر تھا ساتھیوں نے بار بار اس کو بتایا کہ یہ فوجی قرآن کی بے حرمتی کرتے ہیں تو وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا اس بارے میں ہم کچھ نہیں کر سکتے، ایک دفعہ ڈیلٹا بلاک میں ایک ساتھی کو سر سے تولیہ اتارنے کا کہا گیا وہ ساتھی نماز پڑھ رہا تھا اس نے اپنی نماز جاری رکھی تو مار کٹائی ٹیم والے آگئے اور اس ساتھی کو مارنا شروع کر دیا اسی دوران ایک فوجی نے قرآن کو پکڑ کر کک لگائی جب ساتھیوں نے یہ دیکھا تو سب ساتھیوں نے سارا سامان پنجروں سے باہر پھینک دیا اور بھوک ہڑتال کا اعلان کر دیا۔

کیمپ میں بھوک ہڑتال

اس واقعہ کے بعد سب ساتھیوں نے فیصلہ کیا کہ ہم امریکیوں کا کھانا نہیں کھائیں گے اور نہ ہی اس کی کوئی اور چیز استعمال کریں گے۔ بلکہ ان سے کوئی بات بھی نہیں کریں گے، یہ واقعہ عصر کے وقت پیش آیا جب رات کا کھانا آیا تو سب ساتھیوں نے کھانا لینے سے انکار کر دیا امریکی سمجھے کہ دن بھوک سے تنگ آ کر یہ لوگ کھانا کھانا شروع کر دیں گے۔ اگلی صبح ناشتہ بھی ٹھکرا دیا گیا دن کو بھی یہی صورت حال رہی تین دن اسی طرح گزر گئے اب امریکیوں کے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں تین دن بعد آفیسر بلاکوں میں آئے اور ساتھیوں کو کھانا کھانے پر آمادہ کرنے لگے، امریکیوں کے لئے سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ ساتھی تفتیش کے دوران بالکل بات نہیں کرتے تھے اس وجہ سے ان کا سارا نظام درھم برھم ہو گیا ساتھی کھانا کھانے پر بالکل آمادہ نہیں ہو رہے تھے، اب جب پانچ چھ دن گزرے اور ساتھی بے ہوش ہونے لگے تو جو ساتھی بے ہوش ہو کر گر جاتا اس کو فوجی اٹھا کر ہسپتال لے جاتے اور اس کو بذریعہ نالی خوراک دیتے تقریباً دو ہفتوں تک سب ساتھیوں نے ہڑتال میں حصہ لیا پھر آہستہ آہستہ ساتھی کھانا کھانے لگے کویت کے ایک ساتھی عبدالعزیز سفینہ نے تین مہینے اور دس دن کھانا نہیں کھایا اسے ہسپتال میں نالی سے ہی خوراک دیتے رہے۔

جب امریکیوں نے دیکھا کہ انہوں نے قرآن کے لئے اتنے دن تک کھانا نہیں

سیدھا کر کے ایک طرف پھینک دیتا۔ جب فوجی کو اس فعل سے منع کرتے تو وہ کہتا میں اپنا کام کر رہا ہوں سیف الاسلام (جو اصل میں سیف الکفر تھا) یہ امریکہ کی طرف سے دینی امور پر مقرر تھا ساتھیوں نے بار بار اس کو بتایا کہ یہ فوجی قرآن کی بے حرمتی کرتے ہیں تو وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا اس بارے میں ہم کچھ نہیں کر سکتے، ایک دفعہ ڈیلٹا بلاک میں ایک ساتھی کو سر سے تولیہ اتارنے کا کہا گیا وہ ساتھی نماز پڑھ رہا تھا اس نے اپنی نماز جاری رکھی تو مار کٹائی ٹیم والے آ گئے اور اس ساتھی کو مارنا شروع کر دیا اسی دوران ایک فوجی نے قرآن کو پکڑ کر کک لگائی جب ساتھیوں نے یہ دیکھا تو سب ساتھیوں نے سارا سامان پنجروں سے باہر پھینک دیا اور بھوک ہڑتال کا اعلان کر دیا۔

کیمپ میں بھوک ہڑتال

اس واقعہ کے بعد سب ساتھیوں نے فیصلہ کیا کہ ہم امریکیوں کا کھانا نہیں کھائیں گے اور نہ ہی اس کی کوئی اور چیز استعمال کریں گے۔ بلکہ ان سے کوئی بات بھی نہیں کریں گے، یہ واقعہ عصر کے وقت پیش آیا جب رات کا کھانا آیا تو سب ساتھیوں نے کھانا لینے سے انکار کر دیا امریکی سمجھے کہ دن بھوک سے تنگ آ کر یہ لوگ کھانا کھانا شروع کر دیں گے۔ اگلی صبح ناشتہ بھی ٹھکرا دیا گیا دن کو بھی یہی صورت حال رہی تین دن اسی طرح گزر گئے اب امریکیوں کے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں تین دن بعد آفیسر بلاکوں میں آئے اور ساتھیوں کو کھانا کھانے پر آمادہ کرنے لگے، امریکیوں کے لئے سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ ساتھی تفتیش کے دوران بالکل بات نہیں کرتے تھے اس وجہ سے ان کا سارا نظام درھم برھم ہو گیا ساتھی کھانا کھانے پر بالکل آمادہ نہیں ہو رہے تھے، اب جب پانچ چھ دن گزرے اور ساتھی بے ہوش ہونے لگے تو جو ساتھی بے ہوش ہو کر گر جاتا اس کو فوجی اٹھا کر ہسپتال لے جاتے اور اس کو بذریعہ نالی خوراک دیتے تقریباً دو ہفتوں تک سب ساتھیوں نے ہڑتال میں حصہ لیا پھر آہستہ آہستہ ساتھی کھانا کھانے لگے کویت کے ایک ساتھی عبدالعزیز سفینہ نے تین مہینے اور دس دن کھانا نہیں کھایا اسے ہسپتال میں نالی سے ہی خوراک دیتے رہے۔

جب امریکیوں نے دیکھا کہ انہوں نے قرآن کے لئے اتنے دن تک کھانا نہیں

کھایا اور ہمارا مکمل بائیکاٹ بھی کر رکھا ہے تو نہوں نے ایک قانون بنایا کہ کوئی بھی فوجی قرآن کو ہاتھ نہیں لگائے گا، اس قانون کے بعد ساتھیوں نے کھانا شروع کر دیا، اس ہڑتال سے فوجیوں پر مجاہدین کا بہت رعب بیٹھ گیا کیونکہ وہ تو ہر وقت منہ مارتے ہی رہتے تھے کبھی ٹافی بسکٹ اور کبھی پیپسی برگر جب انہوں نے دیکھا کہ ہفتوں ہفتوں یہ لوگ کھانے کو دیکھتے تک نہیں تو وہ قیدیوں کو کوئی اور ہی مخلوق سمجھنے لگے ہڑتال کے دوران کوئی ساتھی نہ تو غسل کے لئے جاتا تھا اور نہ ہی فوجیوں کا کوئی حکم مانتا تھا، فوجی سر پیٹتے رہتے تھے مگر ساتھی ٹس سے مس تک نہیں ہوتے تھے کیمپ میں ورزش کے لئے مہینے میں ایک دفعہ سب کو پنجروں سے باہر نکالتے تھے اور ایک ایسی جگہ پر لے جاتے جہاں دو بلاکوں کے درمیان ایک خالی جگہ تھی وہاں جا کر پاؤں کی زنجیر کھول دی جاتی اور ہاتھ بندھے ہی رہتے ایک فوجی ایک طرف کھڑا ہوتا اور دوسرا ادھر ادھر دیکھتا رہتا یہاں بات کرنے کی اجازت بالکل نہیں تھی دائیں بائیں بلاکوں میں بھی ساتھی تھے ہم صرف ان ساتھیوں سے سلام دعا کے لئے جاتے تھے وہ ساتھی بھی دیکھتے رہتے جب ان کی جان پہچان والا کوئی ورزش کے لئے آتا تو فوجیوں سے چھپ کر اس سے باتیں کرنے کی کوشش کرتے۔ دس منٹ ہم یہاں چکر لگاتے رہتے پھر دوبارہ پاؤں میں زنجیریں ڈال کر واپس پنجرے میں لے جاتے۔

کیمپ ڈیلٹا

یہ وہ کیمپ تھا جس میں مجھے لے جایا گیا تھا اور ایکسرے کیمپ سے بھی قیدیوں کو یہاں لایا گیا تھا ڈیلٹا کیمپ بہت بڑا کیمپ تھا جسے ڈیلٹا ون، ڈیلٹا ٹو، کا نام دیا گیا تھا ڈیلٹا ون میں سترہ بلاک تھے (۱) الفا بلاک (۲) براوٗ بلاک (۳) چارلی بلاک (۴) ڈیلٹا بلاک ٹو (۵) ایکو بلاک (۶) فاکسرو بلاک (۷) گلف بلاک (۸) ہوٹل بلاک (۹) انڈیا بلاک۔ یہ سب بلاک ڈیلٹا ون کیمپ میں تھے ان میں سے انڈیا بلاک میں چوبیس کمرے تھے جو بالکل بند تھے جہاں ساتھیوں کو سزا دی جاتی تھی اور ساتھیوں میں انفرادی بلاک کے نام مشہور تھا یہاں ساتھیوں سے سارا سامان لے لیا جاتا اور اے۔سی فل کھول دیا جاتا جس کی وجہ سے سخت سردی ہو جاتی تھی، ایک ایک ماہ تک ساتھیوں کو اس بلاک میں رکھا جاتا جب ساتھی ادھر سے

نکلتے تو بالکل مریض ہو جاتے، انڈیا بلاک کے علاوہ یہاں کے سارے بلاک جالیوں والے پنجرے تھے اور سب قیدیوں کو انہی بلاکوں میں رکھا جاتا تھا۔

ڈیلٹا ٹو کے دس بلاک

(۱) ایکو بلاک (۲) لیما بلاک (۳) مائک بلاک (۴) نومبر بلاک) (۵) اوسکر بلاک (۶) پاپا بلاک (۷) کیوبک بلاک (۸) رومیو بلاک (۹) سیارہ بلاک (۱۰) ٹینگو بلاک۔ ان دس بلاکوں میں سے اوسکر بلاک اور نومبر بلاک بھی انفرادی بلاک تھے نومبر بلاک میں چھتیس کمرے تھے اور اوسکر بلاک میں چوبیں کمرے تھے رومیوں بلاک اور کیوبک بلاک میں پنجروں کے آگے موٹے شیشے لگے ہوئے تھے یہاں ساتھیوں کے پاس کپڑے بھی نہیں ہوتے تھے اور مزید ظلم یہ کہ سے ائیر کنڈیشن بھی چلا دیا جاتا تھا۔ جس سے سردی کے ساتھ ساتھ شور میں بھی اضافہ ہو جاتا تھا جس کی وجہ سے ساتھیوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔ ہر بلاک میں اڑتالیس پنجرے تھے اور ہر پنجرہ 6x6 فٹ کا تھا بلاکوں کے درمیان تاروں کی دیوار تھی جس پر موٹا سبز کپڑا لگا ہوا تھا۔

تفتیش کا طریقہ کار

قیدیوں کے بلاکوں سے باہر بہت سے تفتیشی کمرے تھے جب کسی قیدی کو بلاک سے تفتیش کے لئے لے جاتے تو ان فوجیوں کے پاس سٹیل کی بیڑیاں ہوتیں تھیں جن کو دیکھ کر ہم سمجھ جاتے کہ فوجی کسی ساتھی کو تفتیش پر لے جانے کے لئے آئے ہیں، سب بے تابی سے دروازوں کے پاس کھڑے ہو جاتے اور دیکھتے کہ تحقیق کے لئے کس کو لے جانے آئے ہیں فوجی آگے بڑھتے بڑھتے مطلوبہ نمبر کے پنجرے کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور دروازے میں موجود ایک چھوٹی کھڑکی کھولی جاتی جس میں سے قیدی اپنے ہاتھ اس کھڑکی سے باہر کرتا تو فوجی دونوں ہاتھوں پر ہتھکڑی لگاتے اس کے بعد اس کی کمر سے زنجیر لپیٹ کر پیچھے کی طرف تالہ لگا دیتے اور پھر ایک زنجیر ہاتھوں سے ہوتی ہوئی پاؤں تک جاتی تھی پاؤں کی جگہ بھی ایک کھڑکی تھی اس سے پاؤں میں بیڑیاں لگائی جاتیں جب ہاتھ پاؤں باندھ دیئے

جاتے تو بلاک کا انچارج تالہ کھولتا فوجی ساتھی کو پکڑ کر باہر نکالتے اور درمیان میں موجود راستے پر کھڑا کر کے تلاشی لی جاتی، تلاشی سر کے بالوں سے شروع ہوتی فوجی سر پر ہاتھ پھیرتا پھر داڑھی میں انگلیاں ڈالتا اور منہ کھولنے کا کہتا پھر بغلوں اور چھاتی سے ہوتے ہوئے نیچے نازک حصوں کی تلاشی لی جاتی آخر میں ربڑ کے جوتے اتروا کر انہیں الٹ پلٹ کر دیکھتے۔

اس سارے کام کے بعد دونوں طرف سے مضبوطی سے پکڑ کر باہر لے جاتے بلاک کا دروازہ بلاک انچارج کھولتا باہر ایک تنگ گلی ہوتی جب بلاک کا دروازہ بند ہو جاتا تو دوسرا دروازہ ایک فوجی باہر سے کھولتا اور پھر ساتھی کو باہر نکالتے اور بلاکوں کے درمیان ایک بڑی سڑک تھی اس سڑک کے بعد بڑا گیٹ تھا جس کی دوسری طرف ایک فوجی بیٹھا ہوتا جو اس گیٹ کو اندر کی طرف سے کھولتا اس گیٹ سے دس قدم بعد ایک اور بڑا گیٹ تھا جسے باہر کی طرف سے کھولا جاتا تھا اس گیٹ سے نکلنے کے بعد تفتیشی بلاک تھے اور سڑک کے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے دروازے تھے جنہیں باہر سے کھولا جاتا تھا ان دروازوں سے گزرنے کے بعد بلاک کا دروازہ تھا اس دروازے کے اندر ایک لمبا راستہ تھا جس کے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے کمرے تھے جن پر نمبر لکھے ہوئے تھے ساتھی کو اس کمرے میں لے جایا جاتا کمرے کے درمیان میں ایک میز ہوتا اور میز کے دونوں طرف کرسیاں ہوتی ایک طرف ساتھی کو بٹھا دیا جاتا اور اس کے پاؤں کی زنجیروں کو زمین پر موجود لوہے سے باندھ دیا جاتا میز کی دوسری طرف تفتیشی آفیسر بیٹھتے تھے کمرے کے ایک کونے کی چھت پر ویڈیو کیمرہ لگا ہوا تھا ایک طرف دیوار میں کالا شیشہ تھا اس شیشے کی دوسری طرف کچھ نظر نہیں آتا تھا اس کمرے میں ساتھیوں سے پوچھ گچھ ہوتی۔ اس کمرے میں قیدی کو اکیلا بٹھا دیتے اور فوجی باہر چلے جاتے دیوار پر موجود کالے شیشے سے تفتیشی آفیسر قیدی کو دیکھ رہے ہوتے اور ساتھ ساتھ چھت پر لگے کیمرے میں فلم بھی بن رہی ہوتی پھر ایک دم فوجی اور تفتیشی آفیسر کمرے میں آجاتے، اکثر یہ چھ یا سات افراد ہوتے تھے پہلے انگریزی میں بات کرتے جب ساتھی ان کی بات نہ سمجھتے تو مختلف زبانوں کے بارے میں ان سے پوچھا جاتا کہ کس زبان میں بات کرو گے اس سارے عمل سے وہ یہ جاننا چاہتے تھے کہ قیدی کتنی زبانیں جانتا ہے، اگر کوئی ساتھی اردو جاننے والا ہوتا تو اس کے لئے عربی اور اگر فارسی والا ہوتا تو اس کے لئے کسی اور زبان کا

مترجم لایا جاتا اور ساتھی سے بات کرنے کی کوشش کی جاتی اس کے بعد جب انہیں یقین ہو جاتا کہ قیدی اردو کے علاوہ کوئی زبان نہیں سمجھتا تو پھر وہ اردو کا مترجم بلاتے سوالات وہی ہوتے جو قندھار و بگرام میں کیئے گئے ہوتے۔ مگر یہاں بہت تفصیل کے ساتھ ہوتے، پہلے پہل تفتیش کے دوران کھانے پینے کی اشیاء دی جاتی اور میٹھے لہجے میں بات کی جاتی پھر آہستہ آہستہ غصے میں آجاتے اور ہم کو دھمکیاں دیتے کہ تم ہم سے جھوٹ بول رہے ہو۔ جب تک تم سچ سچ نہیں بتاؤ گے اس وقت تک تم اسی جیل میں ہی رہو گے ساتھی پریشان ہو جاتے کہ میں نے تو سب کچھ بتا دیا ہے اب میں کیا کروں، اس طرح ساتھی کو کہا جاتا کہ ہم تمہیں چند دن کا موقع دیتے ہیں سب کچھ سچ سچ بتا دو ورنہ اس کے بعد ساتھی کو اس کے بلاک میں واپس لے جا کر بند کر دیا جاتا سال کے بعد پاکستانی و افغانی ساتھیوں کو مجبور کیا جاتا کہ وہ ہم سے تعاون کریں تعاون سے مقصود وہاں موجود لوگوں کی جاسوسی تھا امریکی ان سے کہتے تم رات دن ادھر رہتے ہو تمہارے اردگرد والے قیدی کیا باتیں کرتے ہیں مگر ساتھی ان کو یہی جواب دیتے کہ جس طرح میں مسکین بے گناہ ہوں اسی طرح مجھے سب لوگ ہی مسکین نظر آتے ہیں تعاون نہ کرنے پر سزائیں دی جاتی تھیں۔

مجاہدین پر گوانتا ناموبے میں امریکیوں نے جو ظلم و زیادتی کی ہے اس کی تفصیل لکھنے کے لئے ہزاروں صفحات بھی کم ہے لیکن بعض ایسے واقعات جن کو ہر قیدی جانتا تھا جو نہ لکھنا ان قیدیوں کے ساتھ ہماری طرف سے ظلم ہوگا۔ چنانچہ چند مجاہدین قیدیوں کو تذکرہ کرتے چلیں۔

گوانتانامو میں غیر ملکی مجاہدین پر مظالم

زکریا

ایک ساتھی جس کا تعلق یمن سے تھا امریکیوں کے ظلم کا نشانہ بنتا رہا، اس کو نماز فجر سے پہلے فوجی تفتیشی کمرے میں لے جاتے اور رات گیارہ بجے واپس لاتے جب اس سے ہم پوچھتے تو وہ دن بھر کی کاروائی سناتا اسے لے جاکر فرش پر بٹھا دیتے اور اس کے ہاتھوں کو پاؤں کے ساتھ اس طرح باندھ دیتے کہ نہ وہ بیٹھ سکتا تھا اور نہ ہی کھڑا ہوسکتا اور کمرے میں بیہودہ قسم کا عربی میوزک انتہائی اونچی آواز میں چلا دیتے کہ وہ قیدی کے کانوں کو پھاڑتا اور اس کے سر میں شدید درد ہونے لگتا سارا دن اسی حالت میں گزرتا نہ نماز پڑھنے دیتے اور نہ ہی کھانا کھانے کے لئے دیتے اور پھر رات کو واپس رومیو بلاک میں لاکر بند کر دیتے جو سب بلاکوں میں سخت ترین بلاک تھا۔ جب وہ سونے کی کوشش کرتا تو فوجی دوبارہ آجاتے اور اسی بلاک کے کسی دوسرے پنجرے میں تبدیل کرتے یہ سب اس لئے کہ وہ سو نہ سکے، یہ معاملہ اذکریا کے ساتھ کئی ماہ تک ہوتا رہا مگر وہ (اللہ اس کی ان خبیث کافروں سے حفاظت فرمائے جو ابھی تک وہاں قید میں ہے) ہمیشہ مسکراتا ہی رہتا اور دوسرے ساتھیوں کو بھی حوصلہ دیتا اور صبر کی تلقین کرتا۔

فاروق مکی

فاروق نامی ساتھی مکہ مکرمہ کا رہنے والا تھا اس ساتھی کو بھی امریکیوں کی طرف سے سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا اس کو پاکستانی حکومت نے پکڑ کر ڈالروں کے عوض امریکیوں کے حوالے کیا تھا اس کو بھی سونے کا موقع نہیں دیا جاتا تھا اور ہر گھنٹے بعد اس کو ایک پنجرے سے دوسرے پنجرے میں منتقل کر دیا جاتا تھا تاکہ وہ آرام نہ کر سکے، اس ساتھی کو پہلے بہت عرصہ تک انفرادی بلاکوں میں رکھا گیا، جب کئی ماہ تک امریکی اس کا سر جھکانے میں ناکام

رہے تو اسے کیمپ ایکو میں لے گئے جو تمام کیمپوں سے علیحدہ تھا اس کیمپ میں ہر وقت ایک فوجی اس کے سامنے کھڑا رہتا اور دروازے میں موجود کھڑکی سے اس کو دیکھتا رہتا یہ انتہائی ٹھنڈا اور تکلیف دہ کیمپ تھا، اکثر ساتھیوں کو اس کیمپ میں لے جاتے تھے یہاں کھانا بھی دوسرے بلاکوں کی نسبت بہت کم دیا جاتا تھا، سونے کے لئے لوہے کا فرش تھا، کئی کئی ماہ تک کمرے سے باہر نہیں نکالا جاتا تھا جب کوئی اس کیمپ سے واپس آتا تو وہ ذہنی مریض بن چکا ہوتا فاروق بھائی کو اس بلاک میں سات ماہ تک رکھا گیا مگر اللہ کا یہ بندہ اپنے موقف پر قائم رہا اور اس نے اللہ کی طرف سے اس امتحان پر صبر کیا، اور اپنے ایمان کا سودا کرنے کی بجائے ان تکالیف کو ترجیح دی اور آج وہ انہی تکالیف میں زندگی گزار رہا ہے۔

ابو محمد یمنی

اس ساتھی کو کیمپ ایکسرے سے ہی بہت تنگ کیا گیا یہ بھی پاکستانی حکومت کے مسلم فروشوں اور انسانی سوداگروں کا امریکیوں کے لئے تحفہ تھا، اس کو تفتیش کے دوران مارا پیٹا جاتا ایک بار یہ ساتھی تفتیش سے جب واپس آیا تو اس کی گردن پر ناخنوں کے نشان تھے، اور خون بہہ رہا تھا اور چہرے پر بھی بہت سی جگہ چھوٹی چھوٹی خراشیں تھیں اس نے پنجرے میں داخل ہوتے ہی وضو کیا اور نوافل میں مشغول ہو گیا نماز میں اس کے آنسوؤں نے اور اس کے جسم پر موجود زخموں نے سب قیدیوں کو سارا قصہ سنا دیا مگر اس نے نہ تو ریڈ کراس سے اور نہ ہی اپنے کسی ساتھی سے کوئی فریاد کی، یہ مجاہد بھائی بھی آخر وقت تک رومیو بلاک میں رہا۔

سعود الجھنی

یہ ساتھی سعودی عرب کا رہنے والا تھا اس کو مجبور کیا جاتا کہ وہ اقرار کرے کہ اس کا تعلق القاعدہ سے ہے، مگر وہ یہ بات ماننے کو تیار نہیں تھا اس نے سارا قصہ امریکیوں کو بتا دیا تھا مگر امریکی سعودی عرب میں اس کی حیثیت کو دیکھتے ہوئے اس کی بات ماننے کو تیار نہ تھے۔

دو سال سعود نے تفتیش میں بات کرنا بند کر دی امریکیوں نے پہلے سعود کو انفرادی

بلاکوں میں بند کئے رکھا پھر ا یکو کیمپ اور اس کے بعد رومیو میں بند کر دیا، اس جیل میں شائد ہی کوئی دن یا رات ہو جس میں سعود نے آرام کیا ہو، رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو ساتھیوں نے روزے رکھنے شروع کئے پہلا روزہ تھا سعود اس وقت نومبر بلاک میں تھا جو انفرادی بلاک تھا اور اس میں سردی بہت سخت ہوتی تھی اس میں ساتھی کو بند کر کے اس سے کپڑے وغیرہ لے لئے جاتے تھے، عصر کے وقت فوجی سعود کو لے گئے اور مغرب کے بعد واپس لائے (انفرادی بلاکوں میں باہر دیکھنے کے لئے 2x2 کا ایک شیشہ لگا ہوا تھا یہاں سے ساتھی باہر سے گزرنے والے ساتھی سے دعا سلام کرتے اصل میں یہ شیشہ اس لئے لگایا گیا تھا کہ کمرے میں بند ساتھی کو فوجی ہر وقت دیکھتے رہیں) جب سعود کو واپس لائے تو وہ بہت پریشان تھا اس نے ابھی تک روزہ افطار بھی نہیں کیا تھا ہم نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ آج تفتیش میں نیم برہنہ عورت آئی اور اس نے مجھ سے کہا کہ میں امریکہ کی سب سے گندی عورت ہوں اور اب میں تمہیں بھی گندا کروں گی اور آج کے بعد تمہارا روزہ میرے ساتھ افطار ہوتا رہے گا۔

ہم نے اسے حوصلہ دیا کہ سب تکالیف اور امتحان دین کے لئے ہے اس نے بھی سب ساتھیوں سے دعاؤں کی درخواست کی اگلے دن عصر کے بعد اسے دوبارہ لے گئے تمام ساتھیوں نے اس کے لئے دعائیں کیں جب مغرب کا وقت گزر گیا تو بہت دیر بعد سعود کو واپس لائے اس کے چہرے پر زخم کے نشان تھے جب اس کو کمرے میں داخل کر کے ہاتھ پاؤں کھول دیئے تو ساتھیوں نے اس سے دعا سلام کی کافی دیر تو سعود چپ رہا خود ہم سے مخاطب ہوا اور اپنا قصہ بیان کیا کہ مجھے کمرے میں لے جا کر بٹھا دیا تھوڑی دیر بعد وہی عوت کمرے میں داخل ہوئی تو میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور قرآن کریم کی تلاوت شروع کر دی تو اس عورت نے چیختے ہوئے مجھے گالیاں دینی شروع کر دیں اور چپ رہنے کا کہتی رہی مگر میں نے اپنی آنکھیں بند کئے رکھیں اور قرآن کی تلاوت جاری رکھی ایک دم اس خبیث نے میرے گریبان پر ہاتھ ڈالا اور میری چھاتی کو پکڑ لیا میں نے فوراً آنکھیں کھول کر اس کے منہ پر تھوک دیا جب اس کے منہ پر میرا تھوک گیا تو وہ چیخنے لگی اور اس کے بعد بہت سے فوجی اندر بلوا لئے سب فوجیوں نے مجھے مکوں اور لاتوں سے مارنا شروع کر دیا اور وہ عورت بھی میرے منہ پر لاتیں مارنے لگی میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور مجھے کچھ پتہ نہیں

کہ وہ مجھے کب تک مارتے رہے مجھے ہوش آیا تو میں ہسپتال میں ڈاکٹروں کے گھیرے میں تھا اور وہ میرا خون صاف کررہے تھے خون صاف کرنے کے بعد وہ مجھے واپس لے آئے۔ اس کے ساتھ آخر تک سختی کی جاتی رہی اور ابھی تک وہ ان کا ظلم برداشت کررہا ہے۔

عبدالہادی

عبدالہادی کو بھی پاکستانی پولیس نے پکڑ کر انسانیت کے عالمی سمگلروں اور اغوا کاروں پاکستانی خفیہ اداروں کے حوالے کیا۔ ان کے ذریعے ڈالروں کے بدلے امریکہ کے حوالے کیا گیا۔ اس کی عمر ۱۸ سال تھی جب اسے گوانتاناموبے لے جایا گیا تو اس کا بھائی عبدالرزاق بھی اس کے ساتھ اسی جیل میں بند تھا اس کو بھی شروع سے ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا امریکی ہر دوسرے تیسرے دن ان دونوں بھائیوں کو تفتیش کے لئے لے جاتے اور ان کو نئے طریقوں سے تشدد کا نشانہ بناتے ایک واقعہ جو عبدالہادی کے ساتھ پیش آیا جس کی وجہ سے پوری جیل میں بھوک ہڑتال کی گئی تحریر کرتا ہوں۔

عبدالہادی کو ایک دن تفتیشی کمرے میں لے جایا گیا تو ایک عورت جس نے انتہائی مختصر لباس پہنا ہوا کمرے میں داخل ہوئی اور میوزک آن کر کے رقص شروع کردیا عبدالہادی نے آنکھیں بند کرلیں۔ جب دوبارہ آنکھیں کھولیں تو دیکھ کر پریشان ہوگیا کہ عورت کے ہاتھ میں قرآن کریم تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ عبدالہادی اس کی طرف دیکھ رہا ہے تو اس عورت نے قرآن کو اپنے جسم پر ملنا شروع کردیا عبدالہادی نے آنکھیں پھر بند کر لیں تھوڑی دیر بعد ایک مرد کمرے میں آیا اور سامنے کرسی پر بیٹھ گیا اور عبدالہادی سے مخاطب ہوا تم تعاون کرتے ہو کہ نہیں عبدالہادی چپ رہا۔ اس فوجی آفیسر نے قرآن میز پر رکھا دونوں پاؤں اس پر رکھ کر کرسی سے ٹیک لگادی اور ہاتھ سر پر رکھ لئے عبدالہادی نے اس شیطان خبیث کو بہت کہا کہ ایسا مت کرو جو تم کہو گے میں ماننے کو تیار ہوں کہ میں نے ہی امریکہ پر حملے کئے تھے بلکہ میں ہی القاعدہ کا سربراہ ہوں۔ اس کے لئے تم مجھ سے جہاں چاہو بیان لے لو، مگر قرآن کا اس میں کیا قصور ہے تم اس کے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہو۔

جب اس نے یہ بات مان لی تو اس خبیث نے کہا یہ تو ہم کو معلوم تھا۔ ہمیں تم ان لوگوں کے نام و پتے بتاؤ جو تمہارے ساتھی ہیں۔ یہاں اس جیل میں ہیں یا کسی اور جگہ تب اس نے کہا کہ میں تو پہلے ہی قرآن کو بچانے کے لئے یہ سب کچھ اپنے سر لے رہا ہوں دوسروں کا میں کیا بتاؤ تو اس فوجی نے قرآن کو زور سے کک لگائی' جس سے قرآن کریم کے اوراق زمین پر بکھر گئے تو اس فوجی نے ان پر رقص کرنا شروع کر دیا۔ جب ہم کو اس کی اطلاع ملی تو سب نے بھوک ہڑتال شروع کر دی ان ساتھیوں کے علاوہ سینکڑوں ساتھیوں کے ساتھ تفتیش کے دوران امریکی بہت زیادتی کرتے تھے۔

جو قیدی امریکیوں کے ساتھ تعاون نہیں کرتے تھے امریکی انہیں طرح طرح سے تکلیفیں دیتے تھے کئی کئی گھنٹے زمین کے ساتھ باندھ کر چھوڑ دیا جاتا نہ کھانا دیا جاتا اور نہ نماز کی اجازت دی جاتی مختلف قسم کا عربی اور انگریزی میوزک اونچی آواز میں لگا دیا جاتا۔ ساتھیوں کو مختلف بلاکوں میں سزا کے لئے لے جایا جاتا تھا جہاں پر قیدی سے سلوک اور وہاں کا ماحول دوسرے بلاکوں سے مختلف ہوتا تھا۔ وہ بلاک مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) انڈیا بلاک

یہ بلاک چوبیس کمروں پر مشتمل تھا ہر کمرہ 6x6 فٹ کا تھا اس بلاک میں ساتھیوں سے سارا سامان لے کر انہیں کئی کئی ہفتے تک اور بعض دفعہ مہینوں تک رکھا جاتا اور اے سی چلا کر کمروں کو انتہائی ٹھنڈا کر دیا جاتا اور بعض دفعہ اے سی بالکل بند کر دیا جاتا جس سے قیدیوں کا دم گھٹنے لگتا اور گرمی کی وجہ سے بہت بری حالت ہو جاتی' کئی ساتھی گرم سرد ہونے سے بیمار ہو جاتے، یہ بلاک بالکل بند تھا اور دروازے میں ایک شیشہ تھا جس سے فوجی تھوڑی دیر بعد اندر کو دیکھتے رہتے تھے۔

(۲) آسکر بلاک

یہ بھی انڈیا بلاک کی طرح ہی تھا یہاں بھی تعاون نہ کرنے والوں کو رکھا جاتا تھا اس بلاک میں بھی چوبیس کمرے تھے اور یہ بلاک سخت سردی کی وجہ سے بہت مشہور تھا۔

(۳) نومبر بلاک

یہ بلاک بھی آسکر اور انڈیا بلاک کی طرح تھا اس میں چھتیس کمرے تھے۔

(۴) رومیو بلاک

اس بلاک میں جالیوں کے آگے نیچے سے لے کر اوپر تک موٹا شیشہ لگا یا گیا تھا یہاں پر ساتھیوں سے سارا سامان لے لیا جاتا حتیٰ کہ کپڑے بھی اتروا لئے جاتے اور صرف ایک چھوٹی نکر دی جاتی۔

(۵) کیوبک بلاک

یہ بھی رومیو بلاک کی طرح تھا جب رومیو بلاک بھر جاتا تو اس بلاک میں ساتھیوں کو لاتے تھے، رومیوں اور کیوبک میں اُڑتیس پنجرے تھے۔

امریکیوں کے کالے قوانین

اس جیل میں قیدیوں کے لئے مختلف قوانین تھے جن کی خلاف ورزی پر سزا دی جاتی تھی وہاں کا ایک اہم قانون یہ تھا کہ ہر فوجی کا ہر حکم ہر وقت ماننا ہے۔ چاہے وہ دن کو رات کہے اور رات کو دن آپ کو اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہوگا اور ہم فوجی سے یہ نہیں پوچھ سکتے کہ ایسا کیوں ہے؟ پنجرے کی سائیڈوں پر دھوپ، بارش وغیرہ سے بچنے کے لئے کوئی کپڑا وغیرہ نہیں لگا سکتے۔ دوسرے بلک کے ساتھیوں کے ساتھ بات بھی نہیں کر سکتے۔ تمام پنجرے ایک لائن میں تھے اس لئے اپنی لائن میں تین چار پنجروں سے اگلے قید ساتھیوں سے بھی بات نہیں کر سکتے تھے۔ غسل کے لئے پنجرے میں سے ضرور نکلنا ہوتا کھانے کے لئے بیس منٹ کا ٹائم تھا ان بیس منٹوں میں آپ نے جلدی کھانا ختم کرنا ہے، اور ہر چیز اسی وقت فوجی کو واپس کرنی ہے اور کھانے کی کوئی چیز پنجرے میں رکھنا جرم تھا اور ہم فوجی کی طرف بھی غور سے دیکھ بھی نہیں سکتے تھے اور پنجرے کی جالیوں وغیرہ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنا بھی منع تھا۔ اسی طرح پنجرے میں ورزش بھی نہیں کر سکتے۔

جنگی قیدی اور جنیوا کنونشن

جنیوا کنونشن کا جنگی قیدیوں کے بارے میں معاہدے کی دفعات کو اگر دیکھا جائے تو اس مہذب صدی کی مہذب کہلانے والی قوم اپنے بنائے ہوئے قانون کو خود ہی اپنے ہاتھوں سے سبوتاژ کیا۔ اب ان دفعات کا جائزہ لیتے ہیں جن کو گوانتانا موبے میں توڑ کر امریکا نے اپنے بھیڑیئے پن، غیر اخلاقی اور غیر انسانی وجود کو ظاہر کیا۔

دفعہ نمبر 4 دوران جنگ یا بعد تک حربی قوتوں کے شکنجے میں قید کوئی بھی شخص جنگی قیدی کہلائے گا محدود معنوں میں وہ شخص جو منظّم طور پر فوج سے تعلق رکھتا ہو۔ وسیع معنوں میں وہ گوریلے اور عام شہری جو دشمن کے خلاف مسلح انداز میں برسر پیکار ہوں، جنگی قیدی کے زمرے میں آتے ہیں۔

(اس دفعہ کے مطابق کسی بھی رضا کار ملیشیا مثلاً (طالبان) اور ایسی غیر سرکاری تنظیم مثلاً (القاعدہ) کے قیدیوں کا شمار بھی باقاعدہ جنگی قیدیوں میں ہونا چاہیے لیکن امریکا نے اس کی پرواہ نہ کی)

دفعہ 13-12: جنگی قیدیوں کو تحویل میں رکھنے والی قوت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا ہر طرح سے خیال رکھیں اور جنگی قیدیوں کے ساتھ نرمی اور شائستگی کا رویہ رکھا جانا چاہیے۔

(مار پیٹ اور دوران تفتیش ہر قیدی پر تشدد روز کا معمول تھا)

دفعہ 15: اگر جنگی قیدی بیمار یا زخمی ہو تو تحویل میں رکھنے والی طاقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اخراجات پر اس کا علاج کرائے۔

(لیکن گوانتانا مو میں جان بوجھ کر مریضوں اور زخمیوں کی چیڑ پھاڑ اور نامعلوم انجکشن لگانا معمول تھا)

دفعہ 16: علاج اور دیگر امور کے حوالے سے ناروا سلوک نہ رکھا جائے بلکہ اس نوعیت کی تکنیکی اور طبی سہولتیں فراہم کرنا ناگزیر ہوگا جو تحویل میں رکھنے والی قوت اپنے فوجیوں کو فراہم کرتی ہے۔

دفعہ 17: کے تحت قیدیوں سے صرف ان کا نام، عہدہ، نمبر اور تاریخ پیدائش جیسی معلومات لی جاسکتی ہیں اس کے علاوہ ان سے کسی قسم کی معلومات لینے کے لیے دباؤ نہیں ڈالا جاسکتا، اس شق کی امریکا نے تو دھجیاں اڑائیں۔ کیمپ ایکسرے میں قیدیوں کو مختلف خود ساختہ تصویروں کے ذریعے القاعدہ کی تربیت حاصل کرنے اور ان کے ساتھ تعاون کرنے کے الزامات لگائے جاتے ہیں۔

دفعہ 18: اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قیدیوں کو اپنے کپڑوں اور دوسری اشیاء سے محروم کردیا گیا۔

دفعہ 22: قیدیوں کی صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے رہنے کے لیے صاف اور کشادہ جگہ فراہم کی جانی چاہیے اور انہیں کوٹھریوں میں ہرگز نہیں رکھنا چاہیے۔

(کیمپ ایکسرے میں چڑیا گھر کی طرح پنجروں میں قیدیوں کو رکھا جاتا ہے)

دفعہ 25: اگر ممکن ہو تو ان کی رہائش کے لیے باقاعدہ کوارٹر مہیا کیے جائیں۔

دفعہ 26: جنگی قیدیوں کو مناسب مقدار میں غذا دینی چاہیے۔

دفعہ 27: دیگر بنیادی ضرورتوں میں جنگی قیدیوں کے کپڑوں، جوتوں اور زیر جامہ کا خیال رکھنا چاہیے۔

(سال کے 12 ماہ مالٹے رنگ کے کپڑے پہننے کو دیئے جاتے جو کہ نماز پڑھتے وقت دشواری پیدا کردیتے)

دفعہ 28: جنگی قیدیوں کے ہر کیمپ میں کینٹین ہونی چاہیے۔

دفعہ 34: اس دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مذہبی فرائض کی بجا آوری کے لیے مناسب سہولیات فراہم نہیں کی گئیں۔

دفعہ 38: اس کو نظر انداز کرتے ہوئے قیدیوں کو جسمانی ورزش سے محروم رکھا گیا۔

دفعہ 41: ہر قیدی کیمپ میں جنیوا کنونشن کا متن، خیمے اور کوئی دوسرا معاہدہ جو قیدیوں سے سلوک کے حوالے سے ہو، قیدیوں کی سمجھ میں آنے والی زبان میں موجود ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنے لیے بنائے گئے بین الاقوامی قوانین کا مطالعہ کرسکیں۔

دفعہ 71-70: کے تحت قیدیوں کو اپنے اہل خانہ سے رابطوں اور خطوط لکھنے کا حق

حاصل ہے۔ لیکن گوانتاناموبے میں خط لکھنے کا موقع بہت کم فراہم کیا جاتا ہے۔

دفعہ 72: کے خلاف چلتے ہوئے قیدیوں کو کتابوں اور دوسرے تحائف سے محروم رکھا جاتا اور قرآن مجید کی توہین کے بارے تو تفصیلاً گزر چکا ہے۔

دفعہ 118: معاندانہ کارروائیاں ختم ہونے کے بعد جنگی قیدیوں کو رہا کر کے واپس ان کے ملک کو بھیج دیا جائے گا۔ اگر دونوں ملکوں میں پہلے سے ایسا کوئی معاہدہ نہ ہو تو جس ملک کے پاس قیدی موجود ہوں وہ بلا تاخیر خود قیدی رہا کر کے انہیں واپس بھیجے گا۔ اس بارے میں قیدیوں کو مطلع بھی کیا جائے گا، اگر دونوں ملکوں کی سرحدیں ملتی ہوں تو قید کرنے والا ملک انہیں اپنی سرحد تک پہنچائے گا وہاں سے قیدیوں والا ملک اپنے افراد کو سرحد سے آگے لے کر جائے گا۔ اگر سرحدیں نہ ملتی ہوں تو قید کرنے والا ملک قیدیوں کو اپنی سرحد کے اندر کسی مناسب جگہ پر پہنچا دے گا وہاں سے آگے کے اخراجات ان قیدیوں کا اپنا ملک ادا کرے گا۔ دونوں فریق باہمی رضامندی کے ساتھ اخراجات کی تقسیم کی شرح طے کر سکتے ہیں۔

جنیوا کنونشن کی دفعات بہت زیادہ ہیں یہاں پر چند پیش کر دی مزید یہ کہ اقوام متحدہ کا کوئی ممبر ملک قیدیوں کی تصاویر نہ دکھانے کا پابند ہے، لیکن امریکا نے نہ صرف کیمپ کے قیدیوں کی تصاویر شائع کرائیں بلکہ ان کی فلمیں تک بنا کر ٹیلی ویژن پر چلا دیں۔ ایک دفعہ کے مطابق قیدیوں کو ہتھکڑیاں نہیں لگائی جاسکتیں لیکن کیمپ کے کسی قیدی کو جنیوا کنونشن کی ایک بھی سہولت حاصل نہیں، یہاں تک کہ انہیں دیکھنے، سونگھنے، سننے اور چھونے کا بنیادی حق تک نہیں مل رہا۔

امریکا کا گوانتاناموکیمپ ایک بار پھر ثابت کرتا ہے کہ دنیا کا ہر قانون ہر آئین طاقت کے ماتحت ہے۔ جس کے نزدیک حق اور باطل کا فیصلہ ہی اس کے ہاتھ ہے جو اس کے ہاتھ سے ہاتھ ملا کر چلے گا وہ اونچا کر دیا جائے گا اور جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے گا وہ ختم کر دیا جائے گا۔ لیکن حق کی طاقت نہ نظر آنے والی ہے جس کا ہتھوڑا اگر برس جائے تو بڑی سے بڑی سپر پاور بھی پاش پاش ہو جاتی ہے۔

ڈیلٹا کیمپ میں ورزش

ڈیلٹا کیمپ میں ہفتے میں دو دفعہ پندرہ منٹ کے لئے پنجرے سے باہر لے جاتے ہر بلاک کے ساتھ 12×12 فٹ کے دو بڑے پنجرے بنائے گئے تھے جن کی چھت بھی جالیوں کی تھی ان پنجرں کے دروازوں میں دو سوراخ تھے ایک ہاتھ کی جگہ اور دوسرا پاؤں کی جگہ ساتھیوں کو پنجرے کے اندر کر کے باہر سے تالہ لگا دیا جاتا تھا اور اس کے بعد ہاتھوں اور پاؤں سے زنجیر کھولی جاتی تھی پندرہ منٹ کے دوران اگر ساتھی دوسرے بلاک والے ساتھیوں سے بات کرتا جو بالکل ساتھ ہی ہوتے تھے تو فوراً اسے باہر نکلنے کا کہتے اگر ساتھی ان کی بات نہ مانتا تو (ارف ٹیم) آتی جس میں آٹھ فوجی آتے جنہوں نے سر اور منہ پر ہیلمنٹ اور ہاتھوں پر مضبوط پلاسٹک کے دستانے ہوتے اور سینے پر بلٹ پروف جیکٹ پہنی ہوتی اسی طرح ٹانگوں پر بھی مضبوط پلاسٹک کے پیڈ پہنے ہوتے اور پھر ساتھی پر سپرے پھینکتے کہ ساتھی بے ہوش ہو جائے یا کم از کم اس کی آنکھوں میں چلا جائے کہ وہ دیکھ نہ سکے۔

اگلے لمحے یہ ٹیم اندر گھس کر قیدی کو مارتی اور قیدی اٹھا کر انفرادی بلاک میں لے جاتے۔ اکثر اوقات فوجی کو بلا وجہ واپس پنجرے میں لے جاتے کہ تمہارا ٹائم ختم ہو گیا ہے حالانکہ ابھی اس کا وقت باقی ہوتا جب قیدی پوچھتا کہ کیوں مجھے وقت سے پہلے نکال رہے ہو تو فوجی کہتے تم نے دوسرے بلاک میں بات کی ہے۔

ڈیلٹا کیمپ میں غسل

کیمپ ایکسرے کی نسبت کیمپ ڈیلٹا میں غسل کا اچھا انتظام تھا ہر بلاک کے ساتھ چار چار غسل خانے تھے جو ورزش کی جگہ کے ساتھ ملے ہوئے تھے، ورزش کے بعد سب کو غسل کے لئے لے جاتے اور غسل کے لئے پانچ منٹ دیئے جاتے ہفتے میں دو دفعہ غسل ہوتا تھا بعض فوجی جب دورانِ غسل پانی بند کر دیتے ساتھی واپس پنجرے میں آ کر جسم سے صابن صاف کرتے۔

کیمپ میں عمومی سزائیں

جب کوئی فوجی کی بات نہیں مانتا تھا تو فوراً اس کی سزا لکھ دی جاتی اس کا سامان لے لیا جاتا اور اسے انفرادی بلاکوں میں منتقل کردیا جاتا امریکی فوجیوں کی زبانوں پر ہر وقت گالیاں ہوتی جب وہ کسی کو گالی دیتے تو قیدی اس کے منہ پر تھوک دیتا اس کے بعد ارف ٹیم آتی اوراس کو لے جاکر رومیو بلاک میں بند کردیتی وہاں اس کے کپڑے بھی لے لئے جاتے، اس کیمپ میں امریکیوں نے قیدیوں کے چار درجے بنائے تھے۔ درجہ اولیٰ، درجہ دوئم، درجہ سوئم، درجہ چہارم۔

درجہ اولیٰ والوں کے پاس دو کمبل، دو تولیے، ٹوتھ پیسٹ برش، صابن اور ایک چادر کے ساتھ پانی پینے کے لئے ایک گلاس ہوتا درجہ دوئم والوں کے پاس ایک تولیہ ایک کمبل اور باقی درجہ اولیٰ والا سامان ہوتا تھا درجہ سوئم والے قیدیوں کے پاس ایک کمبل اور ایک تولیہ تھا، درجہ چہارم میں بس ایک کمبل ہوتا تھا۔

درجہ اولیٰ والا قیدی اگر کوئی غلطی کرتا یا کسی فوجی کا حکم نہ مانتا تو اس سے درجہ اولیٰ کا سامان لے لیا جاتا اور اسے درجہ دوئم میں منتقل کردیا جاتا اسی طرح درجہ دوئم والے درجہ سوئم میں اور درجہ سوئم والے درجہ چہارم میں منتقل کردیئے جاتے تھے۔ اگر کسی درجہ والا قیدی ایک مہینے تک تمام قانون کی پاس داری کرتا تو اس کا درجہ پھر اوپر کردیتے اگر درجہ اولیٰ والا کوئی بڑی غلطی کرتا مثلاً فوجی پر پیشاب یا پانی پھینکتا تو اسے ارف ٹیم والے آتے اور مارنے کے بعد انفرادی بلاک یا رومیو بلاک میں منتقل کردیتے، اور ایک ماہ تک اسے ادھر ہی رکھتے اگر ایک مہینہ وہ آرام سے گزارتا تو دوبارہ اسے درجہ چہارم میں لے جاتے لیکن وہاں قیدی مجاہدین کی اکثریت نے امریکی درجات کو کبھی خاطر میں نہیں لائے اگر امریکی کوئی زیادتی کرتے تو فوراً انہیں جواب دیتے۔

رومیو بلاک

جب امریکیوں نے دیکھا کہ ان قیدیوں کو انفرادی بلاک میں اکیلے کمرے میں رکھا جاتا ہے وہاں ذکر و اذکار اور قرآن شریف کی تلاوت میں ان کا وقت اچھا گزرتا ہے اور

یہ اس سزا سے پریشان نہیں ہوتے اور انہوں نے یہ صورت حال دیکھی تو رومیو نام کا ایک بلاک تیار کیا جس میں اڑتالیس پنجرے تھے سائڈوں پر بالکل باریک جالی لگائی گئی تھی جس سے دور سے نظر نہیں آتا تھا جالیوں کے بعد موٹا شیشہ لگا ہوا تھا تاکہ ساتھی فوجیوں پر تھوک یا کوئی اور چیز پھینک نہ سکیں ان بلاکوں میں جو قیدی ہوتے تھے ان کے پاس سوائے چھوٹی نکر اور ایک شرٹ کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔ رات دس بجے کے بعد ہر قیدی کو کبھی کبھار ایک کمبل دیا جاتا جو صبح پانچ بجے واپس لے لیا جاتا' کبھی ایئر کنڈیشن آن کر دیتے جس کے شور سے ساتھیوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔

رومیو بلاک میں فوجیوں سے لڑائی

جب کسی کو اس بلاک میں لایا جاتا اور اس کے کپڑے لے لئے جاتے تو وہ ساتھی قسم اٹھا لیتا کہ ان کا کوئی قانون نہیں مانوں گا اور ہر کام ان کے قانون کے خلاف کروں گا امریکیوں نے اس بلاک کو بنا تو لیا تھا مگر وہاں پر کنٹرول کرنا بہت مشکل تھا۔ اس بلاک میں تمام ساتھیوں نے کچھ قوانین بنا دیئے تھے جس کا نام ibr رکھا (اسلامک، برادارز، رولز) اور باہر آنے والے ساتھی کو اس پر عمل کرنا ہوتا تھا، سب نے فیصلہ کیا کہ جب تک ہمیں مکمل لباس نہیں دیں گے اس وقت تک کوئی پنجرے سے باہر نہیں جائے گا نہ تحقیق اور غسل کے لئے اور نہ ہی انکو پنجرے کی تلاشی کرنے دیں گے امریکیوں کا قانون تھا کہ اگر کوئی غسل پر نہ جائے تو کم از کم پنجرے کی تلاشی کے لئے اسے باہر نکلنا ہوگا اور جو باہر نہیں نکلے گا اس کے ساتھ سختی کی جائے گی اور ارف ٹیم آکر اسے مارے گی اور باہر نکالے گی، کوئی ساتھی بھی باہر نکلنے کو تیار نہیں تھا اس لئے امریکی روزانہ ارف ٹیم لے کر آتے اور جس ساتھی کا غسل ہوتا اسے زبردستی باہر نکالتے۔

رومیو میں ارف ٹیم کا طریقہ کار

عربی ساتھی اس ٹیم کو شغب کہتے تھے سات یا آٹھ فوجی جنہوں نے سر پر ہیلمنٹ پہن رکھے ہوتے ہاتھوں پر مضبوط دستانے اور چھاتی پر مضبوط پلاسٹک کی جیکٹ اور گھٹنوں پر بھی مضبوط پلاسٹک کے پیڈ چڑھائے ہوتے، سب سے آگے ایک فوجی ہوتا جس کے ہاتھ

میں ایک 3x4 کی پلاسٹک شیٹ ہوتی جیسی پاکستانی پولیس لاٹھی چارج کے دوران استعمال کرتی ہے۔ اس سے پیچھے والا فوجی اپنے دونوں ہاتھوں سے اس فوجی کے کندھوں کو پکڑ لیتا، اس کے پیچھے والا اس کے کندھے کو اسی طرح ایک دوسرے کے کندھوں کو پکڑ کر وہ اندر داخل ہوتے، جب یہ ٹیم بلاک میں آتی تو اپنے پاؤں ایک ساتھ زور سے فرش پر مارتی تمام بلاکوں کا فرش لوہے کا تھا اس لئے بہت آواز پیدا ہوتی تھی اور ساتھ ساتھ اونچی آواز سے کچھ پڑھتے بھی جاتے یوں یہ شغب پریڈ کرتی ہوئی مطلوبہ قیدی کے پنجرے کے باہر آ کر کھڑی ہو جاتی پہلے قیدی سے بات کی جاتی کہ وہ الٹا لیٹ جائے مگر اس بلاک میں قیدی مقابلہ کرتے تھے اور فوجی بہت زیادہ خوفزدہ ہوتے اکثر جب شغب ٹیم پنجرے کے باہر آ کر کھڑی ہوتی اس میں موجود فوجیوں کی ٹانگیں کانپ رہی ہوتی جب ساتھی لیٹنے سے انکار کر دیتے تو کیمپ کمانڈر دروازے میں موجود چھوٹی کھڑکی کھولتا اور ساتھی پر اسپرے پھینکتا اگر یہ اسپرے جسم کے کسی حصے پر لگتا تو فوراً جلن شروع ہو جاتی اور اگر آنکھوں میں پڑ جاتا تو آنکھیں دوبارہ نہیں کھول سکتے تھے جب تک قیدی کی آنکھوں میں اسپرے نہ جاتا اس وقت تک شغب ٹیم اندر داخل نہیں ہوتی تھی جب ساتھی کی آنکھوں میں اسپرے چلا جاتا تو فوراً ایک فوجی دروازہ کھولتا تو سب فوجی پنجرے میں گھس جاتے اور ساتھی پر مکوں اور لاتوں کی بارش کر دیتے جب ساتھی بے بس ہو جاتا تو اس کے ہاتھ پاؤں پیچھے باندھ کر باہر نکالتے اور بلاک سے باہر لے جا کر ورزش والی جگہ پر رکھ کر اوپر بیٹھ جاتے اور اس کو پانی میں غوطے دیتے اس کے بعد اگر ساتھی کی داڑھی ہوتی تو اسے کاٹ دیتے اور اٹھا کر دوبارہ پنجرے میں لے آتے۔

احتجاج کا انوکھا طریقہ

جو گروپ بھی رومیو بلاک میں آتا اس کا آفیسر قیدیوں سے آ کر کہتا آپ پلیٹیں مت توڑنا آپ کی بہت مہربانی ہوگی اس بلاک میں ساتھیوں کا ایک قانون یہ بھی تھا کہ جب فوجی کھانا دیں گے تو کھانے کے بعد پلیٹیں واپس نہیں کرنی بلکہ توڑ کر پچھلی کھڑکی سے باہر پھینک دینی ہیں اور باقی آگے موجود چھوٹے سوراخوں سے باہر پھینک دینی ہیں سب ساتھی ایسے ہی کرتے وہاں قیدیوں کو گتے کی پلیٹوں میں کھانا دیا جاتا تھا صبح کا ناشتہ کرنے کے بعد سب

ساتھی پلیٹ کو آدھا کر کے اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے اور سوراخوں سے باہر پھینک دیتے، فوجی جھاڑو لے کر صفائی کرتے جب سارا بلاک صاف ہو جاتا تو ساتھی باقی بچے ہوئے ٹکڑے پھینک دیتے تقریباً ڈھائی سو فٹ لمبا بلاک تھا اور چار فوجی اس میں کام کرتے تھے، جب دوبارہ ساتھی ٹکڑے باہر پھینکتے تو فوجی دوبارہ صفائی شروع کر دیتے ایک گھنٹے سے بھی زیادہ وقت بلاک کی صفائی میں لگتا تھا جیسے ہی وہ صفائی ختم کرتے ساتھی پھر پھینک دیتے، اسی دوران دوپہر کے کھانے کا وقت ہو جاتا اور ساتھی اسی طرح کرتے غرض دن بھر فوجی ان بلاکوں میں جھاڑو ہی لگاتے رہتے کئی دفعہ انہوں نے کھانا بند کیا مگر اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے کیونکہ ساتھی پہلے بھوک ہڑتال میں تجربہ حاصل کر چکے تھے۔

ڈیلٹا کیمپ میں طبی سہولتیں

اس کیمپ میں جب کوئی بیمار ہوتا تو وہ فوجی کو کہتا فوجی ساتھی کا نام لکھ لیتا جب ڈاکٹر بلاک میں آتا تو وہ لسٹ پر موجود ساتھیوں کے پاس آتا اور انہیں دوائی دیتا جب اور کوئی ساتھی ڈاکٹر سے دوائی وغیرہ مانگتا تھا تو اسے کہا جاتا کہ پہلے لسٹ میں اپنا نام لکھواؤ اگر کوئی ساتھی زیادہ مریض ہوتا تو اسے ہسپتال لے جایا جاتا اکثر قیدی مجاہدین امریکی دوائیں کھانے کے بعد زیادہ مریض ہو جاتے اور بہت کمزور ہو جاتے وہاں پر ہر قیدی کسی نہ کسی مرض میں مبتلا تھا، امریکی طبی عملے میں اکثر نئے ڈاکٹر تھے جو وہاں سیکھنے کے لئے آتے تھے (ایک ساتھی ارشد نے مجھے بتایا جس ڈاکٹر نے اس کی آنکھ کا آپریشن کیا تھا یہ اس کا پہلا تجربہ تھا) اسی طرح ساتھیوں کو ہسپتال میں لے جا کر لٹا دیتے اور ہر آنے والا ڈاکٹر ان پر تجربہ کرتا، تین سالوں کے دوران میں نے ایسا کوئی قیدی نہیں دیکھا جو امریکی علاج کے بعد صحت مند ہوا ہو۔

کیمپ فور

ڈیلٹا کیمپ میں آٹھ ماہ گزرنے کے بعد ہر بلاک میں سپیکر پر ہر روز شام کو یہ اعلان ہوتا تھا کہ تمام قیدی تحقیق میں بھی اور فوجیوں سے بھی مکمل تعاون کریں جو قیدی بھی تعاون کرے گا اسے کیمپ فور میں منتقل کر دیا جائے گا جہاں سے چند دنوں بعد گھر چلا جائے گا، ہر

شام کو ہر زبان میں یہ اعلان ہوتے تھے، کچھ عرصہ بعد انہوں نے قیدیوں کو کیمپ فور میں منتقل کرنا شروع کر دیا ہر اتوار کی شام چند تفتیشی آفیسر بلاک میں آتے اس کے ساتھ مترجم بھی ہوتے جس ساتھی کو کیمپ فور لے جانا ہوتا اس سے آکر مبارک دیتے اور کہتے کل تم کو کیمپ فور میں منتقل کر دیا جائے گا۔ اس طرح اگلے دن اس ساتھی کو سفید کپڑے پہنائے جاتے اور صرف ہاتھوں کو باندھا جاتا اور پھر کیمپ فور میں لے جاتے اب ہم امریکیوں کی بات پر یقین کرنے لگے کہ ہوسکتا ہے کہ کیمپ فور کے بعد گھر بھجوا دیں کیونکہ ایک شام ڈیلٹا سے چودہ قیدیوں کو کیمپ فور میں لے گئے، اس کے بعد ایک مہینے تک کسی کو تبدیل نہیں کیا گیا سب سمجھنے لگے کہ ان چودہ قیدیوں کو گھر بھجوا دیا گیا ہے، پھر ایک قیدی کو بڑے ہسپتال لے گئے، ہسپتال کا راستہ کیمپ فور کے پاس سے گزرتا تھا اس نے ان چودہ قیدیوں کو کیمپ کے گراؤنڈ میں گھومتے ہوئے دیکھ لیا۔ اس نے آکر بتایا کہ کسی کو گھر نہیں لے گئے بلکہ سب ادھر ہیں۔

سب ساتھی پریشان ہوگئے کہ سب جھوٹ ہے، تقریباً ان ساتھیوں کو لے جانے کے ڈیڑھ ماہ بعد ایک شام جب میں پاپا بلاک میں تھا ایک تفتیشی آفیسر آیا اس کے ساتھ دو مترجم تھے، ایک اردو اور دوسرا پشتو کا' جب وہ بلاک میں داخل ہوئے اور عبداللہ نامی ساتھی کے پنجرے کے سامنے آکر کھڑے ہوئے جو افغانستان کا تھا اس سے کچھ بات چیت کی اس کے بعد ایک پاکستانی ساتھی ظفر اقبال کے پاس آئے اور اس سے باتیں کرنے لگے۔ اس کے بعد میرے پاس آئے اور میرا نمبر پوچھا پھر پشتو مترجم نے کہا تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ آپ کو کل کیمپ فور میں منتقل کیا جائے گا اور وہاں سے پھر تم اپنے گھر چلے جاؤ گے۔ میرے دل میں یہی بات تھی کہ یہ کوئی کھیل ہے جو امریکی ہمارے ساتھ کھیل رہے ہیں۔

بہر حال رات گزر گئی اگلے دن عصر کے وقت چند فوجی کیمرے وغیرہ لے کر بلاک میں آگئے سب مجاہد ساتھی ہم تینوں کو سلام دعا کہہ رہے تھے عبداللہ کو سفید کپڑے دیئے گئے اور اسے لے گئے ہم انتظار ہی کرتے رہے کہ ہماری باری بھی آنے والی ہے مگر ہمیں لینے کے لئے کوئی نہ آیا تمام ساتھی ہمیں صبر کرنے کی نصیحت کر رہے تھے اگلا دن اسی طرح گزر گیا تیسرے دن پھر وہی آفیسر بلاک میں آیا اور ہم سے بات کی اس نے کہا کہ ان دنوں ہمارے فوجی فارغ نہیں تھے اس لئے آپ لوگوں کو نہیں لے جاسکے۔

بہر حال کل آپ کو کیمپ فور میں تبدیل کر دیا جائے گا اگلے دن عصر سے پہلے پھر وہی کیمرے والے آ گئے دو فوجی میرے پنجرے کے باہر آئے اور مجھے سفید کپڑے دیئے میں نے کپڑے تبدیل کئے میرا دوسرا سامان انہوں نے صندوق میں ڈالا اور میرے ہاتھوں میں زنجیر ڈال کر مجھے پنجرے سے باہر نکال کر لے جانے لگے سب ساتھی ہاتھ ہلا ہلا کر الوداع کر رہے تھے اور ساتھ میں عربی نظم پڑھ رہے تھے۔

مجھے بلاک سے نکال کر باہر ایک چھوٹی گاڑی میں بٹھا دیا اور پھر گاڑی کیمپ فور کی طرف چل پڑی کیمپ فور ڈیلٹا کے مشرق میں تھا اور ڈیلٹا کیمپ کے بعض بلاکوں سے کیمپ کی چھت نظر بھی آتی تھی۔ جب میں کیمپ فور میں پہنچا تو وہاں پر وہ سارے ساتھی موجود تھے جن کے بارے میں ہم سمجھ رہے تھے کہ انہیں رہا کر دیا گیا ہے سب ساتھیوں سے دعا سلام ہوئی اس کیمپ کے ایک کمرے میں دس ساتھیوں کو رکھا جاتا تھا اور کمرے کے اندر دس لوہے کے بیڈ لگائے گئے تھے یہ دوسرے کیمپوں سے بالکل مختلف تھا امریکیوں نے اس کیمپ میں چار بلاک بنائے تھے اور ہر بلاک میں چار کمرے تھے، اور ہر کمرے میں دس ساتھی رکھے جاتے تھے اور کمرے کے ایک کونے میں لیٹرین تھی۔ دو کمروں کے درمیان جالی لگائی گئی تھی جہاں ایک فوجی بیٹھ کر دونوں کمروں کے قیدیوں پر نظر رکھتا، اس کے سامنے رکھے کمپیوٹرز میں اس کو سب کچھ نظر آ رہا تھا، چاروں بلاکوں کے درمیان ایک گراؤنڈ تھا ہر بلاک کے باہر ایک برآمدہ تھا جہاں پر سب کو روزانہ آدھے گھنٹے کے لئے نکالتے تھے۔ برآمدے میں چھ غسل خانے بھی تھے جب ہم کو کھانے کے لئے نکالتے تو ہم غسل بھی کر لیتے تھے کیمپ فور میں شروع کے دنوں میں آدھے گھنٹے کے لئے ہر ایک کمرے کے قیدیوں کو باہر نکالتے تھے پھر ان کو بند کر کے دوسرے کمرے کے ساتھیوں کو نکالتے، کمروں کے دروازے ریموٹ کنٹرول تھے۔ جن کو ایک بڑے ٹاور سے کنٹرول کیا جاتا تھا، اس کیمپ میں ساتھیوں کو کھانا وافر مقدار میں دیا جاتا تھا کھانے کے وقت فوجی کھانے کے برتن برآمدے میں رکھ دیتے اور باہر چلے جاتے اس کے بعد ایک کمرے کا دروازہ کھول دیا جاتا برآمدے میں ایک بڑی میز لگائی گئی تھی جس کے اردگرد بینچ رکھے ہوئے تھے، ساتھی ان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے شروع کے دنوں میں ہی تنگ ہو گیا، کیونکہ کمرے کے اندر سے باہر نظر نہیں آتا تھا ڈیلٹا کیمپ میں باہر آنے جانے والے کو

دیکھا جاسکتا تھا مگر یہاں نہ کسی کو دیکھ سکتے تھے اور نہ کسی سے بات کر سکتے تھے، اس کیمپ میں جب کوئی ساتھی غلطی کرتا یا امریکیوں سے تعاون نہیں کرتا تو اسے وہی سرخ کپڑے پہنا کر واپس ڈیلٹا کیمپ کے انفرادی بلاکوں میں لے جاتے تھے اور ایک عدد فٹبال کھیلنے کے لئے دیتے ان دس منٹوں میں اگر کوئی گراؤنڈ سے بلاکوں میں بات کرتا تو اسے اسی وقت کمرے میں بند کر دیتے اگر فٹبال باہر چلا جاتا تو سب ساتھیوں کو واپس کمرے میں لے جاتے اور بند کر دیتے، تمام ساتھی گراؤنڈ میں اس مقصد کے لئے جاتے تھے کہ کیمپ فور سے دوسرے بلاکوں کے ساتھیوں سے بات کر سکیں اور ان کا حال معلوم ہو جائے گراؤنڈ سے ہسپتال کو جانے والا راستہ نظر آتا تھا اور کبھی وہاں سے سرخ کپڑوں میں ملبوس ساتھیوں کو ہسپتال لے جایا جاتا تھا جب وہ باہر سے گذرتے تو گراؤنڈ والے سب ساتھی ان سے دعا سلام کرتے اور پیغام وغیرہ دیتے اور اپنے ساتھیوں کا حال بتاتے اور ڈیلٹا کیمپ کے ساتھیوں کا حال پوچھتے۔

کیمپ فور میں امریکیوں کا سلوک اور بلاکوں کی تلاشی

امریکی فوجیوں میں ہر طرح کے فوجی تھے اکثریت ساتھیوں سے ساتھ حد سے زیادہ نفرت کرتے تھے اور ان کی کو ہر ہر حرکت پر نظر رکھتے تھے اور ساتھیوں کو سزا دینے کا بہانہ تلاش کرتے رہتے تھے ساتھی بھی ایسے فوجیوں کے ساتھ سختی سے پیش آتے تھے، کھانے کے لئے جو پلیٹیں ملتی تھیں ان کے ساتھ چمچ بھی ہوتی تھی جب پلیٹ واپس لی جاتی تو چمچ گنے جاتے اگر کوئی چمچ کم ہوتا تو پورے کمرے کی تلاشی ہوتی بعض فوجی خود چمچ ادھر ادھر چھپا دیتے اور کمرے والے ساتھیوں سے چمچ کا تقاضہ کیا جاتا اور پھر سارے کمرے کی تلاشی لی جاتی سارا سامان الٹ پلٹ کر کے ادھر ادھر پھینک دیا جاتا تقریباً تین مہینوں بعد پوری جیل کی مکمل تلاشی لی جاتی جو ساری رات جاری رہتی بہت فوجی کتوں کے ساتھ آتے اور ایک ایک ساتھی کو غسل خانے میں لے جاکر بند کر دیتے اور پھر اس قیدی کی اور پنجرے کی تلاشی لی جاتی۔

کیمپ فور میں صحافیوں کا دورہ اور امریکی جھوٹ

جب باہر سے صحافی آتے ان کے آنے سے پہلے قیدیوں کو کمروں میں بند کر دیتے تھے اور ساتھیوں کو دھمکی دیتے کہ اگر کسی نے صحافیوں سے بات کرنے کی کوشش کی تو اسے

سرخ کپڑے پہنا کر انفرادی بلاک میں لے جائیں گے جب صحافی کیمپ فور میں پہنچے تو امریکی آفیسر انہیں گراؤنڈ میں لے جاتے اورانہیں تفصیل بتاتے جوسب جھوٹ پرمبنی ہوتی۔

کیمپ فور میں امریکیوں نے ایک کمرہ خالی چھوڑا ہوا تھا جس میں خوبصورت اور آرام دہ بستر لگے ہوئے تھے اور بہت سی کتابوں کے ساتھ ساتھ اور بہت سی چیزیں رکھی ہوئیں تھیں امریکی صحافیوں کواس کمرے میں لے جاتے صحافی کمرے کی تصویریں اتارتے ان کمروں میں چھت سے نیچے دیواروں میں ایک فٹ چوڑی جالیاں تھیں ساتھی ان جالیوں سے باہرصحافیوں کوآوازیں دیتے کہ جوامریکی بتارہے ہیں یہ سب جھوٹ ہے یہ تمہیں تصویر کا ایک رخ دکھا رہے ہیں امریکی صحافیوں کو باتوں میں لگانے کی کوشش کرتے اور جلدی جلدی باہر لے جاتے صحافی حضرات ہماری طرف متوجہ ہوتے مگرامریکی انہیں ہمارے ساتھ بات کرنے اور ہماری طرف آنے سے منع کرتے تھے، ایک دن ایک صحافی امریکی آفیسر کا انٹرویو لے رہا تھا اور میں کمرے سے صحافی کو آواز لگا رہا تھا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے باتوں باتوں میں امریکی نے دوسری طرف دیکھا تو صحافی نے مائیکروفون میری طرف کردیا اورمیری آواز ریکارڈ کرنے کی کوشش کی اور ہاتھ سے اشارہ بھی کیا کہ جلدی جلدی بولو جیسے ہی امریکی نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے دوبارہ مائیکروفون اس کی طرف کر کے بات چیت کرنے لگا۔

ایگوانا کیمپ

کیمپ فور سے آخری دنوں میں امریکیوں نے ہر بلاک سے دو دو ساتھیوں کوکسی دوسرے کیمپ میں لے جانا شروع کردیااور چار گھنٹے تک ادھر ہی رکھتے امریکیوں نے بتایا کہ جولوگ تعاون کریں انہیں بھی وہاں لے جایا جائے گا اور مجھےتو اس جگہ نہیں لے جایا گیا مگر جو قیدی وہاں سے ہوکرواپس آئے انہوں نے بتایا کہ وہاں سمندر کے کنارے خوبصورت جگہ ہے وہاں سب کو آئسکریم اور بہترین کھانا وغیرہ دیا جاتا ہے، ایگوانا اورکیمپ فور کی سب سہولتیں صرف اس لئے تھیں کہ اب یہ لوگ گھر جانے والے ہیں تو وہاں جاکرامریکی جیل کی تعریف کریں گے۔

گوانتا ناموبے میں دینی معمولات

کیمپ ایکسرے سے ہی ساتھیوں نے تعلیم و تعلم کا سلسلہ شروع کر دیا تھا وہاں بہت سے ساتھی عالم دین اور حافظ قرآن تھے، انہوں نے وہاں پر دوسرے ساتھیوں کو تعلیم دینی شروع کی جو ساتھی قرآن پڑھنا نہیں جانتے تھے انہوں نے قرآن سیکھنا شروع کیا اور بعد میں بہت سے ساتھیوں نے دین کا علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن حفظ بھی کیا اسی طرح کسی نے وقت ضائع نہیں کیا اور اپنے آپ کو مشغول رکھا اور ہر ساتھی نماز با جماعت اور تہجد کی پابندی کرتا تھا ہر ساتھی دوسرے کو تہجد کے لئے جگاتا رات تین بجے کے بعد اکثر ساتھی جاگ جاتے تھے، وہاں بلاکوں کا رخ مشرق مغرب کی طرف تھا جس ساتھی کا پنجرہ مشرق کی طرف سب سے آگے ہوتا وہ امامت کرواتا دوسرے ساتھی اپنے اپنے پنجروں میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے، نماز کے بعد ساتھی ذکر و اذکار میں مشغول ہو جاتے نفل نمازوں کا اہتمام بھی رہتا' اس طرح کے دینی معمولات میں ہمارا وقت اللہ کی رضا میں گزرتا۔

نومسلم قیدیوں کی کارگزاریاں

داؤد:

داؤد آسٹریلیا کا رہنے والا تھا اس نے گرفتاری سے کچھ عرصہ پہلے اسلام قبول کیا تھا کیوبا۔ جیل میں امریکی فوجیوں نے دوسرے نومسلم ساتھیوں کی طرح داؤد پر بھی بہت زور لگایا کہ وہ اسلام کو چھوڑ دے مگر وہ آخر وقت تک اسلام پر قائم رہا۔ ایک دن امریکیوں نے سب قیدیوں کو کھانے کے ساتھ مالٹے دیئے مالٹوں کے اوپر ایک چھوٹا سا اسٹیکر چسپاں تھا جس پر دوکان کا نمبر وغیرہ لکھا تھا، داؤد نے سب ساتھیوں کو کہا کہ سب قیدی یہ اسٹیکر مجھے دیں تو ہم نے یہ اسٹیکر اسے دیئے تو داؤد نے اپنے پنجرے کی دیوار پر یہ اسٹیکر لگانا شروع کر دیا جب ہم نے پوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہو تو داؤد نے کہا میں اسٹیکروں سے الجہاد لکھ رہا ہوں جب فوجیوں نے یہ سب دیکھا تو انہوں نے اپنے افسروں کو بلوایا جب وہ سب آ گئے تو انہوں نے کیمرے والے کو بھی بلوالیا اور اس کی تصویریں اتارنے لگے، اور داؤد کو س بلاک سے لے گئے اور کئی مہینے تک داؤد کا پتہ نہیں چلا کہ اسے کہاں لے گئے ہیں۔

سیف اللہ:

یہ برطانیہ کا رہنے والا تھا اس کی زبان تو انگلش ہی تھی مگر وہ امریکیوں سے عربی میں بات کرتا تھا انگلش سے اس کو سخت نفرت تھی امریکی اس کے پنجرے کے سامنے کھڑے ہو کر اسے مجبور کرتے کہ ہم سے انگلش میں بات کرو وہ عربی میں کہتا مجھے انگلش آتی ہے مگر بولوں گا نہیں میں عربی سے محبت کرتا ہوں اور عربی میں ہی بات کروں گا، جب تفتیش کاروں اور امریکی فوجیوں کو اس سے بات کرنی ہوتی تو وہ عربی مترجم بلواتے۔

پاکستانی ساتھیوں کے ساتھ پیش آنے والے واقعات

ڈاکٹر عیسیٰ کی مختصر آپ بیتی:

مجھے چودہ پندرہ رمضان المبارک ۲۰۰۱ء کو مزار شریف سے گرفتار کیا گیا جن لوگوں نے مجھے گرفتار کیا انہوں نے مجھے استاد عطاء کے حوالے کر دیا اس نے مجھے ڈالر کا ایک بنڈل دکھاتے ہوئے کہا ڈاکٹر اتنے ڈالر دے دو اور اپنی جان بچاؤ میں نے صاف انکار کر دیا کہ میرے پاس نہیں ہیں اس کے بعد اس نے مجھے کمانڈر خالق کی جیل میں بند کر دیا گیا میرے جانے سے پہلے اس جیل میں چودہ قیدی تھے جن میں ایک ازبک دو عرب اور باقی پاکستانی تھے اسی دن آسٹریلیا کے ایک قیدی کو بھی وہاں لے آئے، عید کے ایک دن بعد ہمیں امریکیوں کے حوالے کر دیا گیا، انہوں نے ہمیں جانوروں کی طرح باندھ کر ٹرک میں ڈالا اور مزار ائیر پورٹ لے گئے ائیر پورٹ پر ہمیں ٹرک سے نیچے اتارا گیا تو وہاں فوجیوں نے ہم پر لاتوں اور مکوں کی بارش کر دی اور ہمارے کپڑے اتار کر بہت بری طرح تلاشی لی گئی، اس کے بعد زنجیروں میں جکڑ کر طیارے میں بٹھا دیا گیا، جب طیارہ قندھار ائیر پورٹ پر رکا تو یہاں بھی ہمارے ساتھ وہی کچھ ہوا جو مزار میں ہوا تھا۔ پہلے مار کٹائی پھر اسی طرح کپڑے اتار کر تلاشی لی گئی، سخت سردی میں زمین پر الٹالٹا دیا گیا کافی دیر مارنے اور سزا دینے کے بعد ہمیں ایک کنٹینر میں بند کر دیا اب نہ تو ہمارے جسم پر کپڑے تھے اور نہ ہی کوئی کمبل اور چادر جس سے ہم اپنا ستر چھپا سکیں اور سردی سے بچ سکیں اسی حالت میں ہماری ساری رات گزری، سترہ دن ہم وہیں رہے اب نہ تو ہمیں ادھر ادھر دیکھنے کی اجازت تھی اور نہ ہی ایک دوسرے سے بات کرنے کی بلکہ امریکی ہمیں مارنے کے بہانے تلاش کرتے رہتے، ایک دن ایک ساتھی تکلیف سے رونے لگا میں نے اس کو صبر کرنے کو کہا اور حوصلہ دیا، تو ایک امریکی فوجی نے ہمیں دیکھ لیا پھر مجھے باہر نکال کر ایک جگہ لے گئے اور مجھے مارنا شروع کر دیا

اور اتنا مارا کہ میرے ناک و منہ سے خون جاری ہو گیا اس کے بعد مجھے باہر برف پر لٹا دیا اور صبح تک میں اسی جگہ پڑا رہا اس کے بعد ہمیں خیموں میں لے گئے جہاں اور قیدی بھی تھے، ایک دن مجھے خیمے سے لے گئے اور باہر ایک جگہ لے جا کر میرے کپڑے اتار دیئے گئے اس کے بعد میری داڑھی اور سر کے بال کاٹ دیئے گئے اور میرے کانوں اور منہ پر ماسک چڑھا دیا اور میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر مجھے ایک دوسری جگہ لے جا کر بٹھا دیا تقریباً چار گھنٹے اسی حالت میں گزارنے کے بعد مجھے طیارے میں بٹھا دیا گیا اب طیارے کا سفر شروع ہوا اور تقریباً چھبیس گھنٹے کے سفر کے بعد ہم ایک جیل سے دوسری جیل میں پہنچ گئے جیسے ہی طیارہ اُترا لو ہماری تلاشی شروع ہو گئی تلاشی کے بعد طیارے سے اٹھا کر ایک بس میں پھینک دیا اور لاتوں اور مکوں کی بارش میں ہمیں گوانتا ناموبے جیل میں پہنچایا گیا اور اسی حالت میں ہماری تصویریں اتاری گئیں کہ جسم پر کوئی کپڑا نہیں تھا، اس کے بعد مجھے پنجرے میں ڈال دیا گیا گوانتا ناموجیل میں وقت گزرتا گیا مجھے امریکیوں نے بہت ڈرایا دھمکایا کہ ہمارے ساتھ کام کرو لیکن میں نے انکار کر دیا تفتیش کے دوران اکثر لڑکیاں آتیں جو مجھ سے فحش گوئی کر کے مجھے برائی کی دعوت دیتیں، میں اللہ تعالیٰ سے استقامت کی دعا مانگتا رہتا ایک دن مجھے تفتیش کے کمرے میں لے جایا گیا کمرے میں تین مرد تفتیش کار تھے اور ایک لڑکی بھی ان کے ساتھ تھی اور ان کے ساتھ ایک فارسی بان مترجم بھی تھا میز پر چھ گلاس شراب کے پڑے تھے انہوں نے مجھ سے بات کرنی شروع کی اسی دوران وہ لڑکی میرے قریب آ کر کھڑی ہو گئی مترجم نے ایک گلاس میری طرف کرتے ہوئے کہا کہ یہ آپ کا ہے اور لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ بھی آپ کی ہے اور اس وقت تک ساتھ رہے گی جب تک آپ کہیں، میں نے انہیں بتایا کہ یہ سب کچھ ہمارے دین میں حرام ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم ہے تو میں نے ان کو گالیاں دیں اور صاف نکار کر دیا تو انہوں نے مجھے سزا کے طور پر اس کمرے میں بند کر دیا اور اے سی تیز کر کے چلے گئے عصر سے لے کر رات بارہ بجے تک نہ نماز پڑھنے دی اور نہ ہی لیٹرین میں جانے دیا، اس کے بعد مجھے پنجرے میں واپس لے آئے کچھ دنوں بعد دوبارہ تفتیش کے لئے لے گئے اس بار کمرے میں ایک افغانی لڑکی تھی اس نے مجھے بتایا کہ میں کابل کی رہنے والی ہوں تم لوگوں نے عورتوں پر بہت ظلم کیا ہے ان کی آزادی

میں رکاوٹ ڈال کرانہیں گھروں میں بند کر دیا ہے کیا وہ انسان نہیں کیا ان کا کوئی حق نہیں کہ وہ مردوں کی طرح اپنی زندگی کے فیصلے کر سکیں پورے یورپ میں ہر عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی زندگی کے فیصلے خود کرے اٹھارہ سال کے بعد ہر لڑکی آزاد ہے جو چاہے کرے جس کے ساتھ چاہے زندگی گزارے وہ بھی مردوں کی طرح ہر کام کر سکتی ہے اس کے بعد اس نے امریکی تفتیش کار کے گلے میں ہاتھ ڈال کر اس کے ساتھ چمٹ گئی اور میری طرف دیکھ کر بولی ظالموں تم لوگ عورتوں کی آزادی کے قاتل ہو تم کو جینے کا کوئی حق نہیں ہے، پھر آپس میں چھیڑ چھاڑ کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔ تین سالوں کے دوران مجھے کئی بار مجبور کیا گیا کہ میں ان کے ساتھ تعاون کروں اور اس کے لئے ہر طرح کے طریقے آزمائے گئے۔

حیدر علی سیالکوٹی:

حیدر علی بھی گوانتانا موبے میں تین سال گزارنے کے بعد میرے ساتھ رہا ہوا اس نے بھی امریکیوں کی قید میں گزارے گئے ایام کو کچھ اس طرح تحریر کیا ہے۔ میں بعینہ اس کے ہاتھوں کی تحریر نقل کر رہا ہوں۔ کیواب میں مسلمان قیدیوں پر ہوئے ظلم و ستم نے ذہن میں نہ بھولنے والے واقعات چھوڑ دیئے ہیں، مسلمانوں کے دین اسلام سے روگردانی کی وجہ سے آج مسلمان ذلت و رسوائی کی چکی میں رہے ہیں اگر کوئی مسلمان اپنے حقوق اور دین کی حفاظت کے لئے آواز اٹھاتا ہے تو اسے زنجیروں سے باندھ کر جیل میں ڈال دیا جاتا ہے، امت مسلمہ کا درد رکھنے والوں کو طرح طرح سے ظلم کا نشانہ بنایا جاتا ہے، گوانتانا مو میں قید ہونے والے مسلمان بھی انہی لوگوں میں سے ہیں جنہیں امت مسلمہ کا درد رکھنے کی سزا دی جا رہی ہے ایک دن میں قندھار جیل میں تھا کہ میری نظر ایک بوڑھے پر پڑی جس کے منہ پر خریطہ (تھیلا) چڑھا ہوا تھا اور ہاتھ پشت پر باندھے ہوئے تھے دو امریکی فوجی گھسیٹتے ہوئے اس بوڑھے کو لا رہے تھے ہمارے خیمے کے سامنے والے خیمے میں الٹا لیٹا دیا اور دو فوجی اس کی کمر پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور باقی فوجیوں میں سے ایک فوجی اس بوڑھے کے پاؤں کی زنجیر کھولنے لگا اور دوسرا اس کے ہاتھوں کی زنجیر کھولنے لگا جب دونوں نے زنجیریں کھول لیں تو بوڑھے کو یہ کہتے ہوئے گیٹ سے باہر بھاگ گئے کہ حرکت مت کرنا نہیں تو گولی مار دیں

گے، بوڑھے نے سر اٹھایا تو ایک فوجی جس کے سر اور منحوس چہرے میں فرق کرنا بھی بہت
مشکل تھا زور سے بھونکا اٹھو خیمے میں جاؤ تو بابا جی نے اٹھنے کی بہت کوشش کی مگر بہت زیادہ
عمر ہونے کی وجہ سے ناکام رہا اس بے چارے کی سفید بھوئیں آنکھوں پر لٹکی ہوئی تھیں وہ بے
چارہ بہت مشکل سے اٹھا لیکن نظر کم ہونے کی وجہ سے وہ خیمے تک بھی نہ پہنچ سکا اور راستے میں
ہی بیٹھ گیا، اور بچوں کی طرح باتیں کرنے لگا میں کہاں ہوں اور میں یہاں کیوں لایا گیا ہوں
جب وہ ہم سے ملا تو میں نے اس کی عمر پوچھی تو اس نے ایک سو پانچ سال بتائی۔ جب
امریکی قیدیوں کو سزا دیتے تو وہ بوڑھا بھی سزا سے مستثنیٰ نہیں ہوتا اس کا تو کسی طور پر بھی
طالبان اور القاعدہ سے تعلق نہ تھا اور نہ ہی اس نے کبھی القاعدہ کا نام سنا تھا اس کا مسلمان ہونا
ہی اس کی قید اور سزا کی وجہ تھی اس کی حالت دیکھ کر سب ساتھیوں کو بہت دکھ ہوتا اور ہمیں
اپنی اور دوسرے آزاد مسلمانوں کی بے بسی پر افسوس ہوتا تھا کہ آخر ایک کافر کو جرأت کیسے
ہوئی کہ وہ بزرگ جس کی داڑھی کا اللہ تعالیٰ بھی حیاء کرتا ہے، اور جو اپنی بزرگی کی وجہ سے
مسلمانوں میں ایک بلند مقام رکھتا ہے اُس کے ساتھ یوں اہانت آمیز سلوک کرے، جب ہم
کیمپ فور میں تھے تو امریکیوں کی عام عادت یہ تھی کہ جب کوئی قیدی رہا ہوتا تو پہلے اس کو کیمپ
فور میں لے کر آتے میرے تین دن گزرنے کے بعد چودہ افغانی قیدی کیمپ فور سے اپنے گھر
روانہ ہوئے جس دن یہ سب گھر کی طرف روانہ ہو گئے اسی دن ٹو اسٹار جنرل آیا اور باقی رہ
جانے والے ساتھیوں سے کہنے لگا آپ لوگ پریشان نہ ہوں آپ لوگ بھی بہت جلد اپنے
اپنے گھروں کو چلے جائیں گے اب ہر کوئی ایک دوسرے کو تسلی دینے لگا کہ انشاء اللہ اب تو ہم
بھی گھر جانے والے ہیں۔ کیا یہ بھی کبھی سچ ہوسکتا ہے کہ امریکی جو بات کریں اس کو پورا بھی
کریں اور جب کہ اس کو پورا کرنے میں کسی مسلمان کا فائدہ بھی ہو، اسی طرح ہمارے ساتھ
بھی ہوتا رہا یعنی آج اور کل میں سات آٹھ مہینے گزر گئے۔

گوانتانامو سے رہائی کا طریقہ کار

جس قیدی کی رہائی کا وقت قریب ہوتا اس کی تحقیقات شروع ہو جاتیں اور ہر تحقیق
میں اس سے یہ سوال ضرور ہوتا کہ رہا ہو کر کیا کام کرو گے، اور اس کی تصویریں لی جاتیں ا

طرح فنگر پرنٹس اور آواز بھی ریکارڈ کی جاتی اسی طرح جھوٹ معلوم کرنے والی مشین کے ذریعہ ساتھی کی تحقیق کرتے اور کسی نہ کسی طرح یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے کہ اب تک ہم نے جو باتیں ان سے کی ہیں اس میں کوئی جھوٹ تو نہیں تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ اس میں سو فیصد ناکام ہی رہے، جس کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ ایک ساتھی ارزگان کا تھا جب اس کو یہ مشین لگائی اور اس سے پوچھا کہ تم نے کبھی امریکیوں سے جنگ کی ہے اس نے کہا نہیں تو تحقیق کرنے والے نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو تو اس ساتھی نے کہا میں نے جنگ تو نہیں کی بس ایک دن غصے میں آکر میں نے تمہارے جہاز پر گولی چلائی تھی تو اس نے کہا دیکھا ہماری مشین کو معلوم ہو گیا کہ تم نے جھوٹ بولا ہے تو اس ساتھی نے کہا کہ اس وقت تو میں نے سچ بولا تھا جھوٹ تو اب بولا ہے، ایسی تحقیقات کے بعد گھر جانے والے سب ساتھیوں کو ایک کمرے میں جمع کر دیا جاتا اور اس کے بعد انہیں گھر جانے کا انظار کروا کروا کر ذہنی اذیت دیتے رہتے سات آٹھ مہینے بعد کسی مترجم کو بھیجتے وہ آکر کہتا کہ اب بہت جلد تم لوگ گھر جانے والے ہو اسی طرح کچھ دن بعد ریڈ کراس والے آکر کہتے تم بہت جلد گھر جانے والے ہو پھر امریکی آفیسر آتے اور وہ بھی یہی کہتے یعنی قیدی پر اتنا ذہنی تشدد کیا جاتا کہ وہ گھر جانا تو کیا اپنے گھر والوں کا نام بھی بھول جاتا۔ آٹھ مہینے کے تشدد کے بعد جب میری باری آئی تو مجھے تحقیقاتی کمرے میں لے جا کر کہا کہ تم نے جھوٹ بولا ہے تم نے کہا کہ تم پاکستان میں چمن کے رہنے والے ہو جب کہ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تم یمن کے رہنے والے ہو تو میں نے کہا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا بلکہ تم لوگ جھوٹ بول رہے ہو کیوں کہ میں پشتو بولنے والا ہوں اور ایک عربی پشتو نہیں بول سکتا اور مجھے عربی بھی نہیں آتی تو پھر میں کیسے عربی ہو سکتا ہوں ہاں اگر تم مجھے گھر نہیں بھیجنا چاہتے تو وہ اور بات ہے میں کیا کر سکتا ہوں، اس کے بعد مجھے کمرے میں واپس لے آئے جب دوبارہ مجھے تحقیق کے لئے لے گئے تو کمرے میں دو عورتیں تھیں جن میں سے ایک امریکی اور دوسری افغانی تھی انہوں نے قیدی والی کرسی دور کر کے مجھے زمین پر باندھ دیا اور کہنے لگیں کہ ہم آپ سے معذرت چاہتی ہیں کیونکہ فوجی باہر چلے گئے تو ان میں سے ایک عورت نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اب تحقیق شروع ہو گئی چار گھنٹے تحقیق کے بعد دوسری عورت نے کہا کہ ہم باتوں پر یقین کریں یا تمہارے ریکارڈ پر مجھے واپس اس

کمرے میں لے گئے اب گھر جانے والے گھر چلے گئے لیکن میں اسی کیمپ فور میں رہا۔ مغرب کے وقت دوبارہ فوجی آئے اور مجھے اپنے تحقیق والے کمرے میں لے گئے وہاں دو عورتیں کرسی پر بیٹھی ہوئی تھیں جن میں سے ایک امریکی اور دوسری افغانی تھی، انہوں نے قیدی والی کرسی کو دور کر کے مجھے زمین پر باندھ دیا اور کہنے لگیں ہم آپ سے معذرت چاہتی ہیں کیوں کہ کرسی فارغ نہیں ہے چار گھنٹوں تک تحقیق جاری رہی، آخر میں کہنے لگیں کہ آپ کی باتوں سے ایسا لگتا ہے کہ آپ بے گناہ ہیں لیکن لوگ آپ کے بارے میں بہت کچھ کہہ رہے ہیں، اس لئے اب آپ کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ آپ سچ بولیں ورنہ آپ کبھی بھی گھر نہیں جاسکتے، ہم تو آپ کے لئے یہی کرسکتی تھیں باقی آپ کی مرضی، اس کے بعد مجھے کیمپ فور میں واپس لے آئے جہاں میرے دو ساتھی بھی موجود تھے اسی دوران رہا ہونے والے ساتھیوں کو بس میں بٹھایا اور مجھے ہی چھوڑ دیا، اسی کمرے میں ایک سال گزارا، اب میرے ذہن میں یہ خیال آتا کہ اب ساری زندگی یہی گزارنی پڑے گی، جب بھی تحقیق والے آتے تو کہتے کہ آپ نے گھر جانا ہے تو میں کہتا کہ گھر تو جانا ہے لیکن جھوٹ نہیں بول سکتا، ایک سال گزرنے کے بعد مجھے نیند نہیں آرہی تھی تو میں نے نیند کی گولی کھائی جب میں سو گیا تو رات گیارہ بجے کے قریب ایک فوجی نے آکر مجھے آواز دی، کہ تیار رہو تمہاری تحقیق ہے پھر گاڑی میں بٹھا کر تحقیق والے کمرے میں بٹھا دیا پہلے ایک افغانی عورت آئی جو شکل سے امریکی لگ رہی تھی، تھوڑی دیر بعد ایک امریکی بھی کمرے میں آیا اور مجھ سے پوچھا کہ آپ کو اس وقت کیوں بلالیا گیا ہے، میں نے کہا مجھے معلوم نہیں، اس نے کہا کہ میں آپ کو رہا ہو کر گھر جانے کی خوشخبری سناتا ہوں، میں نے کہا تم سے پہلے بھی بہت سے لوگوں نے مجھے یہ جھوٹی خوشخبری سنائی ہے، اس نے کہا کہ میرا نام لاری جانی ہے، اور میں بھی جھوٹ نہیں بولتا آپ بہت جلد گھر جانے والے ہیں، اس کے بعد مجھے ایک مائیک دے کر کہا کہ اس میں دس منٹ تقریر کرو کرزئی اور مشرف کے بارے میں جو کہنا چاہتے ہو کہو، یہ کہ کر وہ کمرے سے باہر چلا گیا میں نے دس منٹ تک اس میں تقریر کی' جب دس منٹ پورے گئے تو وہ لوگ دوبارہ کمرے میں آ گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ کرزئی پاکستانی ISI ہے مشرف اور کرزئی میں کوئی فرق نہیں ہے، اسی طرح کی باتیں کرتے رہے پھر مجھے دوبارہ کمرے میں لے آئے، واپس آنے پر میں

نے ساتھیوں سے رہائی والی بات کی تو انہوں نے تکبیر کا نعرہ لگایا، اگلی صبح پھر پاکستانیوں کی تحقیق شروع ہوگئی، دوسرے دن مجھے بھی تحقیق میں لے گئے اور جھوٹ معلوم کرنے والی جھوٹی مشین لگا کر مجھ سے دس سوال پوچھے، جن میں سے ایک سوال یہ تھا کہ امریکہ کے خلاف لڑے ہو کہ نہیں، میں نے کہا نہیں، پھر پوچھا کبھی ماں باپ کے سامنے جھوٹ بولا ہے؟ میں نے کہا نہیں، تیسرا سوال یہ تھا کہ کبھی قرآن وسنت کے خلاف کام کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں، چوتھا سوال یہ تھا کہ سر پر ٹوپی ہے؟ پانچواں سوال یہ تھا کہ بلب جل رہا ہے؟ چھٹا سوال یہ تھا کہ آپ نے کبھی ان لوگوں کی مدد کی ہے جو امریکہ کے خلاف لڑ رہے ہیں، اسی طرح کے اور بھی بہت سے سوال کیئے، اس کے بعد مجھے واپس کمرے میں لے آئے، اسی دن رات کے وقت دوبارہ تحقیق کے لئے لے گئے، اور مجھے کہنے لگے کہ آپ کے دو سوالوں میں غلطی ہے، جن کو مشین پاس نہیں کر رہی، میں نے کہا کون سے، اس نے کہا ماں باپ والا اور دوسرا قرآن وسنت والا، میں نے کہا کہ آپ لوگوں کو میں نے اپنے اوپر گواہ مقرر نہیں کیا یہ میرا مذہبی معاملہ ہے تو غیر مسلم کون ہوتے ہو کہ مجھ سے اس بات پر تحقیق کرتے ہو، انہوں نے ان دونوں سوالوں میں مجھے پھنسانے کی بہت کوشش کی لیکن آخر کار مجھے اپنی جگہ واپس لے آئے دوسرے تیسرے دن بھی یہی تحقیق کرتے رہے، جب ساتھیوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے پاکستانی ساتھی رہا ہو رہے ہیں تو انہوں نے مبارک باد دیتے ہوئے اپنے گھروں کے لئے پیغامات بھیج دیئے اور بعض ساتھیوں نے ٹیلی فون نمبر دیئے ایک عربی ساتھی جو ریاض کا رہنے والا تھا اور بہت کم عمر تھا اس نے بھی مجھے مبارک باد دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت جلد رہائی عطا فرمائے میں بہت عرصہ سے آپ کے لئے دعا کر رہا تھا کیونکہ اگر آپ مزید جیل میں رہے تو بعد میں ضعف کی وجہ سے جہاد کا کام نہیں کر سکو گے، جب کہ میں ابھی بہت چھوٹا ہوں جتنا عرصہ جیل میں گزار چکا ہوں اگر اتنا اور بھی گزاروں تو اس وقت تک میں بھی جوان ہو جاؤں گا اور جہاد کا کام بخوبی سرانجام دوں گا۔

کیوبا میں طوفان

ہم رہائی کی خوشی میں تھے کہ اچانک امریکیوں کے چہرے خوف سے پیلے پڑ گئے

اور بہت پریشان نظر آنے لگے ان دنوں میں سخت ہوا بھی چل رہی تھی امریکی فوجیوں نے بتایا کہ میکسیکو سے ایک طوفان کیوبا کی طرف آ رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ پورے کیوبا کو تباہ و برباد کر دے، امریکیوں نے پوری جیل کے اردگرد سیاہ پردے بھی لگا دیئے، اور جہاز بھی گشت کرنے لگے، انہوں نے ہمیں تین دن کی خوراک بھی ایک وقت میں دے دی اور ساتھ یہ کہا کہ اگر طوفان کا رخ ہماری طرف ہو گیا تو ہم سب زیرِ زمین کیمپ میں چلے جائیں گے جو تیار ہو چکا ہے، اور جہاز کے گشت کے بارے میں بتایا کہ ساٹھ کلومیٹر دور سے ہی اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ طوفان کس سمت میں جا رہا ہے، اگر طوفان کا رخ ہماری طرف ہو گیا تو یہ ہمیں وقت سے پہلے اطلاع دے دے گا لیکن ہوا یہ کہ طوفان کیوبا کے بہت دور سے گزر گیا، دو دن تک تیز بارش کے ساتھ بہت تیز ہوا چلتی رہی سمندر کی موجیں پہاڑوں کی طرح بلند نظر آ رہی تھیں، جب وہ سمندر کے کنارے سے ٹکراتیں تو گرد و غبار کی شکیل اختیار کر لیتیں۔

گوانتانامو سے پاکستان تک کا سفر

اس طوفان کے دو دن بعد سب پاکستانیوں کو ہسپتال لے گئے صرف میں اور ایک پاکستانی ساتھی محمد بنائی کو نہیں لے گئے، ہمارے دل میں یہ خیال آیا کہ ہو سکتا ہے یہ سب گھر چلے جائیں اور ہم یہیں رہیں، دوپہر کے کھانے پر پہلے ان کو واپس لائے، تھوڑی دیر بعد دو گاڑیوں میں ہم دونوں کو بھی ہسپتال لے گئے، ہسپتال میں تین پاکستانی ساتھی اور بھی تھے جن کو ڈیلٹا کیمپ سے لائے تھے، ان میں ایک انور بھائی تھا، ہم ان سے بھی ملے، تقریباً ایک گھنٹہ بعد ایک ڈاکٹر آیا اور اس نے ہم سے پوچھا تمہیں کوئی خاص تکلیف تو نہیں ہے ہم نے کہا نہیں، اس کے بعد اس نے کچھ ٹیسٹ کیئے تو وہاں موجود مترجم نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کرو میں نے کہا مجھے انگلش نہیں آتی تو اس نے کہا آنکھیں اوپر کرو میں نے انکار کر دیا، تو وہ چلے گئے اور عصر کے وقت ہمیں واپس کیمپ فور میں لے آئے، اس کے بعد ہمارے کمرے میں ایک امریکی آیا جس کے ہاتھ میں ایک تھیلا تھا جس میں نئے کپڑے اور بوٹ وغیرہ تھے اس نے سب کو کپڑے دیئے جب صبح ہوئی تو ان کے نمبر لکھ کر اپنے ساتھ یہ سارا سامان بھی واپس لے گئے، دوسرے دن تمام پاکستانیوں کو علیحدہ علیحدہ کمروں میں بند کر دیا گیا

اور رات کے وقت فوجی بھی کمروں میں آ گئے اور ہم کو کپڑے وغیرہ دینے کے بعد یہ کہنے لگے کہ آدھے گھنٹے میں اپنی تیاری مکمل کر لو لیکن قرآن کو اپنے ساتھ نہیں رکھنا یہ تم اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے، ہم نے کہا کہ یہ کیوں تو انہوں نے کہا کیوں کہ گورنمنٹ کی ملکیت ہے، اسی دوران ایک بس آئی ان کے ساتھ امریکی فوجی، کتے اور کیمرہ مین بھی تھے۔کیمپ سے نکلنے سے پانچ منٹ پہلے مجھے اور حیدر پاکستانی کو ایک دوسرے کمرے میں بند کر دیا، اور ہم دونوں کو ردستاویزات دیں جن پر ہماری تصویریں اور نام و پتہ بھی لکھا ہوا تھا جو دوسرے ساتھیوں سے مختلف تھے، جب ہم نے یہ سب کچھ دیکھا تو ڈر گئے کہ ہمارا معاملہ کچھ گڑ بڑ ہے، چند منٹ گزرنے کے بعد ساتھیوں کو کمروں سے نکال کر ایک لائن میں کھڑا کر دیا، تھوڑی دیر بعد ایک بس کیمپ میں داخل ہوئی، تو ایک ایک ساتھی کے ہاتھ باندھ کر بس میں لے گئے، اور ہر ایک کو سیٹ پر بٹھا دیا ہمارے سامنے ایک پردہ لگا ہوا تھا جس کے آگے ان کے آفیسر بیٹھے ہوئے تھے، بس میں بہت سخت گرمی تھی، اور باہر کچھ نظر نہیں آ رہا تھا میرے چند ساتھیوں کی طرف چھوٹے چھوٹے سوراخ تھے، اس کیمپ سے ہمیں ڈیلٹا کیمپ لایا گیا اور اسی سخت گرمی میں ہمیں دو گھنٹے تک یہاں کھڑا رکھا گیا، دو گھنٹے بعد بس نے حرکت شروع کی سفر کے دوران ہمارے آگے اور پیچھے بہت سی گاڑیاں تھیں، بیس منٹ سفر کے بعد بس کو بڑے بحری جہاز میں سوار کر دیا گیا یہ سفر بھی بیس پچیس منٹ کا تھا اس کے بعد بس ائیر پورٹ کی طرف بڑھنے لگی، بس ائیر پورٹ پر پہنچ کر رک گئی تو ایک ایک کر کے ساتھیوں کو نیچے اتارنے لگے جب میری باری آئی تو میں نے دیکھا کہ ائیر پورٹ پر بہت سے لوگ جمع ہیں جن میں سے اکثر کیمرہ مین تھے جو ہماری تصویریں کھینچ رہے تھے، نیچے اترتے ہی انہوں نے میرے ہاتھ بھی کھول دیئے میں بہت خوش تھا کہ آج کے سفر میں ہمارے ہاتھ کھلے ہوں گے لیکن جہاز میں بیٹھتے ہی فوجی ہمارے ساتھ حیوانوں کی طرح پیش آنے لگے کسی نے ہاتھ باندھنا شروع کر دیا، کسی نے پاؤں اور کوئی آنکھوں پر پٹی لگا رہا تھا، پاؤں زمین کے ساتھ اور کمر کو کرسی کے ساتھ باندھا گیا جس طرح کیوبا لے گئے تھے اسی حالت میں واپس لے کر آئے، رات کے وقت سفر شروع ہو گیا، راستے میں میری عینک تھوڑی نیچے ہو گئی تو جہاز میں موجود ڈاکٹر اور فوجی نظر آئے، میرے قریب ایک فوجی کھڑا تھا اس کے پاس گن والی گولیوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا، ایک فوجی کی

نظر مجھ پر پڑی اس نے میری عینک کو اوپر کر کے ٹائٹ کر دیا، دس گھنٹے سفر کرنے کے بعد ہمیں ایک ائیر پورٹ پر اتارا بہت کوشش کر کے میں نے عینک کے نیچے سے دیکھا تو فوجی کچھ سامان نیچے اتار رہے تھے۔

پاکستان کی سرزمین پر قدم

تھوڑی دیر بعد جہاز نے دوبارہ سفر شروع کر دیا کئی گھنٹے سفر کے بعد محسوس کیا کہ طیارہ کسی ائیر پورٹ پر اتر رہا ہے، لیکن ہمیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ چکلالہ ائیر پورٹ ہے، ا ور ہم اپنے وطن پہنچ چکے ہیں، ہمارے ہاتھ پہلے زنجیروں سے باندھے ہوئے تھے جب ہم پاکستان پہنچ گئے تو پلاسٹک کی رسیوں سے اس قدر سخت باندھے گئے کہ ہمارے ہاتھوں کے ناخن سیاہ ہو گئے، جب آنکھیں کھول دی گئیں، اور طیارہ ائیر پورٹ پر اتر کر رک گیا ایک ساتھی نے فوجی سے پوچھا کون سی جگہ ہے، اس نے جواب دیا I do not know (میں نہیں جانتا) اس کے بعد انہوں نے دروازہ کھولا اور ایک ایک ساتھی کے ہاتھ کھولنے لگے نیچے پاکستانی اہلکار اور بڑے افسر، امریکی سفیر اور دو گاڑیاں کھڑی نظر آئیں امریکی فوجیوں نے ہم میں سے ہر ایک کو ایک پاکستانی افسر کے حوالے کر دیا، پاکستانی ہمیں کہنے لگے وطن واپسی مبارک ہو، ایک گاڑی ہم سے پہلے نکل گئی دوسری گاڑی میں ہمارے ساتھ امریکی سفیر اور ایک پاکستانی فوجی بیٹھ گیا، کچھ آگے چل کر گاڑی ایک عمارت میں داخل ہو گئی، جہاں ہمیں ایک کمرے میں لے گئے، ہم اس انتظار میں تھے کہ پاکستان پہنچ کر ہمیں آزاد کر دیا جائے گا، مگر چار گھنٹے انتظار کے بعد ایک پاکستانی فوجی اور ایک میجر آئے اور ہم سے سوال کرنے لگے، اور ساتھ ساتھ ہماری ویڈیو بنانا شروع کر دی کچھ دیر بعد ہم سب کو ایک قطار میں بٹھایا اور پانی تک نہیں پوچھا، کافی دیر اسی طرح گزر گئی اور ایک میجر آیا اور حالات کا جائزہ لینے کے بعد چلا گیا، پھر ہمارے ہاتھ باندھ کر دو گاڑیوں میں سوار کیا۔

گوانتانامو سے گرے اڈیالہ جیل میں اٹکے

گویا ہمارا حال آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا' ایسا ہوا کہ خدا خدا کر کے امریکی گوری اور کالی بلاؤں کے اس جزیرے سے نکلے اور اڈیالہ آ پھنسے۔ شائد قدرت کو ہمارا ایک

اور امتحان مقصود تھا۔ اپنے وطن کی سرزمین پر پہنچنے کے بعد ہمارے سامنے رہائی کے خیال تھے اسی گومگو کی کیفیت میں ہم سب کسی خوشی کے منتظر تھے۔ اسی دوران چکلالہ ائیر بیس پر ISI اور دوسرے حکومتی اہلکاروں نے ہم سے پوچھ گچھ کی اور ہماری ویڈیو وغیرہ بنائی اور دو دو ساتھیوں کو باہر لے جاتے اور ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیتے جب سب ساتھیوں کو ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں تو ہمیں ائیر بیس کے بیرونی دروازے کی طرف لے جایا گیا باہر پنجاب پولیس کی تین پرانی بسیں کھڑی تھیں آٹھ آٹھ نو نو ساتھیوں کو ایک ایک بس میں بٹھایا گیا اس کے بعد بسیں راولپنڈی کی مختلف سڑکوں پر گھومنے لگیں تقریباً بیس منٹ بعد بسیں اڈیالہ جیل کے باہر جا کر کھڑی ہو گئیں اب ہمیں بس سے اتارا گیا اور جیل کے چھوٹے دروازے سے اندر لے جایا گیا بڑے دروازے سے داخل ہونے کے بعد سائیڈ کی دیوار میں ایک اور چھوٹا لوہے کا دروازہ تھا اس دروازے سے داخل ہونے کے بعد ہمیں لائنوں میں بٹھا دیا گیا ہمارے دونوں طرف دو بڑے گیٹ تھے ایک بیرونی گیٹ دوسرا اندرونی گیٹ تھا ہم دونوں بڑے دروازں کے درمیان بیٹھے تھے دیوار پر ایک طرف بہت سے قیدیوں کی تصویریں لگیں تھیں تھوڑی دیر بعد ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہمارے پاس آئے اس کے ہمراہ بہت سے پولیس والے تھے اس نے ایک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ چیف صاحب ہیں جیل میں جب آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو اس سے بات کریں چیف کالے رنگ کا دبلا پتلا آدمی تھا اس کے بعد جیل کے اندرونی گیٹ سے ایک چھوٹا دروازہ کھولا گیا اس دروازے سے جھک کر اندر جانا پڑتا تھا ہم سب قیدیوں کو اندر لے جایا گیا جب پہلی بار اڈیالہ جیل کے اندر سے دیکھا تو ایسے لگا کہ جیسے کوئی رہائشی کالونی ہے صاف ستھرا اور مختلف رنگ کے پھولوں اور درختوں سے سجا ہوا ایک چھوٹا سا شہر معلوم ہوتا تھا، ہمیں ایک روڈ پر قطاروں میں بٹھا دیا گیا، ایک پولیس والا ایک بڑا رجسٹر لے کر آیا اور ایک ایک ساتھی کا نام پتہ لکھنے لگا عصر کی نماز ہم نے اسی جگہ پڑی اسی دوران ہم اردگرد کے ماحول کا جائزہ بھی لیتے رہے ایک طرف بہت سے قیدی جمع تھے جن میں سے اکثر کالے رنگ کے تھے ہمیں دیکھ کر وہ ہاتھ ہلا رہے تھے تمام قیدی ہماری طرف حیرت زدہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کیونکہ ہم سب کا لباس ایک ہی رنگ کا تھا۔

جیل میں قدم اور تشدد بھری فلم

گوانتاناموجیل کے تشدد کو بہرحال ہم بھول گئے تھے کیونکہ ہر وقت تشدد کے عادی انسان کو بڑے سے بڑا تشدد کوئی اثر نہیں کرتا اور پھر خاص کر گوانتانامو کے قیدی تو تشدد کی ان بھٹیوں سے ہو کر سخت جان بن گئے تھے۔ پاکستانی جیل میں پولیس اہلکاروں نے ہمارے سامنے ایک فلم چلائی اس کے احوال بتاتے چلیں۔ابھی چند ساتھیوں کے کوائف لکھنے باقی تھے کہ تین چار پولیس والے چار قیدیوں کو لے کر آئے اور ہمارے سامنے دو قیدیوں نے ان میں سے ایک قیدی کے ہاتھ پاؤں پکڑ کر اس کو الٹا لیٹا کر اس کو مارنا شروع کردیا قیدی کی چیخیں آسمان سے باتیں کر رہیں تھیں اس کی دل سوز چیخیں ہمارا جگر پھاڑنے لگیں اور پولیس افسر نے اس قیدی کو اونچی آواز میں کہا کہ یہاں تمہاری بدمعاشی نہیں چلے گی جب کہ وہ قیدی چیخ رہا تھا اور معافیاں مانگ رہا تھا کہ میں ایک شریف آدمی ہوں ہم نے سمجھا کہ شاید اس نے کوئی بہت بڑا جرم کیا ہے جسکی وجہ سے اس کو اتنی مار پڑ رہی ہے بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے مارنے کا مقصد ہم پر رعب ڈالنا تھا حقیقت میں اس کا کوئی جرم نہ تھا، ایک گھنٹہ ہم نے وہاں گزارا پھر ہمیں بارک نمبر چار کے کمرہ نمبر چھ میں لے گئے جو دوسری منزل پر واقعہ تھا ہمیں کمرے میں بند کر کے باہر سے تالا لگا دیا گیا، کمرے کے دو دروازے تھے اور اس کی پچھلی سائیڈ پر کھڑکیاں تھیں جہاں سے دوسری برکیں نظر آ رہی تھیں۔

جیل کے بلاکوں کی دُکھ بھری کہانی

جیسے ہی ہم کمرے میں داخل ہوئے گندی مٹی گرد و غبار اور عجیب و غریب بدبو نے ہمارا استقبال کیا۔ کمرے کے دوسرے حصے سے لیٹرین کی سی بدبو آ رہی تھی۔ میں کمرے میں موجود چھوٹے دروازے کی طرف گیا اندر قطار میں پانچ لیٹرینیں تھیں پہلی کا دروازہ کھلا تو میں لیٹرین کا منظر دیکھ کر حیران ہو گیا میری سانس رکنے لگی میں جلدی جلدی واپس لوٹ آیا میرے جسم میں سوئیاں چُب رہی تھیں، کمرے کے درمیان میں بہت سی پھٹی پرانی دریاں پڑی ہوئی تھیں ساتھیوں نے دریاں جھاڑ کر کمرے میں آرام کرنے کی جگہ بنانے کی کوشش شروع

کردی ان کی بدبودار مٹی اور گردوغبار پورے کمرے میں پھیل گئی اس مشکل مرحلے کے بعد جب گردوغبار تھوڑا کم ہوا تو میری نظر کمرے کے کونے میں پڑے ہوئے پانی کے ایک ڈرم پر پڑی میں پانی پینے کی نیت سے ڈرم کی طرف گیا کیا منظر دیکھا کہ آدھا ڈرم پانی اور پانی کے اوپر ایک انچ مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی اور اس مٹی میں مچھر اور مکھیاں ایسی حالت میں پڑی تھیں کہ دیکھ کر میری پیاس بھی ختم ہوگئی۔ پینے کے پانی کے لئے ہم نے بہت سے قیدیوں کو آوازیں دیں لیکن سب نے کہا کہ ہمیں آپ سے بات کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے آپ پانی کی بات کرتے ہیں، تھوڑی دیر بعد سفید ٹوپی اور پیلے کپڑے پہنے ہوئے ایک قیدی ہمارے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ کیا بات ہے؟ ہم نے اس کو کہا کہ ہمیں پیاس لگی ہوئی ہے ہمیں پانی لاکر دو تھوڑی دیر بعد وہ غسل کرنے والی پرانی سی بالٹی میں پانی لے کر آیا اور دروازے کے باہر رکھ دی اور ساتھ میں ایک مگہ دیا اور پینے کا کہا پانی، ہم پانی پینے لگے پیاس کا مسئلہ تو تھوڑی دیر کے لئے حل ہوگیا، باہر اندھیرا چھا چکا تھا سب کو انتظار تھا کہ کھانا کب آئے گا اور کب اپنے وطن کی روٹی کا دیدار ہوگا، اتنے میں دروزے پر ایک قیدی آیا اور آواز دیتے ہوئے کہا مولوی صاحب روٹی لے لو، دو ساتھی دروازے کے پاس گئے تو اس نے دروزہ کھول کر کھانا ہمارے حوالے کر دیا ایک ساتھی نے پوچھا کہ کیا پکایا ہے تو اس نے جواب دیا گوشت ہے جناب، ایک ساتھی وہ بالٹی لے کر آیا سب ساتھی بالٹی کے گرد جمع ہو گئے اور سرخ رنگ کے سالن کو غور سے دیکھنے لگے مرچ و مصالحے اوپر ہی تیر رہے تھے ابھی روٹی تو ہم نے دیکھی ہی نہیں تھی سب کو انتظار تھا کہ کب روٹی آئے اور ہم اس کو کھانے کی کوشش کریں، اتنے میں ایک قیدی دروازے پر آکر آوازیں دینے لگا مولویوں اپنی روٹی لے لو، اس کے پاس ایک بڑی بوری تھی جس میں بہت ساری روٹیاں تھیں اس نے ہمیں بوری میں سے ۳۵ روٹیاں نکال کر دیں اب پلیٹ اور گلاس کا مسئلہ پیدا ہوگیا تو کسی قیدی سے یہ چیزیں بھی مل گئیں، ایک ساتھی نے پلیٹ میں سالن ڈالنا شروع کیا پہلی بار جب چمچہ بالٹی میں ڈالا تو چمچے میں صرف سرخ رنگ کا شوربہ ہی آیا دوبارہ اس نے کوشش کی لیکن پھر بھی چمچہ خالی ہی آیا لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ گوشت ہی پکا تھا کیوں کہ جب ہم نے بالٹی کو خالی کر کے دیکھا تو اس میں چند ہڈیاں اور گوشت کے چند ٹکڑے پڑے تھے۔ گوشت تو ہمارے

نصیب میں ہی نہیں تھا اس لئے تو ہماری بالٹی میں نہیں آیا۔ جب ہم نے کھانا شروع کیا تو تین نوالوں سے زیادہ میری ہمت نہ ہوئی کانوں سے دھواں نکلنا شروع ہو گیا اور جو سالن ہم لوگوں نے رات کو کھایا تھا اب اس نے بھی اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا بہت سے ساتھیوں کے پیٹ خراب ہو گئے، اب جس کو دیکھو لیٹرین کی طرف جا رہا ہے تین دن بعد تو یہ حالت ہو گئی کہ سب ساتھی مریض ہو گئے ان تین دنوں میں تو ہم نے اسی پانی سے گزارہ کیا۔

گوانتانامو میں ملنے والے امریکی کپڑے ہمارے جسموں کی زینت بنے ہوئے تھے جو کہ پسینے کی بدبو اور گرد وغبار سے آئے ہوئے تھے مگر اب یہ کپڑے ہمارے لئے ایک بڑی تکلیف دہ چیز بن گئے کیونکہ پانی ہمارے آنے سے پہلے سے پڑا ہوا تھا نہ تو ہم اس سے غسل کر سکتے اور نہ ہی دھو سکتے، کچھ دن بعد چند قیدیوں نے ہمیں پرانے کپڑے دیے یعنی تین سال بعد جب شلوار قمیض ہمیں میسر آئی تو جلدی جلدی اپنے جسموں کو امریکی پینٹ شرٹ سے آزاد کروایا اور اپنے وطن کا لباس پہن لیا جوں جوں دن گزرتے جا رہے تھے ساتھی بیمار ہوتے جا رہے تھے۔ کہاں کیوبا کا ابلا ہوا کھانا اور کہاں یہ مرچوں سے لت پت شوربا ایسا لگ رہا تھا کہ ہمیں وطن کی جیل یہ پیغام دے رہی ہو ادھر کیوں آئے ہو جی آئے ہو تو مزہ چکھو۔ پہلا ہفتہ ہمارا اسی تکلیف سے گزر ہی گیا آخر ساتھیوں نے چیف صاحب کو بلا کر پر زور احتجاج کیا کہ ہمارے معدوں پر رحم کرو، ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے، تمہاری مرچیں ہماری آنتیں کاٹتی ہوئی جسم کی ساری قوت بھی ساتھ لے جاتیں ہیں اس نے ہمیں یقین دلایا کہ آپ کے لئے بغیر مرچوں والا سالن لایا جائے گا۔

اڈیالہ جیل کا منظر

اڈیالہ جیل ایک بڑی وسیع جیل ہے ایک بڑی سڑک کے کنارے بیرکوں کا چھوٹا گیٹ لگا تھا اس گیٹ سے جب اندر داخل ہوں تو دو منزلہ عمارت تھی چار کمرے نیچے کی عمارت میں اور چار کمرے اوپر کی عمارت میں تھے دو بیرکوں کے درمیان میں بڑا صحن تھا جس کے کناروں پر مختلف قسم کے فوارے اور پھول لگے ہوئے تھے بڑی سڑک تمام بارکوں کے باہر سے ہو کر دوبارہ مین گیٹ کی طرف جاتی تھی بیرکوں کے علاوہ جیل میں چھوٹی چکیاں تھیں اور

بیرکوں کے سامنے گول عمارت تھی جسے جیل کے لوگ چکر کہتے تھے چکر کا انچارج اور اندرونی جیل کا بادشاہ چیف صاحب تھا چکر کے تھوڑے فاصلے پر جیل کی مسجد تھی جہاں پانچ وقت اذان و جماعت ہوتی تھی مگر ہمیں وہاں جانے کی اجازت نہیں تھی ہماری بیرک نمبر چار تھی اور کمرہ نمبر چھ تھا اس لئے ہمارا کمرہ چار + چھ کے نام سے مشہور تھا جیل کے ہر کمرے میں بڑا ٹی وی رکھا تھا جس پر دن رات پروگرام چلتے رہتے تھے، SP نے ہمیں بھی ٹی وی رکھنے کی یہ آفر کی مگر تمام ساتھیوں نے اپنے کمرے میں ٹی وی رکھنے سے انکار کر دیا اکثر اوقات ہماری دوسرے قیدیوں کے ساتھ ٹی وی اونچا لگانے پر گڑ بڑ ہو جاتی تھی وہ اپنے کمرے میں ٹی وی اتنا اونچا لگاتے کہ جس سے سب ساتھیوں کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔

طاہر اشرفی کی آمد

تقریباً ایک ماہ بعد صبح صبح ایک نمبر دار (پرانا قیدی) ہمارے کمرے میں آیا اور کہا مولویوں خوش ہو جاؤ تیاری کر لو آپ لوگوں کو جیل کی عدالت میں لے کر جانا ہے آپ لوگوں کی رہائی کا وقت آ گیا ہے ہم سب حیران ہو گئے کہ ابھی تو دو مہینے باقی ہیں ہم سب ساتھی آپس میں دعا سلام کرنے لگے، ہم لوگوں نے وضو کیا ایک نمبر دار ہمیں لے کر جیل کے جنوب کی طرف ایک بڑی عمارت میں لے گیا جہاں ایک بڑے حال میں ایک طرف بہت سی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور دوسری طرف اونچی جگہ جج کی کرسی اور اس کے سامنے بڑی میز پڑی تھی، جج کی کرسی کے دائیں بائیں ملزموں کے دو کٹہرے تھے ہم سب ساتھی اس ہال میں بیٹھ کر کسی نا معلوم جج کا انتظار کرنے لگے تقریباً آدھے گھنٹے بعد بہت سے پولیس والے ہال میں داخل ہوئے ان کے پیچھے سفید کپڑوں میں ملبوس ایک بہت ہی موٹا آدمی آ رہا تھا، ہمارے پاس آ کر ہاتھ ملانے لگا سب سے ہاتھ ملانے کے بعد وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا، اس کے بعد تعارف شروع ہوا اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا میرا نام طاہر اشرفی ہے اور میں جامعہ اشرفیہ سے فارغ ہوں اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا مشیر ہوں آپ لوگوں سے ملاقات کی غرض سے آیا ہوں اس کے بعد اس نے کیوبا کے حالات ہم سے پوچھے پھر ہمیں کہنے لگا تم افغانستان کیوں گئے تم لوگوں کی وجہ سے ہمیں بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے، اور تم

لوگوں ہی کی وجہ سے ہمیں دنیا تنقیدی نظروں سے دیکھتی ہے حکومت نے بھی کہا تھا کہ کوئی پاکستانی افغانستان نہ جائے اب ان مولویوں کو آواز دو جنہوں نے تمہیں جہاد کے فتویٰ لیے تھے، ملاقات کے دوران ایک ساتھی نے اشرفی کو کہا کہ میں ڈی ایس پی سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ سب اچھا کا کیا مطلب ہے ڈی ایس پی کہنے لگا اس کا مطلب ہے کہ سب کام ٹھیک ٹھاک ہیں تقریباً ایک گھنٹے تک ہماری باتیں ہوتیں رہیں اس نے نظم سننے کی فرمائش کی ایک ساتھی نے نظم پڑھ کر سنائی اس کے بعد ہم سے پوچھا کہ آپ لوگوں کو کوئی مشکل وغیرہ تو نہیں۔

جیل کے معمولات

ساتھیوں نے مجھے کمرے کا امیر بنا دیا اور ہم سب نے صلاح ومشورے کے ساتھ کمرے کا ایک نظم بنایا ایک ساتھی جو عالم بھی تھے اس نے اسلامی عقائد کا درس شروع کیا صبح ناشتے اور مغرب کے بعد درس ہوتا فجر اور ظہر کے بعد فضائل جہاد اور فضائل اعمال کی تعلیم ہوتی عصر کے بعد ساتھی کمرے کے اندر ورزش کرتے جمعرات کو مغرب کے بعد ایک بزم ہوتی جس میں ساتھی مختلف موضوعات پر تقریر کرتے جہادی نظمیں پڑھتے ظہر کی تعلیم کے بعد تجوید قرآن اور حفظ کی کلاس ہوتی غرض کوئی ساتھی بھی فارغ نہیں رہتا تھا، ساتھیوں نے پورے کمرے کو صاف ستھرا رکھا ہوا تھا سب جیل کے قیدی یہ کہتے تھے کہ مولویوں کی طرح اپنے کمرے بناؤ، بلکہ لوگ ہمارا کمرہ دیکھنے کے لئے آتے اور کہتے کہ تمام جیل میں اتنا سکون نہیں آتا جتنا آپ لوگوں کے کمرے میں آتا ہے۔

اڈیالہ جیل میں علاج

جب ہم کیوبا سے واپس آئے تو کئی قیدی بہت سخت بیمار تھے اڈیالہ میں علاج معالجہ کا کوئی مناسب بندوبست نہ تھا، بار بار ایس پی کو درخواست کی کہ ساتھی مریض ہیں اور بعض کا تو کیوبا میں آپریشن بھی ہوا ہے انہیں علاج اور دوائی کی سخت ضرورت ہے، لیکن اس نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ میں مجبور ہوں کچھ نہیں کرسکتا آخر اس نے ایک ڈاکٹر کو بھجوا دیا دو

قیدی ایک کرسی میز لے کر ہمارے کمرے میں داخل ہوئے پوچھنے پر بتایا کہ ڈاکٹر صاحب آ رہے ہیں میں تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر صاحب آ گئے اس کے ساتھ ایک اور قیدی تھا جس کے ہاتھ میں ایک ڈبہ تھا جو گولیوں سے بھرا ہوا تھا ڈاکٹر نے بلند آواز میں کہا مولویو لائن میں کھڑے ہو جاؤ جو ساتھی مریض تھے وہ لائن میں کھڑے ہو گئے، ڈاکٹر ایک ایک ساتھی کو بلا کر پوچھتا کیا تکلیف ہے ساتھی تکلیف بتاتا تو وہ قیدی کو کہتا کہ اسے فلاں نمبر دو ڈاکٹر نے کسی ساتھی کی نبض تک چیک نہیں کی اور سب کو کہا آپ لوگوں میں تو کوئی بھی مریض نہیں ہے یہ کہتے ہی اپنا چلتا پھرتا ہسپتال اٹھایا اور چلا گیا، پھر ایس پی کو شکایت کی کہ ساتھیوں کو مناسب علاج کی ضرورت ہے، کچھ دن بعد پھر وہی ڈاکٹر آیا اور دوبارہ پہلے کی طرح دوائی کی تقسیم شروع کر دی جب اس نے دو ساتھیوں کو دوائی دی تو ایک ساتھی نے کہا ڈاکٹر صاحب تم نے یہ کیا ڈرامہ بنایا ہوا ہے تمہیں مذاق کے لئے کوئی اور نہیں ملا کم از کم ساتھیوں کی نبض تو چیک کرو ڈاکٹر کہنے لگا دوائی چاہیے کہ نہیں، اس پر ساتھیوں کو بہت غصہ آیا اور ڈاکٹر کو کمرے سے نکال دیا بعد میں پتہ چلا کہ یہ ڈاکٹر قتل کے کیس کا قیدی ہے۔

جیل کا ماحول

دیکھنے میں تو جیل کا ماحول بڑا صاف ستھرا اور خوبصورت تھا ہفتے میں ایک بار پوری جیل کی صفائی ہوتی لیکن قیدیوں کی حالت اور انتظامیہ کا قیدیوں سے سلوک انتہائی برا تھا، جیل میں بھی کھلے عام جرائم ہوتے تھے چرس و ہیروئن بھی ہر قیدی کو ہر وقت مل سکتی تھی جن قیدیوں کو مشقت کی سزائیں تھیں، ان میں اگر کوئی پیسے والے ہوتے تو آرام سے بیٹھے رہتے انہیں کوئی کچھ کہنے والا نہیں تھا بس مہینے کی پہلی تاریخ کو چکر میں ہزار دو ہزار دے دیتے تھے اور پھر ان کی عیش ہی عیش، اور جو بیچارے غریب تھے انہیں تو اپنے حصے کی بھی مشقت اٹھانی پڑتی اور دوسروں کی بھی جو رشوت دے کر آرام سے بیٹھے رہتے تھے، ہمارے کمرے کے ساتھ کمرہ حوالات تھا جو نئے قیدی آتے تھے ان کو دو تین دن تک اسی کمرے میں رکھتے تھے کمرے کا انچارج نمبر دار تھا جو بہت ہی بد اخلاق آدمی تھا چرس کے کثرت استعمال سے اس کا دماغ خراب ہو گیا تھا، یہ شخص ہر نئے آنے والے قیدی کو مجبور کرتا کہ اسے

پیسے دے اگر کسی کے پاس پیسے نہ ہوتے تو ان کی گھڑیاں اور انگوٹھیاں اتر والیتا تھا اور ان سے جھاڑو لگواتا اور جیل کا ہر کام اس سے کرواتا انہیں اتنا بے عزت کیا جاتا اور سب کے سامنے گندی گالیاں دیتا کہ وہ قیدی پیسے دینے پر مجبور ہو جاتا، اسی طرح جیل میں ہر برائی کھلے عام ہو رہی تھی، اب میرے گھر جانے کا وقت بھی آگیا ایک دن صبح صبح ایک نمبر دار آیا اور کہا کہ تم میں سے امین اللہ کون ہے اس کے گھر جانے کے احکام آئے ہیں۔

اڈیالہ سے کوئٹہ اور ھدا جیل

16MPO کے تحت ہم نے تین ماہ اڈیالہ جیل میں گزارے چمن سے راولپنڈی ملاقات کے لئے جانا بہت مشکل تھا اس لئے رشتہ داروں نے کوشش کر کے اڈیالہ سے ھدا جیل میں منتقل کروایا، جب یہ کام ہو گیا تو بلوچستان سے پولیس اور ایجنسی کے تین اہلکار اڈیالہ میں پہنچ گئے دن گیارہ بارہ بجے جیل کے نمبر دار نے میرا نام پکارا اور کہا کہ آج آپ نے کوئٹہ جانا ہے جب یہ خبر جیل میں پہنچی تو سب ساتھیوں نے نعرہ تکبیر لگا کر خوشی کا اظہار کیا جیل میں موجود تمام ساتھیوں سے میں نے آخری ملاقات کی اور ان کو حوصلہ دیا اور جہاد اور دین پر استقامت کے فضائل بتاتے ہوئے دعاؤں کے ساتھ ساتھیوں سے اجازت مانگی اور معانقہ کے ساتھ اڈیالہ میں آخری ملاقات ختم ہو گئی، جیل انتظامیہ نے کاغذی کاروائی پوری کرنے کے بعد بلوچستان انتظامیہ کے حوالے کر دیا تو انہوں نے جیل کے اندر ہی ہتھکڑی لگا کر جیل سے باہر نکال کر ایک ٹیکسی میں بٹھایا اور ہم راولپنڈی کی طرف روانہ ہو گئے گاڑی میں بیٹھتے ہی ایک افسر نے کہا کہ یہ آدمی تو بہت شریف لگتا ہے اس کی ہتھکڑی کھول دو جس گاڑی پر ہم نے جانا تھا وہ گاڑی نکل چکی تھی، تو انہوں نے مجھے کہا کہ آج کی رات یہی پر گزارنی ہے صبح کوئٹہ روانہ ہوں گے، انہوں نے پنڈی میں بغداد ہوٹل میں تین بیڈ والا کمرہ لے لیا عصر کی نماز کے بعد وہ مجھے لے کر بازار چلے گئے تین سال بعد کافی سیر وغیرہ کی اور رات کا کھانا بھی ہم نے مل کر کھایا کھانے کے بعد وہ پھر مجھے ساتھ لے کر سیر کے لئے نکل گئے بازار میں مدرسے کے طلباء نے مجھے پولیس افسران کے درمیان دیکھا تو انہوں نے ان سے پوچھا یہ کون ہے؟ تو پولیس والوں نے جواب دیا یہ بلوچستان کا ایم پی اے ہے اس پر وہ طلباء میرے پیچھے چل پڑے ان افسران نے رات کو پی سی او سے مجھے گھر فون بھی کروایا۔

رات گیارہ بجے کے بعد ہم واپس کمرے میں لوٹے اور گپ شپ کے بعد میں تو سوگیا ان پولیس والوں کی سگرٹ نوشی اور گپ شپ جاری تھی اگلی صبح ناشتے کے بعد ٹرین کا ٹکٹ لیا اور ہم ٹرین میں سوار ہو گئے انہوں نے مجھے شیشے والی سائڈ پر بٹھا دیا ٹرین میں چوبیس گھنٹے کا سفر ہم نے شروع کر دیا سبی میں ٹرین لیٹ ہوگئی تھی تو پولیس والوں نے کہا کہ ہم یہاں سے اتر کر کوچ میں چلے جائیں آپ اپنے گھر والوں کو فون کر دیں کہ وہ رات کوئٹہ میں کوئی الگ کمرہ یا جگہ وغیرہ لے لیں میں نے فون کر دیا میرے رشتہ دار کافی تعداد میں کوئٹہ پہنچ گئے، اور انہوں نے ایک مکان خالی کر لیا رات ہم نے کوئٹہ میں گزاری رشتہ داروں سے ملاقات کرنے کے بعد ہم سب نے آرام کیا اور صبح غسل کے بعد مجھے جیل کی طرف لے کر چل پڑے اور جیل کے گیٹ کے قریب مجھے ہتھکڑی لگا دی جب ہم کوئٹہ جیل میں داخل ہوئے تو پولیس والے نے مجھے جیل کے چکر میں لا کر کھڑا کر دیا اور کہا کہ ابھی ہمارا افسر آنے والا ہے تم کو اس کے سامنے پیش ہونا ہے جب وہ آیا میں کمرے میں داخل ہو گیا تو وہ مجھ سے مخاطب ہوا کہ اپنے جوتے اتار دو اور دفتر میں آ جاؤ میں نے کہا کہ یہ کوئی مسجد تو نہیں ہے کہ میں جوتے اتاروں یہ تو ایک پولیس والے کا دفتر ہے یہاں اتارنے کی کیا ضرورت ہے، اس کے بعد ایک افسر نے مجھ سے نام پتہ وغیرہ پوچھا، اور تھوڑی بہت تحقیق کے بعد واپس بھیج دیا اب پولیس والوں نے مجھ سے اور زیادہ بدتمیزی شروع کر دی کہ تم نے ہمارے قانون کی خلاف ورزی کی ہے مجھے لے جا کر چکر میں کھڑا کر دیا وہاں پر چمن کے رہنے والے ہمارے قلعہ عبداللہ کے ایم پی اے حافظ حمد اللہ کا سیکرٹری بھی ایک کیس میں اسی جگہ کھڑا تھا، اس سے حال احوال پوچھا، پولیس والے اس سوچ میں تھے کہ اس کو چکی میں رکھیں یا بیرک میں، وہاں میری ایک ڈاکٹر سے ملاقات ہوئی جو بہت اچھے آدمی تھے اور مجاہدین سے بہت محبت رکھنے والے تھے انہوں نے میرا حال احوال پوچھا اور اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے مجھے بھی ہسپتال میں داخل کر لیا یہاں بہت اچھا ماحول تھا، میرا بہت اچھا وقت گزرا۔ اسی دوران میری ملاقات بسم اللہ کاکڑ سے بھی ہوئی وہ بھی ان دنوں جیل میں بند تھے، اس نے بھی میری بہت خدمت کی بہت سارے تحفہ تحائف کے ساتھ ساتھ گھر کی روٹی بھی کھلائی جو میرے لئے بہت عظیم نعمت تھی، کیونکہ گزشتہ تین سالوں میں یہ میری پہلی گھر کی پکائی ہوئی روٹی تھی۔ جس

کمرے میں میں تھا اسی کمرے میں تین آدمی اور بھی تھے میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ ان میں سے ایک تعلیمی بورڈ کے ڈائریکٹر تھے اور دوسرے دو بھی بڑے افسران میں سے تھے جب میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کس کیس میں ہیں، تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے اوپر کرپشن کا الزام ہے۔ ہسپتال کے کمرے میں ڈاکٹروں کا رویہ قابل تعریف تھا اور انہیں دیکھ کر پولیس والوں نے بھی اپنا رویہ تبدیل کر لیا چند دل بعد ایک بڑا افسر ملاقات کے لئے آیا اورانہوں نے بتایا کہ آپ بہت جلد گھر جانے والے ہیں، ان کے جانے کے ایک دن بعد مجھے پھر چکر میں لا کر کھڑا کر دیا اور کہا کہ آپ کی تحقیق ہو گی کچھ دیر بعد ایجنسی اور پولیس کے چھ افسران ملاقات کے لئے آئے ہر ایک کے ہاتھ میں کاغذ قلم تھا نام پتہ وغیرہ لکھنے کے بعد دوسرے کئی سوال کئے پھر ایک افسر نے مجھ سے کہا کہ کوئی ایسا واقعہ سناؤ جو بہت دلسوز ہو میں نے ایک واقعہ بتایا، اس کے بعد اس نے مجھ سے پوچھا آپ کو کس نے گرفتار کیا تھا میں نے کہا آپ ہی لوگوں نے، تو اس نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا ایک آدمی درخت کاٹ رہا تھا تو اس نے درخت سے پوچھا تم اتنے بڑے ہو اور یہ چھوٹی سی کلہاڑی تمہیں کاٹ رہی ہے تو اس درخت نے عجیب جواب دیا اگر کلہاڑی کے اندر میرا دستہ نہ ہوتا تو یہ مجھے کبھی کاٹ نہ سکتی۔ ایک گھنٹہ سوال و جواب کے بعد مجھے واپس کمرے میں لے آئے، حافظ حمد اللہ کے سیکرٹری جو ایک دن پہلے رہا ہوئے تھے، ایک دن بعد پھر کپڑے لے کر آ گئے اور کہنے لگے آج آپ کی رہائی ہے باہر بہت سے لوگ آپ کے رشتہ داروں کے علاوہ بہت طالبان جمع ہیں، پس کپڑے بدل کر جیل سپریڈینٹ کے دفتر میں آیا وہاں پر حاجی آدم خان اور حافظ حمد اللہ اور دوسرے علماء کرام بیٹھے تھے کاغذی کاروائی کے بعد مجھے جیل سے رہا کر دیا گیا جیل کے مین گیٹ سے باہر نکلا تو بہت تعداد میں لوگ جمع تھے جیل سے جلوس کی شکل میں ہم کوئٹہ میں حاجی آدم صاحب کی رہائش گاہ پر چلے گئے اور وہاں سے چمن کی طرف روانہ ہوئے مولانا عبدالمنان شہیدؒ اور دوسرے علماء مجاہدین کے ہمراہ ہم ایک جلوس کی شکل میں چمن پہنچے تو ہر طرف خوش آمدید و مرحبا کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں تمام احباب رشتہ داروں اور ساتھیوں سے ملاقات کے بعد گھر پہنچا تو گھر میں ملاقات و مبارکبادوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

ہماری رہائی کے بعد گوانتا ناموبے کے حالات

ہماری رہائی کے بعد خصوصاً 2006 سے اب تک گوانتا ناموبے جیل میں مجاہدین قیدیوں کے ساتھ امریکیوں کا سلوک بہت بدل چکا ہے اب وہاں پر اتنی سختی ہو چکی ہے کہ ابھی ابھی جو ساتھی وہاں سے رہا ہو کر آئے ہیں انہوں نے اپنے قلم سے جو حالات لکھے ہیں اور جو کچھ بتایا ہے اس سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اب گوانتا نامو میں کس کس طرح تشدد و ظلم ہو رہا ہے، جب ہم وہاں قید میں تھے اس وقت بھی سخت حالات تھے مگر اتنی سختیاں نہیں تھیں اس وقت بھی آپس میں بات کرنے کی اجازت نہیں تھی مگر پھر بھی ساتھی چھپ چھپا کر بات چیت کر لیتے تھے اور حال احوال معلوم کر لیتے تھے اسی طرح نماز کے بارے میں ساتھیوں کے احتجاج کرنے پر بہت سہولت مل گئی تھی یعنی آپ جب چاہے نماز پڑھ سکتے ہیں مگر پھر بھی بہت بار ایسا ہوا کہ جب چاہا جس کو چاہا نماز سے روک دیتے تھے، لیکن اب تو یہ حالات ہیں کسی کو نماز پڑھنے کی اجازت نہیں جب کوئی نماز میں کھڑا ہو تو بہت سے فوجی آ جاتے ہیں اور اس کو گالیاں دینی شروع کر دیتے ہیں اور اونچی اونچی آواز میں گانے گاتے ہیں، اس ساتھی کو جو نماز میں ہو اس کو حکم دیتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بات کرو اگر وہ بات نہیں کرتا تو ارف ٹیم آ جاتی ہے جو اور مارتے مارتے اس کو انفرادی بلاک میں سزا کے لئے بند کر دیتے ہیں اسی طرح اگر کوئی دوسرے قیدی کے ساتھ بات کرتے ہوئے پکڑا جائے تو اس کو بھی بہت سخت سزا ملتی ہے اور پہلے جب ہمیں تحقیق کے لئے لے کر جاتے تو ہمارے کان، ناک اور آنکھیں کھلی ہوتی تھیں، اور اب جب کسی کو پنجرے سے باہر نکالتے ہیں تو پہلے اس کے ہاتھ بری طرح باندھے جاتے ہیں پھر کان، ناک، منہ اور آنکھوں پر بھی پٹیاں باندھ دی جاتی ہیں تا کہ وہ کسی ساتھی سے بات تک نہ کر سکیں۔ اسی طرح کا ایک واقعہ جو 2007 کے شروع میں پیش آیا کہ ایک ساتھی کو تحقیق کے لئے لے جا رہے تھے اس ساتھی نے دوسرے کو سلام کیا تو چار فوجیوں نے اس کو مارنا شروع کر دیا اور اٹھا کر زمین پر دے مارا اور بوٹوں سے اس کے سر کو مسلنے لگے۔ پہلے کبھی کبھی پنجرے کی تلاشی ہوتی اور اب ہر روز تلاشی ہوتی ہے جس میں بہت سے ساتھیوں کے کپڑے بھی اتار لئے جاتے ہیں اور سب ساتھیوں کے سامنے اس کو ذلیل کیا

ہے حتیٰ کہ ان ناپاک صلیبی فوجیوں نے قرآن پاک کو کھول کر اس کے اوراق کی تلاشی لینا
ع کر دی ہے، جس پر جیل میں بہت بڑی ہنگامہ آرائی ہوئی ایک دفعہ کیمپ فور میں امریکی
تلاشی لینے کے لئے آ گئے اور ساتھیوں کے کپڑے اتار کر ان کے پنجروں کی تلاشی
ع کر دی اس دوران کچھ فوجیوں نے قرآن پاک کی بھی تلاشی لینا چاہی مگر کچھ ساتھیوں
انہیں قرآن پاک کو ہاتھ نہیں لگانے دیا اور ان سے لڑانا شروع کر دیا لڑائی بہت دیر تک
ں رہی امریکیوں نے کہا کہ ہم قرآن پاک کی تلاشی ضرور لیں گے جب کہ ساتھیوں کا
ف تھا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے ہم ان گندے اور ناپاک کافروں کو کلام اللہ کو ہاتھ
نے نہیں دیں گے۔

امریکی فوجیوں نے جب بات نہ مانی اور زبردستی ان سب کی تلاشی لینا چاہی تو پھر
فور میدان جنگ بن گیا بارہ نہتے بے سروسامان دیارِ غیر میں قید مجاہدین نے امریکیوں پر
ا بول دیا امریکیوں نے اس لڑائی میں بہت زیادہ گیس استعمال کی پھر بھی مجاہدین ان کے
یں نہ آئے تو انہوں نے ربڑ والی گولیاں چلائیں جس سے کچھ ساتھی زخمی ہو گئے تو اس
بعد فوجیوں نے پریشر والا پانی چھوڑ دیا جس کے سامنے ساتھی بے بس ہو گئے اس جنگ
بتداء ہلمند کے مجاہد ساتھی خوگ ماما اور مجاہد رحمت اللہ نے کی۔ مجاہد ساتھیوں نے
یوں سے ڈنڈے چھین لئے اور امریکیوں کی پٹائی شروع کر دی اس جنگ میں امریکی
کے تین فوجی اور دو مجاہد شدید زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گئے، اس کے بعد انہوں نے کیمپ فور
ی بند کر دیا اور بہت سے فوجی آ گئے انہوں نے سب ساتھیوں کو الگ الگ باندھ کر
ر تشدد کا نشانہ بنایا۔

لم کی وجوہات

کیوبا میں اب تو مظالم کی انتہاء کر دی گئی ہے اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ وہاں جتنے
ی بھی ہیں سب کے سب مسلمان ہیں (اے مسلمانو! یاد رکھو کہ دنیا کے سب کافر صرف
کے ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے پکے دشمن ہیں)۔ جب تک مسلمان کافروں کی طرح
ں گزارتے رہیں گے تو کافر ان کے دوست ہیں مگر جب مسلمان مسلمان والی زندگی کی

طرف آئیں گے تو کافران کے دشمن بن جائیں گے جس طرح کیوبا کے قیدیوں کے ساتھ ہو رہا ہے وہ لوگ بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح ہی ہیں مگر انہوں نے کافروں کی زندگی چھوڑ کر مسلمانوں والی زندگی اور اللہ کے رسول ﷺ والی زندگی اپنا لی ہے بس اس وجہ سے کافران کو ظلم کا نشانہ بنا رہے ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ جب افغانستان اور عراق میں مجاہدین کی کاروائیوں میں شدت آئی اور ہر طرف امریکی و اتحادی فوجی مردار ہو کر واصل جہنم ہونے لگے اس پر امریکیوں کو بہت غصہ آیا انہوں نے اپنا غصہ ان بے بس اور مظلوم قیدیوں پر نکالنا شروع کر دیا۔ آئے روز قیدیوں پر مظالم ڈھا کر اپنے دلوں کی بڑھاس نکالنی شروع کر دی، بہت سے قیدی مجاہد بھائیوں کو تشدد کے ذریعے شہید کر دیا اور جن تین قیدیوں کے بارے میں یہ خبریں آ رہی ہیں کہ انہوں نے کیوبا کی جیل میں خودکشی کر لی ہے لیکن درحیقت ان کو امریکیوں نے تشدد سے شہید کیا ہے یہ بات ان ساتھی قیدیوں نے مجھے بتائی جو ان مجاہد قیدیوں میں سے دو کے بالکل قریب تھے جن کو امریکی فوجیوں نے شہید کیا ہے ان تمام باتوں کے باوجود امریکی اس بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ ان قیدیوں نے خودکشی کی ہے اگر یہ مان لیا جائے کہ انہوں نے خودکشی کی ہے تو یہ اس بات سے بھی زیادہ خطرناک ہے کہ امریکیوں نے ان کو شہید کیا ہے کیونکہ زندگی جیسی عظیم نعمت کو جو لوگ ظلم کی وجہ سے نفرت کرتے ہوئے اس کو ختم کر دیں تو وہ ظلم کیسا ہوگا؟

افغانستان اور فدائی حملے

فدائی حملے اسلام میں وہ عظیم قربانی ہے جس سے بڑی کوئی قربانی نہیں ہوسکتی، اور اس کو خودکش حملہ نہیں کہنا چاہیے بلکہ اس کا نام استشہادی حملہ ہے جس میں شہادت کی طلب میں دشمن کو سخت ضرب لگانا مقصود ہوتا ہے فلسطینی ماں کی تیرہ سالہ اکلوتی بیٹی نے جب یہودیوں کے ایک ریسٹورنٹ میں فدائی حملہ اس وقت کیا جب وہ شراب و کباب میں مست تھے تو ان کے پرخچے اڑ گئے ان کی چیخ و پکار سنتے ہی دل کو ٹھنڈک مل گئی و یشف صدور قوم مؤمنین اس اکیلی مجاہدہ نے اس حملے میں وہ کام کیا جو بہت سے مجاہد بھی نہ کر سکے۔ حماس کی ان عظیم قربانیوں سے بدمعاش یہودیوں کا دماغ ٹھیک ہو گیا اور ان کے غرور کو لگام لگ گئی

اس لئے انہوں نے مجاہدین کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے اور مذاکرات کی دعوت دینے لگے۔ شاباش اس ماں پر جس نے کہا کہ اگر میری دوسری بیٹی بھی ہوتی تو اسے بھی اسی طرح قربان کر دیتی اور شاباش ہو اس بیٹی پر جس نے اپنی عفوان شباب کی زندگی اللہ کے لئے قربان کر دی۔ استشہادی حملے کے واقعات رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی زندگی سے بھی بہت ملتے ہیں جس پر علماء کرام نے بہت سی کتابیں لکھیں ہیں، ان کی تفصیل کی جگہ یہ نہیں صرف ایک دو مثالیں یہاں ذکر کئے دیتا ہوں مسلم شریف کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ، اس جنت کے لئے جس کی عرض آسمان و زمینوں کے برابر ہے تو عمیر ابن حمامؓ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ وہ جنت جس کی لمبائی و چوڑائی آسمان و زمین کے برابر ہے؟ فرمایا ہاں تو عمیرؓ نے کہا واہ واہ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے واہ واہ کیوں کہا؟ تو انہوں نے جواب دیا اے رسول ﷺ اس امید سے کہ میں انہیں میں سے ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم بھی انہی میں سے ہو تو انہوں نے کچھ کھجوریں نکالیں کچھ کھانے کے بعد باقی پھینک دیں اور کہنے لگے اگر میں ان کھجوروں کو ختم ہونے تک زندہ رہا تو یہ بہت لمبی زندگی ہو گی اس لئے انہوں نے باقی کھجوریں پھینک دیں اور دشمن کی صفوں میں گھس کر لڑنا شروع کر دیا اور اس وقت تک لڑتے رہے جب تک شہید نہ ہو گئے اسی طرح مسلم شریف کی ایک اور روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے میدان جنگ میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے تو ایک گرد آلود شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا اے ابو موسیٰ آپ نے خود یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہاں تو وہ آدمی اپنے ساتھیوں کے پاس گیا ان سے رخصت لی سلام کیا اور پھر اپنی تلوار کی نیام توڑ دی پھر آگے بڑھے اور لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے، اس سے بڑھ کر فدائی حملوں کی کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ فرق صرف یہ ہے کہ اس زمانے میں بارود نہیں تھا آج کے جدید دور میں بارود نے دشمن کے نقصان اور تباہی کو بڑھا دیا ہے اور فدائی کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے، طالبان بھی اپنے اسلاف کی اتباع کرتے ہوئے اس طرح عظیم قربانی کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے

ہیں اور استشہادی حملوں کے لئے نوجوان قطار در قطار کھڑے نظر آتے ہیں اور اپنے رب کو ملنے کے انتظار میں ہیں ان کو شہادت اس قدر محبوب ہیں جتنی کفار کو زندگی محبوب ہے، ایک فدائی مجاہد سے پوچھا گیا کہ آپ فدائی حملہ کیوں کرنا چاہتے ہیں ویسے جہاد کیوں نہیں کرتے؟ اس نے جواب دیا لڑائی سے دل ٹھنڈا نہیں ہوتا فدائی حملے سے دل خوب ٹھنڈا ہوگا۔ امت مسلمہ کو اس طرح کے جوانوں کی ضرورت ہے جو دین اسلام پر کٹ مرنے کے لئے ہر دم تیار ہوں، ور یہ اللہ کے خاص بندے اور سچے عاشق ہیں جو اللہ کے دین کی نصرت کے لئے اپنی جان کا نذرانہ پروانوں کی طرح پیش کرتے ہیں۔

شعر

ای مرغ سحر عشق زیر پروانہ بیا م وز
گوش سوختہ را جان شدو آواز نیامد
این مدعیان در طلبش بخیر انند
کافر کہ جز شد جزباز نیامد

ومن الناس من يشترى نفسه ابتغاء مرضاة الله

ترجمہ: اور بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی خاطر جان بیچ دیتے ہیں۔ (بقرہ: ۲۰۷)

جان دی دی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ان عظیم قربانیوں کی بدولت آج ہر جگہ دشمن سخت پریشان اور حواس باختہ ہے اللہ ہمارے ان مجاہد بھائیوں کی شہادت قبول فرمائے اور ہم کو بھی ان کے زمرے میں شامل فرمائے۔ آمین۔

اللهم وفقنا للجهاد فى سبيلك لا علاء كلمتك ولا بتغاء رضوانك وجعلنا فى زمرة الشهداء والصالحين ومقربين آمين ثم آمين يا رب العالمين۔

جہاد افغانستان کے حالات حاضرہ پر ایک نظر

جب ۲۰۰۱ میں امارت اسلامیہ کے سقوط کا عظیم حادثہ رونما ہوا تو امریکہ نے بہت غرور کے ساتھ افغانستان میں اپنی فوجیں اتار دیں ان کے غلام بھی فتح کی خوشیاں منا رہے تھے یہ سب بہت خوش تھے اور مسٹر بش بھی اپنے تکبر میں مدہوش تھا اس کو کیا پتہ کہ افغانستان پر قبضہ کرنا تو آسان ہے لیکن اس کو ہضم کرنا بہت مشکل ہے یہ کوئی تر نوالہ نہیں کہ جس کو آرام وسکون سے کھا لیا جائے یہ وہ سخت ہڈی ہے جو حلق میں اٹک جاتی ہے اور بغیر آپریشن کے ہرگز نہیں نکلتی مسٹر بش ابتداء میں گول میز کانفرنسیں بہت کرتے تھے اور بہت اونچی آواز اور متکبرانہ انداز سے بولتے تھے لیکن بعد میں اس کی کانفرنسیں بھی کچھ سرد پڑ چکی ہیں، پہلے تو شمالی اتحاد والے بش کو خوش آمدید کہتے تھے اور ان کے بچے بھی خوش آمدید سے استقبال کرتے۔

مسٹر بش نے ڈالر کے وفاداروں کو ڈالر تو بہت دیئے لیکن وہ غریبوں کی بجائے چند کمانڈروں کی جیب میں چلے گئے، غریب عوام بھوک سے مر رہی ہے جبکہ کمانڈروں نے کابل میں جدید محلات بنانا شروع کئے ہوئے ہیں ان محلات کے باوجود کوئی اطمینان نہیں ہر کمانڈر ڈالر جمع کرنے اور بھاگنے کو سوچ رہا ہے، جبکہ طالبان بھی الحمد للہ کابل تک پہنچ چکے ہیں سچ بات تو یہ ہے کہ اللہ کے ان شیروں کو کوئی نہیں روک سکتا اسی طرح ۲۰۰۶ء میں جب مجاہدین نے ضلع پنجوائی پر قبضہ کیا تو ان پر نیٹو کے ۳۷ ممالک کی افواج مل کر بمباری کرتے رہے اور ساتھ ساتھ چیختے رہے کہ اور فوج اور اسلحہ بھیجو جبکہ بقول ان کے طالبان کی تعداد ایک ہزار سے بھی کم تھی پھر بھی نیٹو نے شکست کھائی اور اپنی شکست کو چھپانے کے لئے بے گناہ عوام کے گھروں پر بمباری شروع کر دی جس کی وجہ سے طالبان نے حکمت عملی کی بنا پر کچھ دنوں کے لئے اس علاقے کو خالی کر دیا تا کہ یہ ظالم بچوں اوعورتوں کو مارنا بند کردیں، کیونکہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے افغانستان کے پہلے حملے میں بھی اسی طرح کیا تھا کہ جب طالبان نے ان کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا تو بے گناہ شہریوں کو مار کر ہی طالبان بتاتے رہے اور طالبان کو علاقہ خالی کرنے پر مجبور کرتے رہے، اب ایک بار پھر موسم گرما آنے پر

عام علاقے طالبان سے بھرے ہوئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت نہیں تو اور کیا ہے، لیکن افسوس اس بات پر کہ میڈیا کی آزاد کا نعرہ لگانے والے ذرائع ابلاغ طالبان کی سو کاروائیوں میں سے صرف دس کو ہی سامنے لاتے ہیں یہ کوئی ملامت کی بات نہیں ان کی خبروں پر تو بش اور بیلئر کی نظر ہوتی ہے کیونکہ حقائق کے انکشاف پر سرزنش ہوسکتی ہے اور عتاب بھی آسکتا ہے آج کل طالبان کا بہت سارے علاقوں پر مستقل قبضہ ہے اور طالبان وہاں تمام تنازعات کے فیصلے خود کرتے ہیں لیکن امریکہ اور اس کے اتحادیوں میں اتنی ہمت بھی نہیں کہ ان علاقوں سے طالبان کا قبضہ ختم کرسکیں، کرزئی نے ضلع ہلمند میں ایک بہت مکار اور چالاک بندے کو بھیجا لیکن جب وہ ہلمند پہنچا تو مجاہدین کی تیز رفتار کاروائیاں دیکھ کر حیران اور پریشان رہ گیا۔ اس کے بعد معلوم ہی نہ ہوسکا کہ موت کے ڈر سے وہ کس غار میں چھپا اور کس طرح واپس کابل پہنچا، کابل پہنچ کر اس نے پریس کانفرنس کی جس میں اس نے بہت پست لہجہ میں بادل ناخواستہ طالبان کی قوت کا اقرار کیا۔ وہ طالبان کی قوت سے اس قدر مرعوب تھا کہ کابل میں گزرنے والے ان چند لمحات کو بھی اپنے لئے غنیمت سمجھتا تھا اور اس نے اس بات کا اقرار کیا کہ اب ان (طالبان) کا مقابلہ کرنا بہت مشکل ہے۔ الحمدللہ اب تو زابل کے تمام پہاڑوں میں اللہ کے ان شیروں کے مراکز قائم ہیں اور اتحادی افواج اور ان کے ایجنٹوں کو شہروں سے باہر جانے کی ہمت تک نہیں ہوتی، بش اور اس کے صلیبی لشکر کو اپنی فضائی طاقت پر بہت غرور اور ناز تھا اور وہ کہتے تھے کہ ہم زمین پر چار انچ تک کی چیز کو دیکھ سکتے ہیں الحمدللہ آج وہ اتنے اندھے ہو چکے ہیں کہ ان کو طالبان کے بڑے بڑے گروپ بھی نظر نہیں آتے ہیں۔ الحمدللہ اب تو ہر طرف طالبان ہی طالبان ہیں جو اپنی کاروائیوں میں مصروف ہیں بجلی کی سی تیزی سے آتے ہیں کاروائی کرتے اور واپس چلے جاتے ہیں صلیبی پریشان ہیں کہ وہ کس کس کے پیچھے اپنے جہاز روانہ کریں؟ اب تو امریکہ کا ہر غلام یہ شکایت کرتا نظر آتا ہے کہ ہمارا آقا ہماری حفاظت کے لئے کچھ نہیں کرتا، اگر دیکھا جائے تو بیچارے آقا کو بھی ملامت نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ کس کس طالب کے پیچھے B52 بھیجے اور کس کس غلام کی کال پر لبیک کہے، کیونکہ طالبان تو ہر روز کئی حملے کرتے ہیں، یہ جہاز ہے کوئی جن تو نہیں، جناب بش بابا اب ہمارا کیا ہوگا اب تو طالبان مارنے کی بجائے ذبح کرتے ہیں۔ بش کا جواب ہوتا ہے میرے

بچو میں خود بہت پریشان ہوں کہ کیسے اپنی جان بچاؤں کوئی بہانہ ہی نہیں مل رہا، ایک افغانستان تو نہیں عراق بھی تو ہے اب تو ایک نیا محاذ (صومالیہ) بھی کھل گیا ہے انہوں نے بھی میرے حواریوں کو ذبح کرنا شروع کر دیا ہے بس تم اب صبر سے کام لو آخر تم کو ڈالر بھی تو حاصل کرنے ہیں اور اسے حاصل کرنے کے لئے تو جان کی بازی بھی لگانی پڑتی ہے مرنا تو تم سب کا مقدر ہے ہی لیکن اتنا یاد رکھو گولی سے قتل ہو یا چھری سے ذبح ہو بھاگنے کی نہ سوچنا، ہمارے پاس ایسے غداروں کی کوئی جگہ نہیں ناراض بھی نہ ہونا آپ کو معلوم نہیں کہ ہماری دوستی اتنی ہی ہوتی ہے جیسی تمہاری وفاداری ہوگی ویسے ہی ہماری بے وفائی۔

بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ سادہ لوح عوام بھی ان سے مایوس ہو گئے ہیں اور یہ ترقی پسند اور تعمیر نو کے خواہشمند یہ سمجھتے تھے کہ دجال اپنے ہاتھ میں جنت لایا ہے اور وہ ہمیں جنت لے جائے گا ان غریبوں کو کیا پتہ تھا کہ جسے وہ اپنا خیر خواہ اور ہمدرد سمجھتے تھے وہ ان کے گھروں میں گھس کر ان کی عزتوں کو راتوں رات پامال کر دیں گے جب یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا تو شکایت کے لئے کرزئی کے پاس پہنچے کہ جناب آپ کی تعمیل کرنے والوں نے تو ہمارے گھروں پر چڑھائی کر دی خدا کے لئے ان کو روکو، کرزئی نے سر ہلا کر کہا یہ ہمارے مہمان ہیں اور گھروں میں گھس کر لوٹنا تو ان کی عادت ہے وہ اپنی عادت سے مجبور ہیں اور اگر میں ان کو کچھ کہتا ہوں تو یہ مہمانوں کی بے عزتی ہوگی اور یہ ہماری شان کے خلاف ہے اگر ہم مہمانوں کے ساتھ اس طرح کریں۔ کرزئی نے جب باگرام کے ہوائی اڈے پر امریکی کمان کے جنرل سے یہی بات عرض کی تو جواب ملا کہ آقا کے سامنے غلاموں کی طرح بات کرو، اب تو مہمان صاحب خانہ بنا ہوا ہے اور کہا کہ ہم تو راتوں کو تلاشی لیتے ہیں اور راتوں کی تلاشی میں یہ سب کچھ تو ہوتا ہی ہے۔ کرزئی نے مایوس ہو کر امریکہ کا ٹکٹ لیا اور بڑے آقا کے دربار میں پہنچ گیا سر جھکا کر بڑے ادب سے اجازت مانگی کچھ انتظار کے بعد حکم ہوا آنے دو، شراب و کباب کے بعد باتوں باتوں میں کرزئی نے کہا جناب ایک درخواست عرض کرنی تھی اگر اجازت ہو تو............؟ اس کے بعد عرض کرنے لگا کہ جناب آپ سرکار کے جنرل صاحبان تو ہماری ایک بات بھی نہیں سنتے چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے میری قوم کے گھروں پر چھاپے مارتے ہیں یہ ہماری ثقافت کے خلاف ہے

بش نے جواب میں کہا آپ کو پتہ نہیں کہ ہمارے فوجی آزاد ماحول کے عادی ہیں جو وہ چاہیں کریں ان کو کوئی نہیں روک سکتا اور اب تو وہ تمہاری قوم ہی نہیں رہی تم تو اب ہماری قوم میں سے ہو تم کو تو اب اس قوم سے غرض ہی نہیں رکھنی چاہیے، کرزئی نے جب یہ بات سنی تو اسے یاد آیا کہ واقعی اس کی قوم تو بدل چکی ہے اپنے آقا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کرزئی واپس لوٹ آیا۔ لیکن کرزئی کی پریشانی میں کوئی کمی نہیں آئی جب اس نے دیکھا کہ اب تو بہت سارے ترقی پسند لوگ بھی ان جانور صفت لوگوں سے تنگ آ چکے ہیں اور طالبان کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں تب اسے اپنی کرسی جاتی ہوئی محسوس ہوئی اور اس کی راتوں کی نیند حرام ہوگئی۔

الحمد للہ طالبان کے پاس اسلحہ کے وہ خزانے ہیں جس کے ذریعہ وہ بیس سال تک ان صلیبی لشکروں کا با آسانی مقابلہ کر سکتے ہیں اور اب تو مجاہدین نے بھی سخت گوریلا جنگ شروع کر دی ہے، اسی لئے جب اتحادی صلیبی افواج اپنے اڈوں سے نکلتی ہیں تو گشت کرتے وقت ان پر طالبان کے حملے کے خوف سے ہی غشی طاری ہو جاتی ہے اور گشت سے واپسی پر جب وہ اپنے اڈوں تک پہنچ جاتے ہیں تو لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہتے ہیں شکر ہے بچ کر آ گئے، بلکہ اب تو ایسی خبریں بھی آنا شروع ہو گئی ہیں کہ طالبان کے حملوں کے ڈر سے بہت سے فوجی گشت پر جانے سے ہی انکار کر دیتے ہیں، بعض تو خودکشی کرتے ہیں اور اپنے افسروں کو بھی مارتے ہیں اور اکثر اعصابی مریض بن گئے ہیں۔

شکریہ کا خط

اسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ! حضرت سب سے پہلے میں محمود غزنوی اور میرا دوست ابوعبداللہ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کیونکہ آپ کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ہم سے دین کی خدمت کا معمولی ہی سا کام لیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ آپ اور تمام ساتھیوں کی حفاظت فرمائے اور اللہ ہم سے بھی دین کی سر بلندی کا کام لے اور موت جب آئے تو شہادت کی خوشخبری کے ساتھ آئے۔ آمین۔ یقیناً یہ ایک بہت ہی چھوٹا سا کام تھا لیکن ہم اسے اس طرح سمجھتے ہیں جس طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا تو ایک چھوٹی چڑیا اس آگ پر اپنی چونچ میں پانی لا لا کر ڈالتی گئی تو کسی پوچھنے والے نے پوچھا کہ کیا تمہاری اس حقیر بوند سے اتنی بڑی آگ بجھ سکتی ہے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ اس بوند سے اتنی بڑی آگ کا کچھ نہیں بگڑے گا لیکن کل قیامت کے روز جب اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھیں گے تو میں یہ تو کہہ سکوں گی کہ میں آگ لگانے والوں میں شامل نہیں تھی بلکہ آگ بجھانے والوں میں سے تھی۔

تو یہ کام ہماری وہ حقیر بوند ہے جو ہم نے اللہ تعالیٰ کے لئے کیا ہے۔ ہم نے کسی پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ احسان آپ نے ہم پر کیا ہے۔ یقیناً دین ہم سب کا ہے اور ہم سب کو اس کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو دین کے کام میں لگے ہوئے ہیں اور فرعون وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے للکار رہے ہیں آفرین ہے ان ماؤں پر جنھوں نے ایسے جری باہمت نوجوان امت مسلمہ کو دیے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہمارے ساتھ ہے اور انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب امریکہ کے بھی اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے جس طرح روس کے ہوئے تھے اور وہ اپنے زخم چاٹتا ہوا یہاں سے رخصت ہوگا انشاء اللہ۔

جب آپ نے اس کام کے سلسلے میں مجھ سے بات کی تو سچ پوچھیں میں تھوڑا سا پریشان ہو گیا تھا کیونکہ میں نے اس سے پہلے Inpage پر کام بالکل نہیں کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ایک موقع دین کی خدمت کا دیا تھا اس کو ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اپنے دوست ابوعبداللہ سے بات کی کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ وہ کبھی کبھار Inpage پر کام کرتا رہتا ہے۔ اس نے حامی بھری تب مجھے اطمینان ہوا۔

مجھے جب کام ملا تو بھائی نے کہا کہ اس کو آدھا آدھا کرتے ہیں میں بہت پریشان ہوا کیونکہ مجھے اس کے بارے میں کوئی معلومات نہیں تھیں۔ خیر میں نے اللہ کا نام لے کر اس پر کام شروع کر دیا آپ یقین کریں محض تیس دن میں مجھے Inpage پر کام کرنا آ گیا۔

میں اسے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت سمجھتا ہوں یقیناً یہ ایک اچھا کام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی مدد ضرور آتی ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد رکھیں اور اگر کبھی اس طرح کا کوئی کام ہو تو ہمیں اپنا حصہ ڈالنے کا موقع دیں۔ جزاک اللہ۔

باقی کچھ جگہوں میں اردو گرائمر کی کچھ غلطیاں دیکھیں اور اپنے فہم کے مطابق درست کر دیا اور کچھ جگہوں پر عبارت میں بھی کچھ اضافہ کیا۔ اپنی طرف سے میں نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ مسودے میں کوئی خامی نہ ہو مگر انسان غلطی کا پتلا ہے بعض اوقات غیر دانستہ طور پر غلطی ہو ہی جاتی ہے امید ہے آپ معاف فرمائیں گے۔

فقط آپ بھائیوں کی دعاؤں کا محتاج

محمود غزنوی، ابوعبداللہ

کیوبا میں قید اللہ کے شیروں کو سلام

لأ سد الغاب فی کوبا السلام وان عـز التـزاور والكـلام
ليوث حينما و ثبوا تنادت كلاب الغاب و انجفل النعام
تطوف بها الغداة بكل ذعر و تحرسها الرواح فلاتنام
تخاف تواثبا منها فتدنى مشا علها اذا جن الظلام
وما ضر الكريم اذا علاه لحسن فيعة منه اللئام
الا ايها الاحباب عذراً فقد طاشت بجعبتی السهام
نری للمسلمين بكل ارض مجازر مالهم فيها قوام
نری فی قدسنا قرداد دعياً يئن بشقله الحرام الحرام
نری مالا يطاق اذاتعطی بأ عراض القوار يرا الطئام
وسالت دمعة فی خد طفل جريح لم يجاوزه الفطام
وشيخ مبعد تعبت خطاه و يطويه مع الألم الحِمام
هنا قدم و ذاك دم مسراق تلك يد تحيط بها عظام
وشئ من بقايا شبه دار وأنقاض و أيات حطام
اخی ان لم تقم اللّٰه فيهم فحسبك فتية اللّٰه قاموا
فقالوا: ربنا انا برئنا وقد خذ لتهم العرب الكرام
وانا ربنا لما سمعنا صريخ الدين حق الانتقام
سل الأفغان والشيشان عنهم سل البو شناق كيف بها أقاموا
وسل يوم الكريهة كيف كانت بسالتهم وقد ثار الرغام
وجلل صار خا لحدب فيهم سبی لم يناهزه احتلام
وسلها عن عدوهم المفدی وقد لاقتهم الأسد العظام

على أعقا بهم نكعت وولت — جحا فلهم يعر قلها الزحام
أيا أحبابنا عذرا فانا — ليرهبنا الشباب اذا استقاموا
أيا أحبابنا عذرا فانا — يهد هدنا التغزل والغرام
يلقعنا اذا نصحوا انخذال — ويصفعنا اذا نمسى انهزام
تعلمنا المذلة كيف ننسى — و كيف نجيب ان وقع الملام
ايا آساد نا فى القلب نار — يزيد لحبكم فيها الفسرام
لكم منا الدعاء بظهر غيب — من الأبرار ماصلو اوصا موا
لكم منا اللسان و كل حبر — اذا مالف فى الغمد الحسام
لأ سدا اللّٰه فى كوبا السلام — وقل لهم اذا عشر السلام

قید و بند کی صعوبتیں کاٹنے والے مجاہدین کو

ایک عرب شاعر کا خراج عقیدت

کیوبا میں قید اللہ کے شیروں کو سلام! کہ مشکل ہے ان سے ملاقات اور گفتگو و کلام۔ جب اللہ کے شیر کفر پر ٹوٹے تو کافروں نے ایک دوسرے کو مدد کے لیے پکارا اور منافق تتر بتر ہونے لگے۔ ہر صبح اسلام دشمنوں پر نیا خوف لاتی ہے اور ہر شام کی تاریکی ان کی نیندیں اڑا دیتی ہے۔ دشمنانِ اسلام اللہ کے شیروں کے دوبارہ جہاد کے میدان میں کود پڑنے سے ڈرتے ہیں اور جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو اسلام دشمن اپنی قندیلیں روشن کر کے سر جوڑ کر اسلام کے خلاف مہم جوئی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اچھے کردار اور نیک سیرت مجاہد کو یہ کمینے کافر نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اے دوستو! معذرت! گھمسان کی لڑائی میں مسلمان میرے ترکش کی طرف تیر نہ پہنچا سکے آج مسلمانوں کے ہر خطے میں مسلمانوں ہی کا خون بہہ رہا ہے اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں۔ آج بندر نما یہودی بیت المقدس کے دعویدار بن بیٹھے ہیں جبکہ مسجد اقصیٰ ان کی خباست اور ناپاکی سے رو رہی ہے۔ یہودی فلسطین میں دندناتے پھر رہے ہیں اور پاکدامن مسلمان خواتین کی بے حرمتی کر رہے ہیں۔ یہودیوں کے مظالم سے بچوں کے آنسو ان کے معصوم رخساروں سے بہہ رہے ہیں۔ لاچار اور کمزور بوڑھے فلسطینی یہودیوں کے مظالم سے تنگ آ کر موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ مسلمانو! فلسطین میں لاشیں

تڑپ رہی ہیں، خون بہہ رہا ہے اور زخمی کراہ رہے ہیں۔ وہاں مسلمانوں کے جلتے گھر، تباہ شدہ ملبے، ٹوٹی پھوٹی گھریلو اشیاء اور کچھ بقایا جات ہیں۔ مسلمانو! اگر تم اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لیے نہیں اٹھو گے تو فدائی نوجوانوں کی ایک جماعت جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اٹھ کھڑی ہے۔ یہ اسیر مجاہدین کہہ رہے ہیں کہ یا اللہ! ہم ان مسلمانوں اور بالخصوص عرب کے سرداروں سے بے زار ہیں جنھوں نے ہماری مدد نہ کی۔ اے ہمارے رب! جب ہم نے جہاد کی صدا کو سنا تو کافروں سے انتقام کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ان مجاہدین کے پاکیزہ اور جرأت مندانہ کردار کے بارے میں افغان، چیچن اور بوسنیا کے باشندوں سے پوچھو! ہوش اڑا دینے والے خونریز جہادی معرکوں سے ان اسیر مجاہدین کی بہادری اور اسلامی غیرت پوچھو جب کہ ان ایمانی معرکوں میں شریک نابالغ بچے بھی پکار پکار کر مسلمانوں کو جہاد کی طرف بلا رہے تھے۔ ان مجاہدین کے بارے میں ان کے طاقتور دشمن سے پوچھو کہ اللہ کے شیروں نے کیسے ڈٹ کر مقابلہ کیا؟ ان اللہ کے شیروں نے بڑے بڑے لشکروں کے منہ موڑ دیئے اور ان کے چھکے چھڑا دیئے۔ اے مسلمانو! اللہ کے یہاں تمہارا کیا عذر ہو گا؟

جبکہ تم نوجوانوں کو دہشت گردی (جہاد) کا طعنہ دے کر گھروں میں بیٹھنے کی تلقین کرتے ہو۔ اے مسلمانو! آج تم جہاد چھوڑ کر دنیا کی فانی عیش و عشرت، بے ہودہ عشق و مستی اور ہوا و ہوس کی نیند غفلت میں سو رہے ہو۔

جب مسلمانوں کو سربلندی اور جہاد کی طرف بلایا جاتا ہے تو انہیں دنیا کی عزت چمٹ جاتی ہے اور اسی وجہ سے آج مسلمان ہر شام شکست و رسوائی کے تھپیڑے سہ رہے ہیں۔ مسلمانوں میں ترک جہاد کی ذلت نہ بھلانے والے نشانات چھوڑ رہی ہے۔ مسلمان اپنی شکست و خفت کا جواب کیسے اور کب دیں گے؟

ہمارے نوجوانوں میں سے کس کے دل میں اسلامی غیرت کی آگ ہے؟

جو اپنے اسیر مجاہد بھائیوں کی محبت میں شعلہ زن ہو؟

اے کیوبا میں اسیر مجاہدو! تمہارے لیے ہر غیرت مند مسلمان مرد و عورت ہر وقت دعا گو ہے۔ اے اسیرو! ہماری زبانوں پر تمہاری اسلامی غیرت کے قصے اور ہماری تحریروں میں تمہارے ایمان افروز واقعات ہیں۔

گوانتا نامو کے قیدیوں کے نام

افغانستان:

(1) غلام روحانی، عمر 31 سال، (2) عبدالحق واثق، عمر 35 سال، (3) ملا محمد فضل، عمر 39 سال، (4) عبداللہ غلام رسول، عمر 33 سال، (5) ملا نوراللہ نوری، (6) محمد ریاض، عمر 37 سال، (7) محمد جان برکزئی، عمر 39 سال، (8) عبدالرؤف العزیز، عمر 25 سال، (9) عصمت اللہ، عمر 29 سال، (10) عبدالرحمان، عمر 37 سال، (11) سلیمان درمحمد شاہ، عمر 29 سال، (12) حبیب رسول، عمر 51 سال، (13) خان جائن، عمر 24 سال، (14) عبدالسالم، عمر 39 سال، (15) محمد غلام، عمر 34 سال، (16) عزت خان، عمر 40 سال، (17) یاسر علی مست، عمر 34 سال، (18) غلاد خان، عمر 26 سال، (19) محمد علی، عمر 32 سال، (20) عزیز خان علی خان، عمر 44 سال، (21) محمد صادق، عمر 93 سال، (22) امان اللہ، عمر 33 سال، (23) عبدالغفور، عمر 35 سال، (24) عبدالوحید، عمر 34 سال، (25) عبدالنبو غنی، عمر 54 سال، (26) ناصر ملنگ، عمر 34 سال، (27) عبدالرزاق، عمر 35 سال، (28) عبدالرحمان، عمر 30 سال، (29) محمد سر گیلانی، عمر 29 سال، (30) عبداللہ، عمر 46 سال، (31) عبدالمرتضٰی رحمان، عمر 30 سال، (32) صاحب جان، عمر 29 سال، (33) غفور شاہ جان، عمر 37 سال، (34) محمد رضا محمد، عمر 29 سال، (35) صبغت لیار، عمر 25 سال، (36) حضرت سنگین خان، (37) محمد یوسف یعقوب، (38) ارمان بقر محمود، عمر 31 سال، (39) جمعہ خان، عمر 38 سال، (40) محمد یوسف یعقوب، (41) حمد اللہ فتو، عمر 32 سال، (42) گل محمد عمر 44 سال، (43) سراج الدین مجیب، عمر 64 سال، (44) نامعلوم فرد (45) گل زمان، عمر 35 سال، (46) زمان خان، عمر 44 سال، (47) زمان خان، عمر 30 سال، (48) حاجی نوراللہ، عمر 35 سال، (49) فیض اللہ رحمان، عمر 44 سال، (50) صادق محمود، عمر 54 سال، (51) محمد سلطان، عمر 30 سال، (52) خیر اللہ، (53) احسان اللہ، عمر 29 سال، (54) عطاء اللہ آدم گل، عمر 24 سال، (55) داؤد مہیمن، عمر

27 سال، (56) گل داد، عمر 26 سال، (57) عبدالحنان، عمر 48 سال، (58) محمد شریف، عمر 30 سال، (59) امان اللہ علکزئی، عمر 31 سال، (60) نوراللہ، عمر 35 سال، (61) محب اللہ فنو، عمر 24 سال، (62) محمد ولی، عمر 42 سال، (63) بدرالزمان، عمر 35 سال، (64) عبدالرحیم، عمر 46 سال، (65) قاری حسن اللہ، عمر 29 سال، (66) خیر اللہ، عمر 39 سال، (67) احمد نور، عمر 33 سال، (68) رحمان، عمر 41 سال، (69) عبدالرحمان نورانی، عمر 33 سال، (70) قاری عصمت اللہ، عمر 22 سال، (71) حبیب اللہ نور، عمر 26 سال، (72) نعمت اللہ خان، عمر 48 سال، (73) علی خان، عمر 48 سال، (74) نثار احمد، عمر 26 سال، (75) وزیر بادشاہ، عمر 34 سال، (76) محمد اختر رستم، عمر 26 سال، (77) فاروق محمد نیام، عمر 46 سال، (78) محمد اکبر، عمر 50 سال، (79) گل نتھی، عمر 26 سال، (80) انسان اللہ، عمر 26 سال، (81) ولی بادشاہ، عمر 29 سال، (82) مسجد اللہ فنو، عمر 38 سال، (83) نیاز ولی جان، عمر 44 سال، (84) حامد اللہ، عمر 26 سال، (85) محمد طاہر، عمر 31 سال، (86) محمد مرزا، عمر 42 سال، (87) محمد کبیل، عمر 43 سال، (88) عزیز اللہ، عمر 26 سال، (89) فدی داد، عمر 49 سال، (90) عبدالباقی، عمر 64 سال، (91) حاجی فیض محمد، (92) بسم اللہ، عمر 54 سال، (93) حاذب اللہ، عمر 25 سال، (94) محمد سرور کرزئی، عمر 28 سال، (95) عبدالحمید، عمر 39 سال، (96) عبداللہ حکمت، عمر 34 سال، (97) سید عباس، عمر 24 سال، (98) عالف خان، عمر 38 سال، (99) گل وزیر زالم، عمر 29 سال، (100) محمد فرہادالدین، عمر 30 سال، (101) عبدالظاہر، عمر 34 سال، (102) عبیداللہ، عمر 26 سال، (103) گل اوال، عمر 43 سال، (104) شمس اللہ، عمر 20 سال، (105) حاجی صاحب روح اللہ، عمر 44 سال، (106) شبر لال، عمر 44 سال، (107) قلندر شاہ، عمر 33 سال، (108) عثمان خان، عمر 45 سال، (109) حاجی محمد یوسف، عمر 39 سال، (110) اسلم نور، عمر 24 سال، (111) عبدالسلام، عمر 31 سال، (112) قادر خان، عمر 37 سال، (113) محمد نبی عماری، عمر 38 سال، (114) نقیب اللہ، عمر 29 سال، (115) محمد رسول شاہ ولی، عمر 28 سال، (116) محمد اختر، عمر 36 سال، (117) امین اللہ، عمر 50 سال، (118) محمد نسیم، عمر 26 سال، (119) محمد اختر، عمر

36 سال،(120) بارق فنو، عمر 34 سال،(121) عبدالناصر، عمر 25 سال،(122) نصر اللہ، عمر 27 سال،(123) عصمت اللہ، عمر 29 سال،(124) رحمت اللہ، عمر 38 سال،(125) فرہادالدین بار، عمر 29 سال،(126) عبدالرحیم، عمر 31 سال،(127) زعیم شاہ، عمر 23 سال،(128) شوال خان، عمر 43 سال،(129) محمد جواد، عمر 21 سال،(130) تاج محمد، عمر 25 سال،(131) حبیب الرحمان، عمر 24 سال،(132) محمد پیٹا، عمر 21 سال،(133) محمد خان، عمر 24 سال،(134) عبدالصمد، عمر 24 سال،(135) اسد اللہ، عمر 18 سال،(136) نقیب اللہ، عمر 18 سال،(137) سردار خان، عمر 24 سال،(138) عبدالرزاق، عمر 42 سال،(139) خلیل گل، عمر 43 سال، (140) عبدالقدس، عمر 18 سال،(141) محمداسماعیل، عمر 22 سال،(142) حاجی نعیم، عمر 66 سال،(143) سرور خان، عمر 36 سال،(144) عبدالغنی، عمر 34 سال،(145) جمعہ دین، عمر 33 سال،(146) عبدالرزاق، عمر 67 سال،(147) عبدالغنی، عمر 23 سال،(148) شریف اللہ، عمر 26 سال،(149) عامر سعید جان، عمر 26 سال،(150) انور خان، عمر 39 سال،(151) عبدالظہور، عمر 39 سال،(152) عبداللہ خان 42 سال،(153) ناصر اللہ، عمر 59 سال،(154) حاجی شہزادہ، عمر 47 سال،(155) حمد اللہ، عمر 33 سال، (156) عبد الغفور عمر 44 سال،(157) محمد قاسم، عمر 29 سال،(158) احمد، عمر 52 سال،(159) محمد نعیم، عمر 44 سال،(160) بسم اللہ، (161) عبدالوہاب، عمر 38 سال،(162) عبدالبغامی، عمر 38 سال،(163) رحمت اللہ، عمر 25 سال،(164) حفیظ اللہ، عمر 32 سال،(165) بری داد، عمر 53 سال،(166) نصیر اللہ، عمر 26 سال،(167) حاجی بسم اللہ، عمر 27 سال،(168) محمد اختر، (169) امان اللہ، عمر 43 سال،(170) یار کشکو، عمر 43 سال،(171) محمد عالف، عمر 60 سال،(172) بلر موہی، عمر 25 سال،(173) کریم بوستان، عمر 36 سال،(174) عبداللہ وزیر، عمر 27 سال،(175) نصرت یار، عمر 36 سال،(176) قندھاری کاکو، عمر 36 سال،(177) حاجی غالب، عمر 43 سال،(178) حاجی وزیر محمد، عمر 63 سال،(179) مہر حسن، عمر 26 سال،(180) شہباز حفیظ اللہ، عمر 60 سال،(181) عبدالمتین، عمر 41 سال،(182) شبیر احمد، عمر

35 سال،(183) محمد یعقوب، عمر 30 سال،(184) محمد مصطفیٰ سہیل، عمر 25 سال،(185) حاجی نصرت خان، عمر 71 سال،(186) نہار شاہ، عمر 33 سال،(187) امین اللہ بر پال، عمر 34 سال، (188) احمد فدا، عمر 29 سال، (189) نصیب اللہ، عمر 29 سال، (190) گل چمن، عمر 43 سال، (191) حافظ عبداللہ، عمر 45 سال، (192) عبدالغفار، عمر 48 سال، (193) سعدیہ جان، (194) محمد اختر، عمر 53 سال، (195) نصیر گل، عمر 26 سال، (196) نور حبیب، عمر 38 سال، (197) عبدالرزاق، عمر 48 سال، (198) محمد کمین، عمر 28 سال، (199) عزم اللہ، عمر 24 سال، (200) شرابت، عمر 33 سال، (201) محبوب رحمان، عمر 21 سال، (202) محمد سعید، عمر 29 سال، (203) امان، عمر 49 سال، (204) کاکی خان، عمر 35 سال، (205) مجاہد، عمر 35 سال، (206) محمد ظاہر، عمر 53 سال(207) محمد رحیم، (208) حاجی جلیل،(209) حامد اللہ، عمر 43 سال(210) علی شاہ،، عمر 47 سال (211) حکمار، عمر 32 سال(212) یعقوبی،، عمر 40 سال۔ کل افغان قیدی 212

پاکستان:

(1) عبدالستار، عمر 24 سال (2) عبدالستار نفیسی، عمر 35 سال (3) صاحبزادہ عثمان، عمر 24 سال (4) اقبال ظفر، عمر 27 سال (5) ضیاء اللہ شاہ، عمر 30 سال (6) جمال الدین، عمر 39 سال،(7) محمد اعجاز خان، عمر 29 سال،(8) سید محمد، عمر 37 سال (9) محمد اخلاق شاہ، عمر 25 سال،(10) محمد اسحاق (11) صالح محمد، عمر 24 سال، (12) عیسیٰ خان، عمر 31 سال،(13) اسد اللہ، عمر 25 سال (14) منیر بن نصیر عمر 28 سال، (15) طارق خان، عمر 28 سال، (16) حافظ احسان سعید،(17) عبدالرزاق، عمر 34 سال،(18) محمد اشرف، عمر 26 سال، (19) محمد عرفان، عمر 23 سال، (20) سرفراز احمد، عمر 40 سال، (21) سیف اللہ گشیر، عمر 27 سال (22) اعجاز احمد خان، عمر 31 سال (23) طارق محمد، عمر 34 سال (24) صلاح الدین ایوبی، عمر 32 سال (25) حافظ لیاقت، عمر 29 سال، (26) علی سید، عمر 29 سال، (27) ایوب حبیب، عمر 32 سال (28) فضل داد، عمر 24 سال،(29) محمد سانگھر، عمر 54 سال، (30) الیاس محمد، عمر 64 سال، (31) حمید اللہ خان، عمر 35 سال، (32) محمد

کاشف خان، عمر 27 سال، (33) محمد ارشد رضا، عمر 26 سال،(34) اقبال خائق، عمر 23 سال، (35) ماجد خان (35) خبات اللہ، عمر 23 سال، (36) عابد رضا، عمر 23 سال،(37) زاہد سلطان، عمر 25 سال، (38) حافظ خلیل لرحمان، (39) محمد اعجاز (40) محمد عنصر، عمر 25 سال، (41) علی احمد، عمر 24 سال، (42) محمد حنیف، عمر 24 سال، (43) عبدالمولیٰ، عمر 37 سال، (44) ولی جمال، عمر 39 سال، (45) محمد رفیق، عمر 26 سال (46) انعام اللہ امین، (47) اسرارالحق، عمر 26 سال، (48) محمد انور، عمر 25 سال، (49) باچا خان، عمر 34 سال، (50) محمد عمر، عمر 20 سال، (51) محمد نعمان، عمر 29 سال، (52) محمد عباس، (53) سجین اریامان، عمر 22 سال، (54) مجید محمود، عمر 27 سال،(55) علی محمد عمر 54 سال، (56) حافظ قاری سعید اقبال، عمر 28 سال، (57) محمد طلحہ خان، عمر 26 سال، (58) سلطان احمد، عمر 21 سال، (59) ساغر احمد، عمر 31 سال، (60) احمد بشیر، عمر 30 سال،(61) محمد عرفان، عمر 27 سال، (62) عبد الحلیم صدیقی، عمر 38 سال،(63) محمد اکبر، عمر 33 سال، (64) سیف اللہ پراچہ، عمر 58 سال، (65) ابورحمان، عبدالربان، عمر 37 سال، (66) محمد احمد غلام، عمر 36 سال۔ کل پاکستانی قیدی 66

سعودی عرب:

(1) یاسر حمیدی، عمر 26 سال (2) محم فہد نصیر، عمر 24 سال (3) مجید عبداللہ، عمر 39 سال (4) عبدالرحمان، عمر 30 سال (5) برہان مجید، عمر 33 سال (6) سعود وکیل اللہ معلم، عمر 29 سال (7) محمد یحییٰ موسن، عمر 28 سال (8) سالم سلیمان ، عمر 37 سال (9) سلطان دیرودیرموسن، عمر 30 سال (10) محمد ناجی صحی، عمر 38 سال (11) احمد الصالح، عمر 27 سال (12) عبدالحدی باوان الیسبائی، عمر 34 سال (13) یحییٰ شامل السوامل، عمر 27 سال (14) عبدالرزاق محمد ابراہیم، عمر 22 سال (15) خالد سعود ابدال رحمان، عمر 29 سال (16) مسجال محمد راشد، عمر 24 سال (17) یوسف خلیل عبداللہ، عمر 24 سال (18) مش ارشد، عمر 26 سال (19) فہد، عمر 27 سال (20) فہد عبداللہ ابراہیم، عمر 23 سال (21) یاسر طلال ، عمر 21 سال (22) ابراہیم دیف اللہ نیمان، عمر 40 سال (23) عبدالرحمان

القمان، عمر 32 سال (24) سوردرخیل اللہ، عمر 22 سال (25) یوسف عبداللہ صالح، عمر 25 سال (26) عبدالعزیز سعد، عمر 26 سال (27) یوسف محمد مبارک، عمر 20 سال (28) سلمان سعد الخذئی، عمر 24 سال (29) بیجاد دتیف اللہ، عمر 34 سال (30) خواز عبدالعزیز، عمر 28 سال (31) سالم عبداللہ، عمر 25 سال (32) ابراہیم اشد برکیال، عمر 25 سال (33) عبدالسلیم، عمر 21 سال (34) مازن صالح سعد، عمر 26 سال (35) خالد سلیمان، عمر 31 سال (36) سعد خاتم، عمر 37 سال (37) مجید عبداللہ حسین، عمر 25 سال (38) علی محمد ناصر، عمر 23 سال (39) مجید محمد، عمر 33 سال (40) فہد صالح سلیمان، عمر 23 سال (41) عبدالرحمان، عمر 25 سال (42) آفاس رادھی، عمر 32 سال (43) احمد مبارک، عمر 27 سال (44) زیاد العوی، عمر 31 سال (45) رشید خلافہ، عمر 28 سال (46) مکرام سعید، عمر 30 سال (47) جبار جبران، عمر 31 سال (48) خاتمی صالح علی، عمر 25 سال (49) ابراہیم جی سلمان، عمر 26 سال (50) محمد الرحمان، عمر 31 سال (51) رحمان مرزا ظفر، عمر 27 سال (52) عبدالرحمان تفیہ، عمر 33 سال (53) سید محمد حسین، عمر 28 سال (54) ابراہیم رمزی، عمر 25 سال (55) عبداللہ محمد، عمر 38 سال (56) شمال سیاف، عمر 26 سال (57) محمد عبدالرحمان، عمر 29 سال (58) فہد عمر عبدالمجید، عمر 30 سال (59) فہد محمد عبداللہ، عمر 22 سال (60) انورالنور، عمر 29 سال (61) انورالنور، عمر 29 سال (62) سعدالجد ان، عمر 33 سال (63) عبدالہادی ابراہیم، عمر 23 سال (64) خالد محمد، عمر 34 سال (65) شاکر عبدالرحیم محمد، عمر 37 سال (66) ابوامر، عمر 28 سال (68) صالح عبدالرسول، عمر 26 سال (69) صالح، عمر 26 سال (70) نیاف عبداللہ ابراہیم، عمر 24 سال (71) عبداللہ الوفتی، عمر 39 سال (72) عبدالعزیز عبدالرحمان، عمر 24 سال (73) طارق صالح حسین، عمر 23 سال (74) عبداللہ محمد، عمر 32 سال (75) عبدالرحمان، عمر 26 سال (76) ابراہیم محمد ابراہیم، عمر 24 سال (77) زید محمد، عمر 24 سال (78) بدر الاکبری، عمر 29 سال (79) زید سید فراگ، عمر 27 سال (80) عادل حسین عمر، 32 سال (81) امی بن سید، عمر 25 سال (82) محمد جید، عمر 23 سال (83) خالد حسن حسین، عمر 31 سال (84) احمد محمود، عمر 30 سال (85) عبداللہ، عمر 26 سال (86) محمد عتیق الوحد، عمر

32 سال (87) محمد خالد سعد، عمر 32 سال (88) مجید حمد، عمر 26 سال (89) سعد ابراہیم سعد،
عمر 28 سال (90) خالد عبدالرحمان، عمر 36 سال (91) بیام محمد صالح، عمر 28 سال (92) محمد
مبارک صالح، عمر 27 سال (93) عبداللہ ابراہیم عمر 39 سال (94) راشد ابہال مصلح، عمر 46
سال (95) سید بیزان اشیک، عمر 25 سال (96) امران باقر محمد، عمر 31 سال (97) الحیز الی
عبد، عمر 30 سال (98) جبار الخاتم، عمر 32 سال (99) نیاف فہد مقلقی، عمر 27 سال (100
فاضل شاہ، عمر 26 سال (101) سید محمد، عمر 34 سال (102) خالد مولا، عمر 23 سال (103
صادق احمد، (104) عبدالحاکم، عمر 51 سال (105) ناصر مزیاد عبداللہ، عمر 35 سال
(106) نصراف فہد، عمر 23 سال (107) خالد رشد علی، عمر 30 سال (108) سلطان سیال
عمر 32 سال (109) عبدالرحمان حسین، عمر 34 سال (110) عبدالغرسیال انس، عمر 26 سا
(111) رحمان العربی، عمر 32 سال (112) محمد عبداللہ الحربی، عمر 27 سال (113) عبدالخا
صالح، عمر 23 سال (114) عبدالحاکم عبدالرحمان، عمر 29 سال (115) منصور محمد علی، عمر 4
سال (116) صالح محمد صالح، عمر 34 سال (117) ابراہیم محمد علی، عمر 23 سال (118) شاما
ابرادی، عمر 30 سال (119) عبدالحمید، عمر 27 سال (120) راشد الودراشد، (121) احمد
سالم ظہیر، عمر 33 سال (122) عبداللہ، عمر 31 سال (123) عبدالعزیز کریم سالم، عمر
سال (124) جبار سید وزیر، عمر 29 سال (125) محمد مرادی عینی، عمر 37 سال (126) احمد
صفی سعودی گل، عمر 31 سال (127) تولیق ناصر احمد، عمر 33 سال (128) علی بن آ ق
حسن محمود، عمر 21 سال۔ کل قیدی (128)

یمن:

(1) فہد عبداللہ احمد، عمر 24 سال (2) القمان الرحیم، عمر 27 سال (3) حمزہ احم
29 سال (4) احمد عمر عبداللہ، عمر 34 سال (5) عبدالجاہد محمد عبدالعزیز، عمر 28 سال (6
فاروق علی، عمر 22 سال (7) محمد احمد سید، عمر 44 سال (8) عبداللہ محمد، عمر 36 سال (9)
ادریس، عمر 27 سال (10) ادریس ابراہیم، عمر 45 سال (11) عبدالوہاب عبدالما
عمر 27 سال (12) علی حمزہ احمد، عمر 37 سال (13) عبدالقادر حسین، عمر 30 سال (14) اح

محمد، عمر 25 سال (15) عبدالرحمان شبلی، عمر 30 سال (16) عمیعہ نجال حسین، عمر 28 سال (17) محمد رجب صادق، عمر 31 سال (18) علی احمد محمد، عمر 26 سال (19) وقاص محمد علی، عمر 24 سال (20) عبدالصالح ، عمر 27 سال (21) محمد عبدالرحمان صالح نصیر، عمر 26 سال (22) مختار یحییٰ نجی، عمر 32 سال (23) غالب نصیر، عمر 26 سال (24) توفیق شیر محمد، عمر 30 سال (25) صالح احمد حدی، عمر 30 سال (26) سلیم احمد ملک، عمر 36 سال (27) عاصم نہات عبداللہ، عمر 38 سال (28) فیض احمد یحییٰ، عمر 32 سال (29) الال الجلیل، عمر 30 سال (30) علی حسین عبداللہ، عمر 28 سال (31) خالد الجبار ، عمر 38 سال (32) عادل الج بھید، عمر 37 سال (33) علی یحییٰ مہدی، عمر 23 سال (34) شرف احمد محمد، عمر (35) ابوبکر ابن علی محمد، عمر 27 سال (36) عبداللہ احمد باوا، عمر 28 سال (37) عیسام احمد ،عمر 26 سال (38) محسن محمد محسن، عمر 39 سال (39) محمد احمد علی، عمر 26 سال (40) محمد عمر محمد، عمر 26 سال (41) حسن علی صالح، عمر 25 سال (42) عبدالرحمان ابوسلیمان، عمر 27 سال (43) عبدالرحمان علی، عمر 24 سال (44) عبدالمصلح ، عمر 27 سال (45) عبدالرزاق محمد، عمر 33 سال (46) سعید احمد عبداللہ، عمر 30 سال (47) خالد قاسم، عمر 30 سال (48) محمد عبداللہ، عمر 30 سال (49) محمد سعید بن سلیم، عمر 31 سال (50) یاسم محمد، عمر 30 سال (51) محمد علی حسین، (52) محمد صالح خاتمی، عمر 30 سال (53) ریاض عتیق علی عبداللہ، (54) فدیال حسیان صالح، عمر 37 سال (55) احمد سیلام، عمر 25 سال (56) مصطفیٰ عبدالقوی، عمر 27 سال (57) محمد علی عبداللہ، عمر 26 سال (58) عبدالرحمان، عمر 27 سال (59) عبدالرحمان عمر یال، عمر 30 سال (60) محمد احمد سید، عمر 28 سال (61) صالح محمد، عمر 51 سال (62) خالد محمد صالح، عمر 25 سال (63) سلیمان یحییٰ حسین، عمر 26 سال (64) محمد ناصر یحییٰ، عمر 56 سال (65) سلیمان بن اگیل، عمر 31 سال (66) یاسین قاسم محمد، عمر 27 سال (67) عبدالرحمان، عمر 30 سال (68) ولید بن سید، عمر 28 سال (69) فہیم سلیم سید، عمر 29 سال (70) جلال سلام احور، عمر 33 سال (71) انعم سید الشربی ،عمر 29 سال (72) محمد ابراہیم الشربی، عمر 36 سال (73) محمد عبداللہ محمود، عمر 40 سال (74) ناصر مکبل ایزانی، عمر 27 سال (75) ماصر ایزانی، عمر 27 سال (76) ظاہر ،عمر 26 سال (77) جمال محمد علاوی، (78) عبدالعزیز عبداللہ (79) سید کرم، عمر 37 سال (80) خواز

نعمان عبداللہ، عمر 26 سال (81) محمد احمد علی، عمر 26 سال (82) عیماد عبداللہ، عمر 26 سال (83) محمد حسین، عمر 26 سال (84) فیاد یحیٰ، عمر 29 سال (85) فہیم عبداللہ، عمر 29 سال (86) محمد احمد سلیم، عمر 25 سال (87) عبدالقادر احمد، عمر 29 سال (88) محمد علی سلیم، عمر 25 سال (89) عبدالا احمد قادر، (90) علی بن علی صالح، عمر 29 سال (91) احمد بن علی، (92) احمد علی عبداللہ، عمر 29 سال (93) جمیل احمد سید، عمر 36 سال (94) صالح یعقوب رشید علی، عمر 28 سال (95) بشیر ناصر علی، عمر 26 سال (96) بالہند وارسید، عمر 24 سال (97) مصعب عمر علی، عمر 29 سال (98) عزیز احمد الحئ، عمر 29 سال (99) صالح سید، عمر 32 سال (100) محمد ولید ساحر، عمر 27 سال (101) محمد حسین سلیم، عمر 29 سال (102) عمر محمد علی الرحمان، عمر 31 سال (103) یسلام الاکاظمی، عمر 36 سال (104) عبد الاعلیٰ، عمر 31 سال (105) عبدالسلام، عمر 38 سال۔ کل قیدی (105)

الجیریا:

(1) بن شایا بلیکم، عمر 43 سال (2) شبیر محفظ، عمر 37 سال (3) محمد نیحکلی، عمر 38 سال (4) اعتراد ار، عمر 35 سال (5) لاخدار بومیدان، عمر 40 سال (6) بود یلا الج، عمر 41 سال (7) عالد الجزیری، عمر 30 سال (8) امیور حمار، عمر 47 سال (9) عبدالعزیز، عرم 31 سال (10) بوچیتا فتحی، عمر 42 سال (11) مصطفیٰ احمد، عمر 47 سال (12) سمیر، عمر 33 سال (13) عبداللہ حسینی، عمر 48 سال (14) جبر ال نبیل، عمر 26 سال (15) محمد عبدالقادر، عمر 30 سال (16) محبت سعید احمد سیاب، عمر 29 سال (17) احمد بن صالح باچا، عمر 36 سال (18) عبداللہ فوگیل، عمر 45 سال (19) سادی علی، عمر 39 سال (20) فرحی سیدی، عمر 45 سال (21) حسین رابی، عمر 30 سال (22) عبداللہ راحم، عمر 28 سال، کل قیدی 22

ازبکستان:

(1) شاہ رخ ہمدایو، عمر 22 سال (2) تربداوچ، عمر 32 سال (3) محمد صادق آدم، عمر 33 سال (4) حمید اللہ علی شیر، عمر 31 سال (5) ابوبکر جمال اووچ، عمر 32 سال (6) محمد عبداللہ خان، عمر 34 سال۔ کل قیدی (6)

تاجکستان:

(1) رکن الدین ضیازوچ، عمر 33 سال (2) محمد ابن فزاوچ، عمر 47 سال (3) نبی یوسف، عمر 42 سال (4) سوبت ولکواچ، عمر 36 سال (5) مروف سلیم وچ، عمر 28 سال (6) عبدالکریم ارگاشیو، عمر 41 سال (7) سید اہدو، عمر 53 سال (8) کمال الدین کاشمیو، عمر 28 سال (9) مویا بھلا ہمرو، عمر 25 سال (10) مظہرالدین، عمر 26 سال (11) غفار ہمروچ شیرینو، عمر 32 سال (12) جومعہ جان، عمر 28 سال، کل قیدی، 12۔

ترکی:

(1) مرت کرزن، عمر 24 سال (2) ابراہیم سفید، عمر 25 سال (3) صالح اویار، عمر 25 سال (4) معمونوری مارٹ، عمر 34 سال، کل قیدی، 4۔

مراکش:

(1) عبداللہ تبارک، عمر 50 سال (2) لاکن اکسرن، عمر 33 سال (3) محمد حسین علی، عمر 39 سال (4) محمد ابراہیم آونز، عمر 26 سال (5) سید بوجیدیا، عمر 35 سال (6) محمد موخان بن، عمر 25 سال (7) یونس عبدالرحمان، عمر 38 سال (8) محمد لالمی، عمر 30 سال (9) عبدالطیف ناصر، عمر 41 سال (10) موذ محمد، عمر 33 سال (11) اشکوری روان، عمر 34 سال (12) ثاوک ٹریگول، عمر 28 سال (13) ابراہیم بن شکران، عمر 26 سال (14) احمد رشیدی، عمر 40 سال، کل قیدی 14۔

برطانیہ:

(1) فیروز علی عباسی، عمر 26 سال (2) شفیق رسول، عمر 33 سال (3) آصف اقبال، عمر 25 سال (4) روحیل احمد، عمر 25 سال (5) جمال ملک، عمر 39 سال (6) رچرڈ ڈین، عمر 26 سال (7) مارتھن جون، عمر 33 سال، کل قیدی 33۔

کویت:

(1) امین عمر رجب، عمر 38 سال(2) محمد حسن خود، عمر 46 سال (3) فیاض محمد احمد، عمر 30 سال (4) عادل زمیل عبدالحسن، عمر 42 سال (5) سعد موی سعد، عمر 26 سال (6) نصیر جوی، عمر 29 سال (7) خالد عبداللہ، عمر 30 سال (8) عبدالعزیز سیار، عمر 32 سال (9) عبداللہ صالح، عمر 27 سال (10) عبداللہ کمیل، عمر 32 سال (11) محمد فنیتال، عمر 40 سال (12) خالد عبداللہ، عمر 29 سال، کل قیدی 12۔

سوڈان:

(1) ابراہیم احمد محمود، عمر 45 سال (2) حامی محمد ولید محمد، عمر 31 سال (3) سمیع محی الدین محمد، عمر 37 سال (4) مجید محمد غزنی، عمر 32 سال (5) نورانعام (6) رچرڈ حسن عدیل، عمر 48 سال (7) رچرڈ عبدالحسن، عمر 40 سال (8) مصطفیٰ ابراہیم مصطفیٰ، عمر 49 سال (9) حسن عادل، عمر 48 سال، کل قیدی 9۔

فرانس:

(1) کنونی اداچپ، عمر 29 سال (2) مراد بنچیلا، عمر 24 سال (3) خالد ریڈیونی، عمر 38 سال (4) خالد بنز، عمر 34 سال (5) نذیر ساسی، عمر 26 سال (6) یادیل براہیم، (7) حاجی محمد، عمر 44 سال (8) مصطفیٰ خالد، عمر 34 سال (9) مراد، عمر 24 سال (10) خالد ریڈیونی، عمر 38 سال (11) براہیم عادل، عمر 35 سال۔کل قیدی 11۔

لیبیا:

(1) حامد ابن مفتی، عمر 43 سال (2) عبدالرزاق علی، عمر 35 سال (3) عمر خلیفہ محمد، عمر 34 سال (4) اسماعیل علی فراغ، عمر 37 سال (5) عبدالرؤف، عمر 41 سال (6) عمر عامر، عمر 36 سال (7) ابراہیم زیدان، عمر 29 سال (8) سلیم عبدالسلیم، عمر 45 سال (9) عبدالمنصور، عمر 37 سال (10) سلیم عبدالسلیم سلطان، عمر 34 سال (11) ابوسفیان ابراہیم، عمر 16 سال، کل تعداد 11۔

تیونس:

(1) عبدالا بن محمد، عمر 40 سال (2) ریاض بن محمود طاہر، عمر 39 سال (3) لفطی بن سیوی، عمر 37 سال (4) شرافت فیتالی، عمر 29 سال (5) ہاشم بن علی بن امور، عمر 40 سال (6) عادل بن ابراہیم، عمر 41 سال (7) عادل بن مادیہ، عمر 35 سال (8) عبداللہ سیاف بن، عمر 32 سال (9) ریاض بن صالح، عمر 41 سال، (کل قیدی 9)

مصر:

(1) محمد سلیم، عمر 39 سال (2) طارق محمد احمد، عمر 48 سال (3) خیال روڈو، عمر 40 سال (4) الاحیزانی عبد، عمر 40 سال، (کل قیدی 4)

روس:

(1) نسیم وچ، عمر 29 سال (2) رستم اکرامیو، عمر 26 سال (3) ذاکر جان عصم، عمر 32 سال (4) تیموررااوچ، عمر 30 سال (5) منگیز یوراول، عمر 38 سال (6) گمروراول، عمر 43 سال (7) المصام رابل وچ، عمر 35 سال (8) اوسلان انتھو وچ، عمر 32 سال (9) عبدالعزیز سالم، عمر 49 سال (10) عبداللہ کفکاس، عمر 22 سال،

(کل قیدی 10)

قازقستان:

(1) عبدالرحیم فریمکو بیو، عمر 23 سال (2) یعقوب ابھانو (3) عبداللہ تھوتھن شو، عمر 23 سال (کل قیدی 3)

متفرق قیدی:

(1) محمد احمد نیام، عمر 27 سال ایتھوپیا (2) بشیر امین خلیل، عمر 36 سال، عراق (3) عبدالطیف، عمر 54 سال، یونان (4) رفیق بن بشیر بن جلود، عمر 37 سال، تیونس (5)

عمراحم دکھوکھر، عمر 19 سال، کینیڈا (6) عباس جیدرومی، عمر 37 سال، عراق (7) منہال النہال، عمر 43 سال، شام (8) جہاد احمد مصطفیٰ، عمر 34 سال، لبنان (9) عمر بن عبداللہ، عمر 49 سال، تیونس (10) عبدالحامد حسن خلیل، عمر 44 سال، اردن (11) رحیم عبدالرحیم رساک، عمر 27 سال، شام (12) محمد سلیم متلاک، عمر 32 سال، شام (13) عبدالمجید، عمر 27 سال، ایران (14) محمد شعیب محمد، عمر 24 سال، عراق (15) محمد سلیم باری، عمر 41 سال ،صومالیہ (16) عادل نوری، عمر 26 سال، چین (17) وہاب المصر خالد، عمر 42 سال، اردن (18) بختیار باماری، عمر 25 سال، ایران (19) حیدر جبار حفیظ، عمر 32 سال، عراق (20) عثمان حسن احمد ابو، عمر 31 سال، اردن (21) اکرام محمد غافیل، عمر 30 سال، عراق (22) محمد ابراہیم احمد، عمر 50 سال، آسٹریلیا (23) احمد حسن جمیل، عمر 44 سال، اردن (24) محمد انور کرد، عمر 23 سال، ایران (25) جمال عبداللہ، عمر 27 سال، یوگنڈا (26) عبداللہ محمد حسین، عمر 23 سال، صومالیہ (27) احمد تورسن، عمر 35 سال، چین (28) عبدالرزاق، چین (29) صالح عبدالرسول، عمر 24 سال، بحرین (30) شیخ سلمان ابراہیم، عمر 26 سال، بحرین (31) انور حسن، عمر 31 سال، چین (32) عادل احمد، عمر 33 سال، چین (33) عبداللطیف، عمر 32 سال، بحرین (34) احمد عبدالرحمٰن، عمر 31 سال، سپین (35) محمد حامد الکرانی، عمر 20 سال، چاڈ (36) موسیٰ زئی زیموری، عمر 27 سال، بیلجیئم (37) عباس یوسف، عمر 26 سال، چین (38) اکدرقسیم، عمر 32 سال، چین (39) عبدالحیلی، عمر 29 سال، چین (40) حاجی محمد ایوب، عمر 22 سال، چین (41) سعد اللہ خالق، عمر 28 سال، چین (42) عبدالرحمان، عمر 33 سال، چین (43) حاجی اکبر، عمر 32 سال، چین (44) ابوبکر قاسم، عمر 37 سال، چین (45) عبدالقادر خان، عمر 26 سال، چین (46) عبد الرحیم دعوت، عمر 31 سال، چین (47) کوکس یسکیل، عمر 38 سال، ترکی (48) عبداللہ جم عادل، عمر 31 سال، چین (49) عبداللہ حیات امام، عمر 28 سال، چین (50) میسوت بیلجیئم (51) ابراہیم شافہ

عمر 25 سال، ترکی (52) صالح یار، عمر 25 سال، ترکی (53) عبدالقادر، عمر 46 سال، ترکی (54) معین جمال ، عمر 30 سال، متحدہ عرب امارات (55) عبدالناصر کھاتومنی، عمر 24 سال ،شام (56) مومار باداوی، عمر 33 سال، شام (57) پرہت ہوزافا، عمر 35 سال، چین (58) ابدری ہمان، عمر 32 سال ، ڈنمارک (59) احمد عدنان، عمر 29 سال، شام (60) علی حسین ، عمر 24 سال، شام (61) عینی الابارانی، عمر 41 سال، بحرین، (61) جاواد جبار، عمر 38 سال، عراق (62) عبدالسید حسن ،عمر 30 سال، عراق (63) عبداللہ نعمانی، عمر 26 سال، بحرین (64) ایمان محمد سلمان، عمر 28 سال، اردن (65) محمد مہدی ، عمر 26 سال، سویڈن (66) مبارک حسین بن ابول، عمر 28 سال، بنگلہ دیش (67) محمد نگ ،عمر، 31 سال، چین (68) محمد ارکن، عمر 41 سال، چین (69) پلادت ،عمر 31 سال، آذربائیجان (70) کامل عبداللہ ، عمر 41 سال، بحرین (71) محمد شاوالحسین ،عمر 32 سال، اردن (72) عصیم مترق محمد عمر فلسطین (73) عبداللہ الحمری، عمر 26 سال، متحدہ عرب امارات۔

عربی مجلہ الصمود سے کمانڈر ملا امین اللہ امین شہید کا انٹرویو

الصمود۔ جناب عالی ہم پہلے تو آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ رسالہ الصمود کے قارئین کو اپنا تعارف کروا دیں۔

کمانڈر امین اللہ= تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور درود وسلام ہو آپ ﷺ پر میرا نام امین اللہ عبدالغفور ہے اور تقریباً میں اپنی زندگی کے 39 برس گزار چکا ہوں، میں نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقے کے رواج کے مطابق قریبی مسجد میں شروع کی اور افغانستان کی روس (سوویت یونین) سے آزادی کے بعد میں پاکستان کی طرف ہجرت کی اور باقی تعلیم پاکستان کے مختلف مدرسوں میں جاری رکھی اور سب سے آخر میں اس مدرسہ میں داخلہ لیا جو کہ علوم کا سرچشمہ ہے۔ میرا انشاہ میں واقع ہے جس کی بنیاد مجاہد اعظم حضرت مولانا جلال الدین حقانی نے روس اور افغانستان میں جنگ کے وقت رکھی۔ اس مدرسہ سے ہزاروں طلباء اپنے سروں پر دستار فضیلت سجا کر نکلے۔

اور میں نے مدرسہ سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد قتال کا رخ کیا اور سرخ ریچھ کے خلاف جہاد کی ابتداء کی اور جس وقت امیر المومنین نے شہروں سے فساد اور لاقانونیت کو ختم کرنے سے تحریک طالبان کی بنیاد رکھی تو پہلے ہی دن سے میں اس تحریک میں شریک ہو گیا اور درج ذیل ذمہ داریوں کے نبھانے کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔

امارتِ اسلامیہ افغانستان کے سقوط کے وقت 2001ء میں مجھے قید کر لیا گیا پہلے مجھے باگرام کے قید خانہ میں رکھا گیا۔ پھر قندھار کے قید خانے کے بعد میری قید کی انتہا گوانتانامو کے قید خانے میں جا کر ہوئی۔

تین سال گزرنے کے بعد 2005ء میں مجھے رہا کر دیا گیا۔ رہائی کے بعد میں نے صلیبی فوجیوں کے خلاف جہاد شروع کر دیا اور فی الحال مجھے قندھار میں ایک ضروری کام پر مامور کیا گیا ہے۔ جیسا کہ میرا انتخاب امارتِ اسلامیہ افغانستان کی شوریٰ کے نمائندے کے طور پر کیا ہے۔

اور وہ واقعات جو وہاں (دورانِ قید) پیش آئے اور جن کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا عنقریب میں ان دردناک واقعات اور حادثات کو اپنے عزیز قارئین کے لئے قلمبند کراؤں گا اور اس کے ساتھ ساتھ میں مختصراً یہ بتاتا چلوں کہ جب مجھے قید کیا گیا تو 15 دن میں امریکی قید خانے میں گزارے جو باگرام میں واقع ہے اور وہ شدید سردیوں اور ٹھنڈی ہواؤں کے دن تھے حتیٰ کہ جب ہمیں پینے کا پانی تقسیم کیا جاتا تو کچھ دیر کے بعد ہی وہ پانی برف بن جاتا تھا۔

اور مزید ٹھنڈی ہواؤں اور ناموافق حالات کے باوجود امریکی فوجی ہمیں مارتے تکلیف دیتے اور گالی گلوچ میں کوئی کسر نہ اٹھائے رکھتے تھے۔ ان کیفیات اور طرح طرح کے تشدد کے علاوہ امریکی وحشی فوجی ہمیں سونے اور کھڑے ہونے کی اجازت بھی نہ دیتے تھے۔ حتیٰ کہ 15 دن ہم نے بیٹھے بیٹھے گزارے۔ اس کے بعد ہمیں قندھار کے قید خانے میں منتقل کیا گیا اور وہاں میں تین مہینے رہا وہاں بھی امریکی قید خانے کی طرح پانی میسر نہ تھا اور نہ ہی نماز کی جگہیں اور تمام وہ ضروریات جن کا انسان محتاج ہوتا ہے' ہمیں وہاں میسر نہ تھی۔

چوبیس گھنٹوں میں ہمیں تین دفعہ پانی دیا جاتا تھا اور پانی تقسیم کرنے کے دوران ہمیں اس پینے والے پانی سے چہرہ دھونے کی اجازت نہ دی جاتی تھی۔ بس بارش کے پانی سے ہم اپنے چہروں کو دھوتے تھے۔ اگر ہم میں سے کوئی ایک پینے والے پانی سے چہرے کو دھو لیتا تو اس کو سخت سزا دی جاتی تھی۔

اور جسمانی تکلیف کے ساتھ ساتھ ہمیں روحانی ایذاء بھی پہنچائی جاتی تھی اور وہ قرآن پاک کا مذاق اڑا کر اور شعائر اسلامیہ کی ہماری آنکھوں کے سامنے توہین کر کے یہاں تین ماہ گزارنے کے بعد پہلی دفعہ ہمیں امریکی قید خانے گوانتانامو میں قید خانے میں منتقل کر دیا گیا وہاں تین سال ہم نے ظلم کے ہاتھوں مجبور ہو کر سخت شدت اور تکلیف میں گزارے۔ گویا کہ وہاں فوجی قیدیوں کے ساتھ انسانوں والا سلوک نہیں کرتے۔

الصمود: اگر آپ تفتیش کے دوران جو آپ پر بیتی سنائیں تو آپ کی نوازش ہوگی۔

کمانڈر امین اللہ: پہلے دن سے تفتیش شروع ہوئی اور آخری دن تک جاری رہی تفتیش والے

آدمی وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتے رہتے تھے یہاں تک کہ کچھ دن گزرتے تو نئے آدمی تفتیش کے لئے آجاتے تھے اور ہر بار تفتیش کی انتہا مار پیٹ گالی گلوچ اور ہمارا مذاق اڑانے پر ختم ہوتی تھی۔ ہمارے وہاں سے آزادی کے دن تک یہی معاملہ چلتا رہا۔

الصمود: کیا امریکی فوجی تمام قیدیوں کے ساتھ ایسا ہی غیرانسانی سلوک کرتے ہیں یا وہ قیدیوں کے معاملہ میں فرق کرتے ہیں۔

کمانڈر امین اللہ: چینی روسی اور وسطی ایشیاء کے لوگوں کے علاوہ ہر ایک کے ساتھ غیرانسانی سلوک کیا جاتا ہے۔ بس چینی روسی اور وسطی ایشیاء کے قیدیوں کے ساتھ عام قیدیوں کے برعکس معاملہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً چینی قیدی چار نمبر خانے میں رہتے ہیں اور اس خانے میں تمام ضروریات زندگی اور مزید سہولیات بھی میسر ہیں۔

میں نے وہاں ایک مہینہ گزارا اور ایک چینی قیدی جس کا نام عبدالرزاق تھا اس نے مجھے یہ بتایا کہ امریکی ان کو کہتے تھے کہ ایک شرط پر تم کو چھوڑ سکتے ہیں کہ تم اپنی حکومت کے خلاف ہماری مدد کرو لیکن یہ کام کرتے ہوئے اگر تم اپنے شہر میں رہے تو تم کو بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ چینی گورنمنٹ تمہارا تعاقب کرے گی لہذا تم کو زندگی گزارنے کے لئے کسی اور علاقے میں رہائش رکھنی پڑے گی اور ہم تمہارے لئے سفر کے اخراجات اور رہائش مہیا کریں گے جس ملک میں تم چاہو گے۔ یہ خبر پہنچی کہ ایک چینی وفد چینی قیدیوں سے ملاقات کے لئے آرہا ہے۔ اس خبر کے بعد امریکی اہلکار چینی قیدیوں کے پاس آئے اور کہا عنقریب چینی وفد تم سے ملاقات کے لئے آرہا ہے لیکن تم ان کا سامنا کرنے سے انکار کر دینا۔ اگر ہم تم پر ان سے ملاقات کرنے پر سختی بھی کریں تو پھر بھی تم بات کرنے سے انکار کر دینا اور جو کچھ تمہارے ساتھ قید خانے میں ہوتا ہے ان کو اس کی خبر نہ دینا ورنہ یہ تمہارے لیے اور تمہارے خاندان والوں کے لئے خطرناک ثابت ہو گا۔ آخر کار جیسا امریکیوں نے کہا تھا قیدیوں نے ویسا ہی کیا جب چینی قیدیوں کو وفد کے سامنے لایا گیا۔ تو انہوں نے وفد سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا اور یہ سب امریکیوں کے خوف اور مار پیٹ کے ڈر سے کیا اور جو معاملہ چینی قیدیوں کے ساتھ کیا بالکل ایسا ہی معاملہ روسی اور وسطی ایشیاء کے قیدیوں کے ساتھ کیا اور انہیں بھی یہ کہا گیا کہ تمہاری جان اسی صورت میں چھوٹ سکتی ہے

کہ تم اپنی حکومت کے خلاف ہماری مدد کرو۔ اس کے بدلے میں ہم تم کو زندگی کے سارے مزے اور جہاں تم چاہو گے نیشنلیٹی دیں گے۔

الصمود: جناب عالی وہ دن جو آپ نے امریکی فوجیوں کی قید میں گزارے ان دنوں اور اس زندگی کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے اور آپ کے ساتھ ان کا کیا معاملہ تھا۔

کمانڈر امین اللہ: مختصراً میں آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ جب ہم قید میں تھے، تو ایک دن اقوام متحدہ کا وفد قیدیوں سے ملنے آیا اور ان میں سے ایک میرے پاس آیا اور وہ عیسائی مبلغ تھا اور اردو جانتا تھا۔ اس نے مجھے کہا، کیا خیال ہے؟ میں نے کہا الحمد اللہ خیریت سے ہوں تو وہ جواب سن کر حیران رہ گیا اور کہا۔ کیا وجہ ہے کہ کوئی قیدی بھی شکایت نہیں کرتا۔ جس قیدی سے بھی پوچھتا ہوں اور اپنی حالت پر شکر کرتا ہے۔ اگر میں آپ کی جگہ ہوتو تو تین دن بعد آپ مجھے مردہ پاتے اور اس بری حالت کے باوجود میں آپ کو مطمئن دیکھ رہا ہوں۔

میں نے اس سے کہا کہ ہم نے اپنے وقت کو تقسیم کیا ہوا ہے۔ ایک وقت قرآن کریم کی تلاوت اور اس کو یاد کرنے کے لئے اور ایک وقت تعلیم حدیث کے لئے اور اسلامی احکام کی تعلیم کے لئے ہے۔ پس ہم صبح سے لیکر شام تک قرآن کریم یاد کرنے میں اور دینی احکام سیکھنے میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ ہمارے پاس اپنے بھائیوں اور پڑوسیوں کے ساتھ گفتگو کے لئے کوئی وقت نہیں بچتا اور عصر کے بعد ہمارا عرب بھائی آواز دیتا ہے اور کہتا ہے سیر کریں، اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا تھا کہ ہم اس میں شریک ہوسکیں۔ اس کے باوجود پھر بھی ہم روحانی طور پر مطمئن ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں میں سکون اور اطمینان پیدا کیا ہے۔ کیونکہ ہم اپنے رب پر ایمان لا چکے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرینگے اور اللہ رب العزت ہمیں اس ظلم اور عذاب پر جو ہم برداشت کر رہے ہیں۔ اجر اور ثواب عطا کریں گے۔ اور ہماری امیدیں تو جنت میں داخل ہونا ہے اور ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ دنیا کی زندگی فانی ہے اور ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے۔

الصمود: جب آپ قید میں تھے اور آپ نے بہت قسم کی تکالیف اور سختیاں برداشت کی اگر آپ اس سے چھٹکارا پاتے تو کیا آپ کا یہی ارادہ تھا کہ رہائی کے بعد عیش و عشرت اور اطمینان والی زندگی کو پسند کریں گے؟

کمانڈر امین اللہ: وہ حالت جو ہم نے وہاں دیکھی اور وقت جو ہم نے گزارا اسے ہم زندگی بھر نہیں بھولیں گے اور ہم سب نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ اگر ہم رہا ہوئے۔ تو ساری زندگی اپنے دشمن کے خلاف جہاد کریں گے۔ مزید یہ کہ جب کبھی طالبان کی کوئی جہادی خبر آتی یا کوئی قیدی جیل میں بیڑیوں میں آتا۔ یا قیدیوں کے درمیان خط کے ذریعہ اشارات ہوتے تو بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے اور امریکی یہ منظر دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے اور میں کہتا ہوں مجاہدین کی حالت وہاں شہید کی طرح ہے کیونکہ شہید جب اللہ کے راستے میں شہید ہوتا ہے اس کی دوبارہ آرزو ہوتی ہے کہ اسے دوبارہ شہید کیا جائے۔ جیسا کہ وہ تمنا کرتا ہے کہ وہ جنگ میں شریک ہو اور دشمن کے ساتھ جہاد کرے۔ اسی طرح قیدیوں کی بھی حالت ہوتی ہے کہ ہر کوئی تمنا کرتا ہے کہ وہ رہائی پا کر میدان جنگ میں چلا جائے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرے۔

الصمود: اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کل جہاد پہلے سے عمدہ طریقے سے جاری ہے اور امیرا لمومنین مجلس شوریٰ کے رکن کے طور پر آپ کو منتخب کیا ہے۔ کیا آپ کا سیاسی امور میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ مسلح جہاد میں حصہ لینے کا ارادہ ہے۔

کمانڈر امین اللہ: الحمدللہ رہائی کے بیس دن بعد میں نے جہاد شروع کیا۔ ہمارا سب سے پہلا کام جہادی امور کو مضبوط کرنا۔ تا کہ ہم سیاسی امور میں شریک ہوں اور اس وقت ہم نے پرانے اور نئے مجاہدین کی ایک تنظیم بنائی اور ہم نے خود عملی جہاد میں حصہ لیا۔

الصمود: جیسا کہ آپ نے ذکر کیا مختلف جنگی میدانوں میں اور آپ کو جنگی امور میں نئے تجربات حاصل ہوتے ہیں، تو آپ کب تک مجاہدین کی تربیت کا اہتمام کرو گے۔

کمانڈر امین اللہ: اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم پرانے مجاہدین نئے مجاہدین کی تربیت کا اہتمام کرتے ہیں تو ہم نے ہزار مجاہدین کی تربیت کی ہے۔ اور یہ مجاہدین اب جنگی امور سے اچھی طرح واقف ہیں اور انہیں جنگ میں قوی مہارت حاصل ہے اور الحمدللہ وہ اب ہمارے دشمنوں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ہمارے آج کے مجاہدین الحمدللہ جدید اسلحہ استعمال کر رہے ہیں جس سے ٹینکوں کو تباہ کیا جاتا ہے اور ہم نے اس جیسا چیزیں افغانستان میں روس کی جنگ کے وقت بھی نہیں دیکھا تھا۔ حالانکہ اس وقت مختلف ممالک مجاہدین کی مختلف اسلحے کے ذریعے مدد کرتے تھے اور ہم ان جدید اسلحے کے ذریعے دشمن کے

جنگی وسائل کو تباہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اگر دشمن جدید اسلحہ اور ٹینک بھی استعمال کرے۔ تو ہم بھی اپنی طاقت کے بقدر دشمن کے جدید ٹینکوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

الصمود: اس میں کوئی شک نہیں کہ سارا عالم کفر طالبان کے خلاف متحد ہو چکا ہے اور اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ مجاہدین کی تعداد میں پہلے سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے آپ کی نظر میں اس کی کیا وجہ ہے؟

کمانڈر امین اللہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکا اور اس کے حلیف مسلمانوں کے خلاف جھوٹے دعوے کرتے ہیں کہ وہ دھشت گرد ہیں اور دنیا میں اس کی تباہی کا باعث ہیں۔ لیکن ان جھوٹے دعوؤں کے باوجود آپ سب کو یہ علم ہو چکا ہے کہ امریکیوں کا ظلم اور اس کی دشمنی اور سختیاں گوانتا نامو میں ابوغریب قندھار باگرام وغیرہ میں سب دیکھ چکے ہیں۔ اور مزید ان وحشیانہ ظلموں کے امریکی فوجیں افغانستان، عراق، فلسطین اور اس کے علاوہ معصوم لوگوں کو قتل کرتے ہیں، جہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے جہاز اور جاسوس طیارے بستیوں کو تباہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہزاروں عورتیں، بچے اور بوڑھے ہلاک ہو جاتے ہیں اور مساجد، مدارس اور بستیاں تباہ ہو جاتی ہیں۔ زرعی زمینیں نہریں اور چشمے وغیرہ برباد ہو جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان وحشیانہ ظلموں کی وجہ سے امریکی اور اس کے اتحادی فوجیوں کے حقائق دنیا کے سامنے واضح ہو چکے ہیں۔ فی الواقعہ جیسا کہ اب دنیا والوں کو علم ہو چکا ہے کہ فساد کا سبب اور امن کی بربادی کا سبب امریکی اور اس کے حلیف ہیں۔ اسی وجہ سے لوگوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ ہم حق پر ہیں اور ہماری تائید سب پر واجب ہے، اس وجہ سے لشکر ہمارے ساتھ ہوئے اور ہمارے ساتھ بیت المقدس کے جہاد میں صلیبیوں کے خلاف حصہ لیا۔

الصمود: ہم سنتے ہیں اور یہ خبریں شائع ہوتی ہیں کہ تحریک طالبان افغانستان کے مجاہدین کے درمیان اختلافات ہیں اور آپ شوریٰ کے رکن ہیں ان خبروں کی کیا حقیقت ہے؟

کمانڈر امین اللہ: سب جانتے ہیں کہ ساری دنیا امریکہ کے لئے کام کرتی ہے اور یہ سب خبریں بے بنیاد ہیں۔ ان میں کوئی صداقت نہیں، یہ اس لئے شائع کی جاتی ہیں تا کہ مسلمانوں میں تفریق پیدا ہو اور میں کہتا ہوں کہ طالبان نے جب ملا محمد عمر مجاہد کے ہاتھ پر بیعت کی تو انہوں نے اس کے ساتھ وفاداری کو اپنے اوپر لازم کیا۔ جب تک یہ جہاد کتاب

اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے منبع پر جاری رہے گا تو وہ ہمیشہ اس جہاد کے پابند رہیں گے اور بے شک ہم نے ان سے شہادت پر بیعت کی ہے اور ابھی تک اس عہد پر باقی ہیں اور ابھی تک ہم نے اس کو عملی طور پر ثابت کیا ہے اور اپنی زندگی کے آخری سانس تک اس عہد پر قائم رہیں گے۔

الصمود: جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ دشمن کے پاس جدید اور بہت سے اسلحہ ہیں جو بعض مجاہدین کی شہادت اور دوسروں کو قید کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ پھر آپ کس طرح ایسے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں جس کے پاس اس طرح کا اسلحہ ہے۔

کمانڈر امین اللہ: ہمارا جہاد قرآن وسنت کی تعلیم کے مطابق آگے جاری رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا کہ اے نبی مومنین کو قتال پر اُبھاریں اور اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ اس وجہ سے ہم اللہ کی نصرت سے جہاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اسلامی حکومت قائم ہو جائے اگر چہ اس کی وجہ سے ہمارے دوست شہید اور قید ہو جائیں۔

پولیس کے سربراہ علی شاہ پکتیوال نے چند دن پہلے آزادی ریڈیو سے گفتگو کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت کی کہ ہم نے کابل میں اٹھارہ فاحشہ عورتوں کو پکڑا اور ہم نے ان کو افغانستان سے نکالنے کا ارادہ کیا اور علی شاہ نے تاکید کی ہم عنقریب باقی زنا اور برائی کے اڈوں کو ختم کریں گئیں اور جسم فروش عورتوں کو ان شہروں سے نکال دیا گیا ہے اور اس طرح بعد میں پکتیوال نے وضاحت کی کہ وہ عورتیں جنہیں ہم نے نکال دیا تھا وہ دوبارہ زنا اور فحاشی کے لئے ہمارے شہر میں آئیں ہیں تاکہ ہمارے شہر میں فساد پھیلائے۔

اور کہا جاتا ہے کہ بلاشبہ وہ عورتیں جن کے نکالنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ یہ وہ عورتیں ہیں جو ان ذمہ داروں کو بھتہ دینے سے (تاوان وغیرہ) گریز کرتی ہیں اور وہ عورتیں جو انہیں ان کا حصہ دیتی ہیں۔ وہ کھلے عام اور آزادی کے ساتھ برائیوں میں مصروف رہتی ہیں۔

اب پڑھنے والوں پر یہ واجب ہے کہ وہ خود فیصلہ کریں کہ کون ہیں جو برائی پھیلاتے ہیں کیا وہ طالبان ہیں یا امریکی حکام کرزئی اور اس کے حلیف؟ کیا شہر میں بے حیائی اور فساد پھیلانے کے وہ ذمہ دار نہیں؟

الصمود: اگر آپ مسلمانوں کو اور ان کے علاوہ کسی کو کوئی نصیحت یا وصیت کرنا چاہیں انشاء اللہ عنقریب الصمود کے ذریعے آپ کا پیغام پہنچا دیا جائے گا۔

کمانڈر امین اللہ: میں تمام مسلمانوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ تمام کفار مسلمانوں کے خلاف متحد ہو چکے ہیں اور انہوں نے عالمِ اسلام کے خلاف ایک متحدہ کمیٹی بنائی ہے۔ وہ اب ایک ایک کر کے اسلامی ملکوں میں داخل ہونے لگے ہیں اور ٹیکس لیتے ہیں اور اس کے رہنے والوں پر ظلم کرتے ہیں اور ان کی جائیداد پر قبضہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ افغانستان، فلسطین، اور عراق میں ہوا، اس لئے تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ان مظلوم مسلمانوں سے دشمنی اور عالمی ظلم سے نجات دلائیں اور پھر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق اس ظلم اور سختی کو دور کرنے میں کوشش کرے اور اپنے مظلوم اور مجبور بھائیوں کی ہر جگہ مدد کریں۔ بالخصوص افغانستان اور عراق میں۔ مزید یہ کہ ہم مسلمانوں پر واجب ہے کہ بذاتِ خود جہاد میں حصہ لیں یا مالی طور پر یا زبان سے جہاد کریں یا کسی بھی طریقے سے مجاہدین بھائیوں کی مدد کریں۔ جس کی وہ طاقت رکھتا ہے۔ تاکہ اسلام کا کلمہ بلند ہو اور دین باعزت ہو اور دین اور مسلمانوں کے دشمن شکست کھا جائیں اور میں اپیل کرتا ہوں کہ تمام مسلمانوں سے کہ وہ ہمیں دشمن کے سامنے تنہا نہ چھوڑیں۔ بلکہ ان پر لازم ہے کہ وہ جس طرح سے ہماری مدد کر سکتے ہیں کریں۔ کیونکہ ہم نے اگر دشمن پر غلبہ پا لیا تو اللہ کی رحمت سے یہ دن دور نہیں کہ ان کی باری بھی آئیگی؟ غاصب لوگ تمام مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ وہ مسلمان ملکوں میں داخل ہو کر ان پر قبضہ کیے بغیر نہیں چھوڑیں گے اور میں تمام عالم سے کہتا ہوں خصوصاً ان ملکوں سے جنہوں نے امریکیوں کی مدد میں فوج بھیجی ہے کہ وہ اپنی فوج کو افغانستان سے نکالنے کے بارے میں غور و فکر کریں اور ان پر لازم ہے کہ وہ انسانی حقوق کی رعایت کریں اور اپنی فوج کو افغانستان میں رہنے کی اجازت نہ دیں تاکہ افغانستان ان کے لئے قبرستان نہ بن جائے جیسا کہ ان پر لازم ہے کہ وہ مسلم افغانی غیور قوموں پر ظلم نہ کریں اپنے فوجیوں کو معصوم بوڑھوں، عورتوں، اور بچوں کے قتل کی اجازت نہ دیں۔ کیونکہ یہ سب چیزیں ملکی اور انسانی حقوق کے قوانین کے خلاف ہیں اور یہ فوجیں انسانی حقوق کا صرف دعویٰ کرتی ہیں لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ ان کے تمام کام ان کے دعویٰ کے خلاف ہے اور آج میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں اگر ان ملکوں نے اپنی فوجوں کو ہمارے ملک سے نہ نکالا تو ہم عنقریب اللہ کے حکم سے ان کا قتل شروع کریں گے اور ان کو نکلنے اور بھاگنے پر مجبور کریں گے۔ کیونکہ ہم نے جہاد اور اس ظلم کو ختم کرنے کا ارادہ کیا ہے کیونکہ ہمارا دین ہمیں اس کا حکم کرتا ہے اور اللہ ہمارا معین و مددگار ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ

اور کوئی شخص ایسا ہے کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے۔

(سورۃ البقرہ آیت: 207)
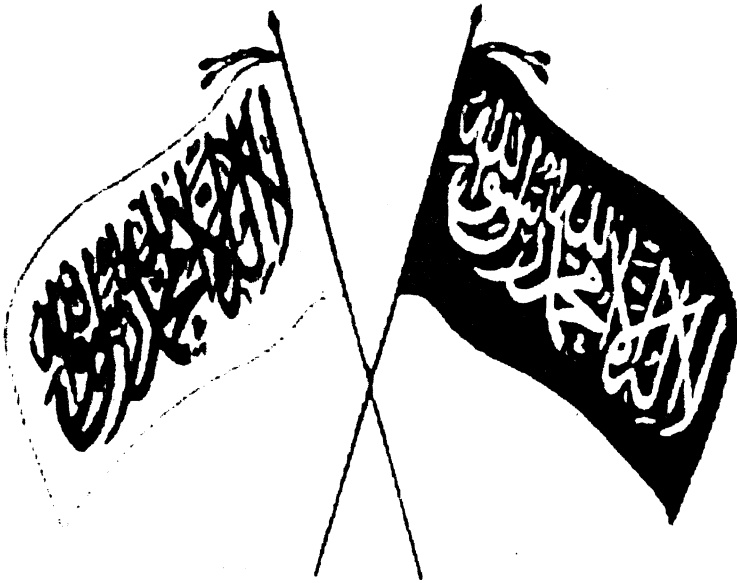
ایک ایسی کتاب جس میں طالبان اور امارات
اسلامیہ افغانستان کے بارے میں آپ کے
دل و دماغ میں پیدا ہونے والے ہر سوال کا
جواب اور وہ حقائق جن کی پوری دنیا منتظر تھی
گوانتا ناموبے قندھار جیل باگرام جیل کے
بارے میں آنکھوں دیکھے حالات اور طالبان
کی فتوحات اس کے علاوہ طرزِ حکومت کے
بارے میں مکمل معلومات آپ کو ملے گی۔

امارت پبلیکیشن

[illegible]
0333-5981898
abrar_miskeen@yahoo.com